سیرتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم، روایتِ صحابیاتؓ _ تخریج و تحقیق

مقالہ برائے پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ

۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

مقالہ نگار

خاور سلطانہ ۱۲-۰۶

ایم-فل

نگرانِ مقالہ

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری

پروفیسر مسندِ سیرت

تحقیقی مقام

شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

پیش کردہ: ستمبر ۲۰۱۱ء

Telephone: 042-9231232

DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF THE PUNJAB
Quaid-i-Azam Campus, Lahore
E-mail: chairman@is.pu.edu.pk

Ref. No. D/1138/IS

Dated. 21-9-11

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is certified that Khawar Sultana is a regular student in Department of Islamic Studies and she has completed her Thesis.

Titled: سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بروایتِ صحابیاتؓ _ تخریج وتحقیق

under my supervision for the award of Ph.D. degree Khawar Sultana is eligible for submission of thesis under the rules & regulation of the Department as well as of the University regarding Ph.D. The material used by her is original and she has shown creativeness in her work. The thesis presents work done by the candidate.

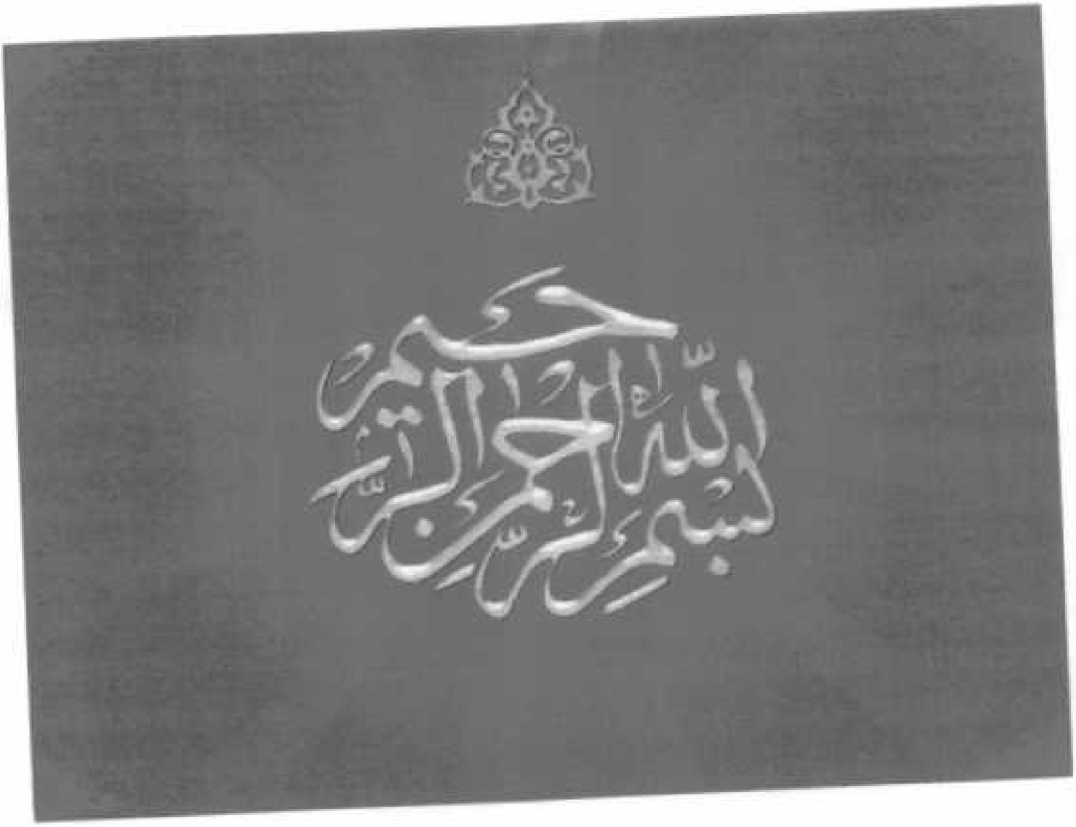
Prof. Dr. Shabbir Ahmad Mansoori

SUPERVISOR

DECLARATION CERTIFICATE

This thesis which is being submitted for the degree of Ph.D. in the University of the Punjab does not contain any material which has been submitted for the award of Ph.D. degree in any University and, to the best of my knowledge and belief, neither does this thesis contain any material published or written previously by another person, except when due reference is made to the source in the text of the thesis.

Khawar Sultana
Ph.D. Scholar
Deptcet. of Islamic Studies.


بسم الله الرحمن الرحيم


بسم الله الرحمن الرحيم
اللهم صل على محمد
وعلى ال محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى ال ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم بارك على محمد وعلى
ال محمد كما باركت على
ابراهيم وعلى ال ابراهيم
انك حميد مجيد

انتساب

اللہ ربُّ العزّت کے نام

جس نے قلم کے ذریعے علم سِکھا کر تحقیق و جستجو کی راہیں

میرے لیے آسان کر دیں۔

اظہار تشکر

(﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾) (ابراھیم، ۱٤:۷)

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے مجھے احسنِ تقویم کے اعزاز سے سرفراز کر کے نہ صرف علم کی روشنی سے میرے قلب کو منور کیا بلکہ مجھے تحقیق وجستجو کی راہوں کا مسافر بنا دیا۔ میں اپنے ربِ حقیقی کی بے حد ممنون اور مشکور اس لیے ہوں کہ اس نے مجھے یہ موقعہ فراہم کیا کہ میں سیرتِ طیبہ کے لا متناہی و بے کراں سمندر میں غوطہ زن ہو کر "روایات صحابیاتؓ کے دُرِ نایاب" ڈھونڈ کر اپنے مقالے کی زینت بنا لوں۔ اَن گنت درود وسلام ہو۔ محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ پر جن کی خاطر باری تعالیٰ نے بَزمِ کائنات سجائی۔

آپؐ کے فرمان:

﴿من لم يشكر الناس لم يشكر الله﴾ (الترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، ۸۹/۲)

کی رو سے ناسپاس گزاری ہوگی اگر میں اپنے مہربان اساتذہ ڈاکٹر شبیر منصوری صاحب اور ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں قدم قدم پر میری رہنمائی کی۔ باری تعالیٰ ان کو زندگی، صحت اور آسانیوں سے نواز دے تاکہ وہ تحقیق کے مسافروں کی راہ میں رہنمائی کی قندیلیں روشن کرتے رہیں۔

میں اپنے قابلِ صد احترام والدین کی انتہائی شکر گزار ہوں جنھوں نے نہ صرف بچپن سے ہی میرے دل میں علم کی محبت ڈالی بلکہ حصولِ علم کے ہر مرحلے پر دعاؤں کا حصار میرے اردگرد باندھے رکھا۔ بنابریں تشکر کا احساس اپنے مخلص جیون ساتھی راؤ افتخار احمد کے لیے بھی ہے کہ انہوں نے اعلیٰ تعلیم کے لیے میری علمی پیاس کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے نہ صرف فراخدلانہ اجازت دی بلکہ ہر لمحے تعاون بھی کیا۔ انہی کے بے پناہ تعاون کی بدولت اس مقالے کی تکمیل ممکن ہوسکی۔

اظہارِ تشکر ادھورا رہ جاتا ہے اگر میں اپنے پیارے بچوں محمد شارف، محمد فائق عبداللہ اور میرب فاطمہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے میری اس طویل مصروفیت کو بہت صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور میری پیاری بہن طاہرہ جس نے میرے اس تحقیقی کام کو مکمل کرنے میں دوا اور دُعا دونوں سے میرا حوصلہ بڑھایا۔ اس کے علاوہ میں اپنے بہن بھائیوں ثمینہ، کوکب، گوشی اور حورب، شہزاد، مسعود، سمیع الرحمٰن، اطیب اور اپنی مخلص دوست صائمہ شمس کے لیے بھی جذباتِ تشکر رکھتی ہوں۔

مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں شیخ زاید اسلامک سنٹر، مرکزی لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ لائبریری، محدث لائبریری، قائداعظم لائبریری، کے سٹاف ممبران کی بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے تحقیقی مواد کی فراہمی میں بھرپور تعاون کیا۔ مقالے کی کمپوزنگ کے لیے میں عظیم بھائی کی مشکور ہوں جنھوں نے انتہائی محنت، توجہ اور لگن سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

﴿اللهم احسن عاقبتنا فى الأمور كلها واجرنا من خزى الدنيا وعذاب الآخرة﴾

مقالہ نگار

خاور سلطانہ

مقدمہ

الحمد لله الكريم الوهاب، الرحيم التّواب، منزل الكتاب، سريع الحساب، غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب، لا اله الا هو عليه توكلت واليه متاب وصلى الله على محمد نبيه ورسوله الاواب، وعلى آله وصحبه افضل الآل والاصحاب۔

رسول کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف ایسا موضوع ہے جو ہمہ گیر بھی ہے اور وسعت پذیر بھی۔ ہر دور میں ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کیے۔ آپ ؐ کی مقدس زندگی کے ہر پہلو سے اس طرح نقاب اٹھایا کہ سیرتِ نبویؐ کا ہر رُخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔ تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ پہلی صدی سے قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ نہیں بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (الاحزاب، ۳۳: ۲۱) کے مطابق اسوۂ حسنہ معلوم کرنے کے لیے ہر مسلمان کو سیرتِ پاک ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ وہ پُرنور ہستیاں ہیں جن کو آپؐ سے بالمشافہ اصولِ اسلام سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی کیونکہ اسوۂ حسنہ ان کے سامنے تھا مگر آپؐ کے وصالِ مبارک کے بعد آپؐ کی سیرت مبارکہ، احادیث اور روایات ہی کی روشنی میں شمعِ ہدایت کا کام دے سکتی تھی۔ چنانچہ اس روشنی کو آیندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے میں صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے آپؐ کی معاشرت، زہد وعبادت، معمولات، اخلاقِ حمیدہ واوصافِ حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر انتہائی ذمہ داری سے اپنے معلّم ومدرّس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔

موضوع کی ضرورت واہمیت:

نبی کریم ﷺ کو اس جہانِ رنگ وبُو سے رخصت ہوئے چودہ صدیاں بیت چکیں۔ اس دوران بے شمار تغیر وتبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی واجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود دورِ جدید میں بھی آپؐ کی ذاتِ طیبہ اسی طرح نمونہ کمال، قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے جیسے چودہ سو سال پہلے تھی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ سیرتِ طیبہ شریعتِ اسلامی کا بنیادی ماخذ ہے۔ یہ نہ صرف حصولِ ہدایت کا ناگزیر ذریعہ ہے بلکہ انسانیت کے لیے اخلاقِ کمال کا ابدی نمونہ ہے۔

۲۔ قرآنِ مجید نے اطاعت اللہ کو اطاعتِ رسول ﷺ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ آپؐ کی سیرت طیبہ کی پیروی کے بغیر باری تعالیٰ کی اطاعت وبندگی کی کوئی صورت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾) (النساء، ۴: ۸۰)

۳۔ تاریخی اعتبار سے بھی سیرت طیبہ بہت اہم ہے۔

الغرض ہر شعبۂ زندگی سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی قولی وعملی ہدایات سے واقف ہو کر اپنی زندگی کو بامقصد بنانا ہر

مومن اور مومنہ کا فرض ہے۔

سیرتِ طیبہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ سیرتِ طیبہ ﷺ کی کامل صورت ہمارے سامنے ہو اور کاملِ صورت صرف اس وقت ہی سامنے آ سکتی ہے جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ کی روایات سے بھی مستفید ہوا جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ ازواج مطہراتؓ، بنات النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ سیرتِ طیبہ ﷺ کی عینی شاہدات تھیں۔ آپؐ کے ساتھ شب و روز کی مصاحبت کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے معمولاتِ عبادت، اکل و شرب، نشت و برخاست، مکارمِ اخلاق سے زیادہ واقف تھیں۔ چنانچہ انہیں سے روایت کردہ احادیث سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے یہ سب پہلو اُجاگر ہوتے ہیں۔

۲۔ صحابیاتِ دینؓ کی راویات اوّل ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ کی مرویات میں سے پہلی کڑی کو نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد باقی نہیں رہتی۔

۳۔ صحابیاتؓ اگر آپؐ کے بعض اعمال کو آگے نہ پہنچاتیں تو آپؐ کے بہت سے اعمال اُمت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے۔ کیونکہ سیرتِ طیبہ ﷺ سے متعلق بعض پہلوؤں پر روشنی ہی صحابیاتؓ کے بیان سے پڑتی ہے گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی کتابِ زیست کے اوراق کی تکمیل صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر ممکن نہیں۔ صحابیاتؓ کی انہیں مرویات نے سیرتِ طیبہؐ کے بے شمار گوشوں کو روشنی بخش کر امتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

مقالہ ھذا **"سیرتِ رسول ﷺ، روایاتِ صحابیاتؓ، تخریج و تحقیق"** میں کوشش کی گئی ہے کہ کتبِ احادیث، کتبِ سیر و تاریخ سے صحابیاتؓ کی روایاتِ سیرت کے آبدار موتی جمع کیے جائیں تاکہ اس دورِ فتنہ ساماں میں نئی نسل کو اسلامی اقدار کے سانچے میں ڈھالا جائے۔

اہداف و مقاصد:

حال اور مستقبل کی راہیں متعین کرنے کے لیے ماضی سے روشنی مستعار لینا بے حد ضروری ہے۔ خصوصاً اس دورِ پرفتن میں عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اور اطاعتِ رسول ﷺ کے راستے پر گامزن ہو کر ہی مسلمان اندرونی و بیرونی فتنوں سے بچ کر اپنے ایمان کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ عشقِ رسول ﷺ سے سرشاری اور اطاعت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ اس موضوع پر تحقیق کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے:

۱۔ حالات و زمانہ کے بدلتے تناظر میں سیرتِ رسول ﷺ کی اہمیت واضح کرنا۔

۲۔ روایاتِ صحابیاتؓ، سیرت رسول ﷺ کا اہم ترین حصہ ہیں۔ ان پر بتقاضائے محبت علیحدہ سے تحقیقی نظر ڈالنا اور ان روایات کی روشنی میں حیات طیبہ ﷺ کا حسن اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے تمام آداب و فضائل اور سنتوں کو شعارِ زندگی بنانا تاکہ عند اللہ ہمارا ہر عمل مقبول ہو۔

۳- وہ تمام صحابیاتؓ جن کے بیان سے سیرتِ طیبہؐ وغیرہ نکھر کر ہمارے سامنے آئی انکے احوال وخدمات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔

۴- ہر روایت کو بیان کرنے والے تمام راویوں کی سوانح حیات اور ہمعصروں کی نظر میں ان کا مقام معلوم کرنا۔

سابقہ کام کا جائزہ:

حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ پاک پر بے شمار تحقیقی وتصنیفی کام ہو چکا ہے۔ تاریخ وسوانح کے میدان میں صرف آپؐ ہی وہ شخصیت ہیں جن کی ولادت سے وفات تک کے عرصۂ حیات کی ہمہ گیر تفصیلات کو اُس کی تمام تر جزئیات کے ساتھ تحقیقی و جامع اسلوب میں نہ صرف پیش کیا گیا بلکہ اُس کو محفوظ بھی رکھا گیا۔ محدثین کرام، مفسرین عظام، تاریخ و مغازی نگار اور خالص سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال، تقاریر اور حیاتِ طیبہ ﷺ کے لمحہ لمحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا۔ اس سلسلے میں لکھی جانے والی کتب احادیث (موطاء امام مالک، صحاح ستہ، مسند امام احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راھویہ، مسند الحمیدی وغیرہ) میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ احادیث کی انفرادیت، امتیاز وثقاہت اور قطعیت ثابت کرنے والے دیگر علوم جیسے اسماء الرجال، طبقات، تاریخ، کتب جرح وتعدیل وغیرہ نہ صرف راویوں کی سوانح اور سیرت وکردار بیان کرتے ہیں بلکہ سیرتِ طیبہ سے متعلق حقائق وواقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ان تمام کتب میں صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کی روایات کے مشترکہ بیان سے سیرتِ پاک ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کتب کے علاوہ صحابیاتؓ کی خدمات پر کچھ مقالات ایم-اے کی سطح پر لکھے گئے جیسے ۱۹۶۶ میں ''صحابیاتؓ کی اسلامی خدمات''، ۱۹۸۷ میں ''تدوین حدیث میں صحابیاتؓ کی خدمات''، ۱۹۹۴ میں ''صحابیات کا طریق تعلیم وتربیت'' وغیرہ۔

مرویات صحابیاتؓ پر انفرادی طور پر بھی کام ہوا ہے۔ ۱۹۶۴ میں ''اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدماتِ حدیث'' ۱۹۸۹ میں۔ ''حضرت عائشہؓ کی تفسیری روایات'' ۲۰۰۱ء میں ''ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی سیرت وخدمات''، پی ایچ ڈی کی سطح پر ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا مقالہ ''مسند عائشہؓ''، کلیہ اعداد المعلمات بالمدینۃ المنورہ کی استاد ڈاکٹر، صفیہ عبدالرحیم کا مقالہ، ''مرویات امہات المومنین فی شؤن النساء'' عائشہ مرتضٰی شاہ کا مقالہ، ''حضرت عائشہؓ صدیقہ کی روایات کے موضوعات کا مطالعہ''، وغیرہ شامل ہیں۔

یہ سب تحقیقی کاوشیں قابلِ قدر ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صرف صحابیاتؓ کا بیان یعنی ان کی نگاہوں نے حیات رسول ﷺ کا نقشہ کیسا کھینچا؟ اس موضوع پر ابھی کام نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اس ضرورت کو کسی حد تک پورا کرنے کے لیے مقالہ ہذا **''سیرت رسول ﷺ روایات صحابیات تخریج وتحقیق''** میں آپؐ کی سیرتِ پاک کو روایت صحابیاتؓ کی روشنی میں واضح تر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور روزِ محشر میرا نامۂ اعمال ان ''جگمگاتی سعید ساعتوں'' سے منور کر دے جو میں نے سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے صحابیاتؓ کی روایات کی تلاش میں گزاریں۔

خاکہ تحقیق

باب اول- سیرتِ رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

یہ باب دو فصول پر مشتمل ہے- پہلی فصل میں سیرتِ رسول ﷺ کی عظمت و اہمیت بیان کی گئی ہے- سیرت کا معنی و مفہوم، صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ، انکی اطاعتِ رسول ﷺ، اتباع اور حبِ رسول ﷺ بیان کیا گیا ہے- جبکہ فصل دوم میں روایت صحابیاتؓ کی اہمیت بیان کی گئی ہے- نیز روایت صحابیاتؓ کے ماخذ، (کتبِ احادیث، تفسیر، تاریخ، کتبِ اسماء الرجال، کتبِ دلائل وشمائل) بیان کیے گئے ہیں نیز اس میں وہ جلد نمبر جن میں صحابیاتؓ کی روایات کی تعداد زیادہ ہے، کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے-

باب دوم- راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

اس باب میں ان تمام "صحابیاتؓ مکرمات" جن کے بیان سے سیرتِ طیبہ ﷺ پر روشنی پڑتی ہے- نام، نسب، احوال و خدمات، نیز ان سے مروی روایات کی تعداد، سالِ وفات وغیرہ کا ذکر ہے-

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

اس باب میں آپ ﷺ کی زندگی کے اہم ادوار یعنی مکی و مدنی زندگی سے متعلق صحابیاتؓ سے مروی روایات کو مع سند بیان کیا گیا ہے- مکی دور میں اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت، نسبِ اقدس، پیدائش، عہد شباب، آغازِ وحی، تبلیغِ اسلام، مشرکین مکہ کے مظالم، سفرِ طائف وغیرہ جبکہ مدنی دور میں ہجرت مدینہ، غزوات و سرایا، حجۃ الوداع اور وصال نبوی ﷺ سے متعلق روایات ایک ترتیب سے جمع کر کے انکی نہ صرف تخریج کی گئی ہے بلکہ ہر روایت کو سیاق و سباق سے مزین کر کے اس میں تشریح طلب باتیں حواشی میں بیان کر دی گئی ہیں اور ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال مع سالِ وفات بیان کر دیے گئے ہیں-

باب چہارم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

یہ باب بھی دو فصول پر مشتمل ہے- فصل اول میں نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات- جن میں معمولاتِ عبادات، دعائیں، پسندیدہ طعام، پسندیدہ مشروب وغیرہ شامل ہیں- جبکہ فصل دوم مکارمِ اخلاق ﷺ پر مشتمل ہے-

باب پنجم- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

اس باب کی فصل اوّل میں "آنحضور ﷺ بحیثیت سربراہِ خاندان" سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں- ان میں بحیثیت شوہر، مشفق باپ اور بچوں سے آپؐ کے برتاؤ پر روشنی ڈالی گئی ہے- جبکہ دوسری فصل میں آپ کا خواتین اور غلاموں

سے حسنِ سلوک بیان کیا گیا ہے-

آخری تینوں ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر تمام راویوں کے احوال بیان کیے گئے ہیں اور ان ابواب کے بعد مقالہ کا خلاصہ تحریر کیا گیا ہے- نیز احادیث کے پیش نظر، فہرست مصادر و مراجع، مقالہ میں مذکور آیات، احادیث، اعلام، اماکن اور قبائل کا اشاریہ بھی مرتب کیا گیا ہے-

اسلوبِ تحقیق

اس مقالہ میں تحقیقی اسلوب کو درج ذیل انداز میں آگے بڑھایا گیا ہے-

۱- اس مقالے کے لیے بیانیہ طریقِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے-

۲- صحابیاتؓ سے مروی احادیث کی جمع و ترتیب کے لیے دستیاب کتب احادیث، کتب سیر و اسماء الرجال، کتب دلائل وشمائل وغیرہ سے مدد لی گئی ہے اور صرف سیرت سے متعلق روایات کی تلاش کے لیے ان کتب میں سے مستند ترین اور معتبر ترین ذخیرۂ کتب کا انتخاب کیا گیا ہے-

۳- زیرِ نظر مقالے میں صحابیاتؓ کی مرویات منتخب کرتے ہوئے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ سیرتِ طیبہﷺ کے معطر گلستان میں سے کس کس گلِ شگفتہ سے مقالے کو مزین کیا جائے- دل تھا کہ ہر روایتِ سیرت کے لیے مچلتا تھا کہ یہ بھی شامل کی جائے اور وہ بھی- مگر حدود و پابندیوں اور طوالت کے خوف سے صرف صحابیاتؓ کی وہی مرویات شامل کی گئی ہیں جن سے نبی کریمﷺ کے اقوال و افعال پر روشنی پڑتی تھی- گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے-

۴- صحابیاتؓ کی حیات و خدمات پر چونکہ قبل ازیں بہت عمدہ کام ہو چکا ہے- اس لیے ان کی حیات و خدمات کا اجمالاً احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں صرف انہیں "۶۲" صحابیاتؓ کو شامل کیا گیا ہے جن کے بیان سے سیرتِ طیبہؐ پر روشنی پڑتی ہے-

۵- ہر باب کے آغاز میں مختصراً تعارفِ باب اور فہرست موجود ہے علاوہ ازیں روایاتِ سیرت پر مشتمل آخری تین ابواب کی ہر فصل کے اختتام پر ہر روایت کی سند میں موجود ہر راوی کا نام، کنیت، سالِ وفات، اس کے شیوخ، تلامذہ اور ہمعصروں کی نظروں میں اس کا مقام بیان کیا گیا ہے اس طرح تقریباً "۴۰۰" سے زائد راویوں کے احوال و مقام کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے کتب رجال سے مدد لی گئی ہے- راویوں کے احوال چونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے موجود ہیں اس لیے فہارس میں ان کو شامل نہیں کیا گیا-

۶- سیرت سے متعلق روایات میں اگر کہیں کسی شخصیت، مقام، واقعہ یا قبیلہ وغیرہ کا نام آیا ہے- اسکی تشریح حواشی میں

کر دی گئی ہے- نیز ہر روایت کا سیاق وسباق بھی بیان کر دیا گیا ہے-

۷- مقالہ لکھتے ہوئے تمام کتب کے حوالوں سے پہلے مصنف کا نام، پھر کتاب کا نام، بعد ازاں جلد نمبر (اگر ہے تو) اور اس کے بعد صفحہ نمبر لکھا گیا ہے- جلد اور صفحے کو "۱/۸" کے انداز میں لکھا گیا ہے-

۸- آیات کے حوالے کے لیے پہلے سورۃ کا نام پھر سورۃ نمبر اور پھر آیت نمبر دیا گیا ہے- مثلاً "البقرۃ،۲:۱۵"

۹- کسی کتاب کا نام پہلی دفعہ آنے پر مصنف کا نام بھی لکھا گیا ہے جبکہ آئندہ ذکر آنے پر کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے- مصنف کا نام دوبارہ نہیں لکھا گیا- البتہ مصادر و مراجع میں مصنف کا مکمل نام، کتاب کا مکمل نام، مطبع اور سالِ اشاعت تحریر کیا گیا ہے-

۱۰- تکرار اور طوالت کے پیشِ نظر ترجمے میں مکمل سند کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ ہر روایت کا آغاز صحابیہ کے نام سے کیا ہے اور سند میں محض صحابیہؓ کے نام کو ہی کافی سمجھا گیا ہے- جہاں سے صحابیہؓ کی روایت شروع ہوتی ہے- ﴿ ﴾ نشان سے اسکی وضاحت کر دی گئی ہے-

۱۱- روایت کی تخریج کرتے ہوئے کتاب کا نام، کتاب، باب، حدیث نمبر اور صفحہ وجلد نمبر بھی ذکر کر دیا گیا ہے- اسکو اس طرح بیان کیا گیا ہے- "الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبیﷺ (حدیث: ۳۶۴۱) ص، ۵۷۱

۱۲- فہارس میں "اشاریہ آیات" کو حروفِ تہجی کی بجائے قرآنی سورت نمبر سے ترتیب دیا گیا ہے-

۱۳- اس تحقیقی مقالے میں کچھ رموز و اختصارات استعمال کیے گئے ہیں جیسے آیات کے لیے (﴿ ﴾)، احادیث کیلئے ﴿ ﴾، ترجمے کے لیے" "صفحہ نمبر کے لیے "ص" اور حوالہ جات میں جن کتب کا ایک سے زائد مرتبہ تذکرہ آیا ہے ان کو مختصر نام دے دیا گیا ہے جیسے الجامع الصحیح المسند المختصر من الامور رسول اللهؐ...... کو الجامع الصحیح للبخاری، المستدرک علی الصحیحین کو "المستدرک" مجمع الزوائد و منبع الفوائد کو "مجمع الزوائد" الاصابة فی تمییز الصحابة کو "الاصابة" وغیرہ جبکہ مصادر و مراجع میں کتاب کا مکمل نام واضح کر دیا گیا ہے-

دستیاب سہولیات و وسائل

موضوع سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے دستیاب سہولیات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے-

۱- مقالے کی تکمیل کے سلسلے میں مختلف لائبریریوں مثلاً جامعہ پنجاب، شیخ زائد اسلامک سنٹر لائبریری، شعبہ علوم اسلامیہ کی لائبریری اور مرکزی لائبریری، محدث لائبریری، قائدِ اعظم لائبریری، منہاج القرآن لائبریری

وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ان سہولیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اپنے تحقیقی کام کو تکمیلی مراحل تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحقیقی کاوش عالمانہ نہیں بلکہ طالبعلمانہ ہے۔ اس مقالے میں جو خوبی ہے وہ ربِ رحیم کی عطا ہے اور جو خامی ہے وہ میری خطا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتی ہوں کہ ربِ مہربان مجھے ناقص الاستطاعت انسان سمجھتے ہوئے ان غلطیوں سے درگزر فرمائے اور میں یہ بھی دعا کرتی ہوں کہ سید المرسلین خاتم الانبیاء رحمت دو جہاں کی سیرت کا یہ تذکرہ و تحقیق اللہ رب العزت کے حضور شرف یاب ہو۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

مقالہ نگار

KSult

خاور سلطانہ

فہرست ابواب

باب اول:

سیرت رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

فصل اوّل:

باب دوم:

راویاتِ سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

باب سوم:

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

فصل دوم: مدنی دور

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

فصل دوم:

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

فصل دوم:

باب اوّل

سیرتِ رسول اکرم ﷺ کی عظمت و اہمیت اور فضیلتِ صحابیاتؓ

تعارف باب اوّل

سیرت النبی ﷺ ایک ایسا سرچشمۂ ہدایت ہے جس کے سوتے تا قیامت خشک نہ ہوں گے- آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ تمام انسانیت کے لیے ''اسوۂ حسنہ'' ہے اور آپؐ کی شان سب سے ارفع ہے کیونکہ باری تعالیٰ نے (ورفعنالک ذکرک) (الم نشرح، ۹۴:۴) کہہ کر آپ کا ذکر ہمیشہ کے لیے بلند فرما دیا- اس باب میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت بیان کی گئی ہے- ''سیرت'' کا مفہوم اور اسکی ضرورت و اہمیت کا بیان ہے- ''صحابیاتؓ'' جو صحبتِ پاکؐ سے مشرف ہوئیں اور جو آپ ﷺ کی صحبت کے نور سے اپنے ذہن و دل کو منور کر کے اپنی مرقع نور ہستیوں سے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنیں- ان کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے- نیز انکا عشقِ رسول ﷺ، اتباعِ سنت، اور اطاعتِ رسول کا تذکرہ ہے-

فصل دوم میں ''روایت صحابیاتؓ'' کی اہمیت بیان کی گئی ہے کیونکہ انہیں سے مروی روایات نے آپ ﷺ کی ذاتِ کاملہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے- اس کے علاوہ ''روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ'' (کتب احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب سیر و مغازی، کتب دلائل و شمائل) بیان کیے گئے ہیں اور اس میں خصوصاً ان جلدوں کا بیان ہے جن میں روایاتِ صحابیاتؓ بکثرت موجود ہیں-

فصل اوّل:

- ☆ شرف وعظمتِ رسول اکرم ﷺ
- ☆ سیرت کا معنی ومفہوم
- ☆ سیرتِ رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت
- ☆ صحابیاتؓ: مقام ومرتبہ
- ☆ صحابیہؓ کا مفہوم
- ☆ صحابیاتؓ کی فضیلت
- ☆ اطاعت، اتباع اور حبِ رسول ﷺ

شرف وعظمت رسول اکرم ﷺ:

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعے سے بہت سی ایسی شخصیات سامنے آتی ہیں۔ جن کے نام ان کے کارہائے نمایاں کی بدولت سنہرے حروف میں لکھے گئے ہیں۔ ان شخصیات نے اپنے علم و تجربہ، کوشش و تدبر سے اپنی قوم میں ہم آہنگی پیدا کی ان کو سماجی شعور بخشا اور ملکی ترقی کے لیے وہ خدمات سرانجام دیں کہ قوم نے ان کو خراج تحسین پیش کرنے کی خاطر ان کے خوبصورت مجسمے بنوا کر شاہراہوں پر نصب کروا دیئے اور ان کی سوانح عمری اس طرح قلمبند کروائی کہ آئندہ نسلیں ان کی پیروی کرتے ہوئے بام عروج تک پہنچیں۔ یہ شخصیات ان ستاروں کی طرح ہیں جو اندھیروں میں رہنمائی تو کرتے ہیں مگر جونہی سپیدۂ سحر نمودار ہوتا ہے۔ ان کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

ہدایت و رہنمائی کا سب سے معتبر ذریعہ انبیائے کرام ہیں۔ نبی مہربان ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء دنیا میں مبعوث کئے گئے وہ ایک محدود مدت کے لیے مخصوص اقوام کی طرف بھیجے گئے۔ ان سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو شرک کی تاریکیوں سے نکالیں اور ان کے دلوں کو توحید کے نور سے منور کر دیں۔ ان تمام انبیاء نے اس مقصد کے حصول کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دی مگر ان کی وفات کے بعد ان کے رہبوں اور احبار نے ان کی تعلیمات میں ردوبدل اور تحریف و تلبیس کر ڈالی۔ جب جب بھی ان انبیاء کی تعلیم اس کے پیروکاروں کے ہاتھوں تلبیس کا شکار ہوتی اور شرک کے اندھیرے زیادہ بڑھ جاتے تو خدائے لم یزل کی طرف سے توحید کا سبق پھر سے یاد دلانے کے لئے نیا رسول بھیج دیا جاتا جو پہلی شریعت منسوخ کر دیتا اور نئی شریعت کا اجراء کرتا۔

رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ، چھ صدیاں تاریخ انسانی کا پرآشوب دور ہیں اس دور تاریک میں روحانیت دم توڑ چکی تھی۔ گلستان خیر و خوبی کی رعنائیاں شر و فساد کی ظلمتوں میں بدل چکی تھیں۔ شمع توحید بجھ چکی تھی اور انسانیت شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تھی۔ پھر مشیت ایزدی نے اس سسکتی ہوئی انسانیت پر رحم کیا۔ اس نے چاہا کہ نوع انسانی کو پھر سے شرف بخشا جائے۔ اس کو ایسے دستور زندگی اور مجموعہ قوانین سے نوازا جائے جو عالمگیر، دائمی اور پائیدار ہو۔ اس دستور زندگی کو اس عالم رنگ و بو میں لانے والا وہ نبی ہے جسکی آمد کے چرچے روز ازل سے تھے۔ یہی وہ باری تعالیٰ کا محبوب ہے جسے صحائف ربانی میں کبھی "فارقلیط (۱) کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور کبھی "منحمنا (۲) کے نام سے اور قرآن

۱۔ یوحنا، ۱۶:۷ (عربی بائبل مطبوعہ لندن، ۱۸۲۱ء، ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۴ء میں لفظ "فارقلیط" ہے۔ بعد میں اس لفظ کی جگہ "مددگار" "وکیل" یا "شفیع" لکھا جاتا رہا ہے۔)

۲۔ یحنس (یوحنا) ۱۶، ۱۵:۲۳۔۲۷: الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، سبل الهدی والرشاد، ۱/۵۲۲: ابی زید البلخی، احمد بن سہل، کتاب البدء والتاریخ ۱۱۹/۲.۱

پاک میں اس ذاتِ اقدس کو "محمد ﷺ" (۱) اور "احمد ﷺ" (۲) کے اسمائے گرامی سے یاد کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں پکارے جانے والے ان ناموں کو باری تعالیٰ نے اپنے پیارے ناموں "حمید" اور "محمود" سے بنایا ہے۔

الخرکوشی نیشاپوری لکھتے ہیں۔

"ذکر الله انبیاء ہ علیه السلام فلم یقسم لاحدمنهم اسماء مشتقا, من اسمائه تعالیٰ ذکرہ وشق اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم من الحمید والمحمود: "محمد صلی الله علیه وسلم (۳)

آپؐ کے چچا ابو طالب نے آپؐ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

وشق له من اسمه لیجله

فذوالعرش محمود و هذا محمد ﷺ (۴)

قرآن کریم میں فضیلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان فضائل ومحاسن سے مزین کیا ہے کہ زبان وقلم اس کو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہیں۔ آپؐ کے فضائل میں سے بے شمار فضائل اللہ عزوجل نے قرآنِ حکیم میں تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ کہیں پر آپ کو رؤف اور رحیم کے لقب سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

(﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾) (۵)

تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا رنج وکلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہشمند ہے۔ وہ مومنوں کے لیے شفقت رکھنے والا رحیم ہے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل آپؐ کے اوصاف حمیدہ بیان فرما کر اس طرح سے آپؐ کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

(﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

۱۔ الاحزاب، ۳۳:۴۰، الفتح، ۴۸:۲۹، آل عمران، ۳:۱۴۴، محمد، ۴۷:۲

۲۔ الصف ۶۱:۶

۳۔ الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن محمد، مناحل الشفاء ومناهل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ، ۲۸/۴

۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الصغیر، ۴۰/۱

۵۔ التوبة، ۹:۱۲۸

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ ﴾) (١)

اللہ تعالیٰ کا مومنین پر بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیج دیا جو انہی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیتیں سناتا ہے۔ ہر طرح کی برائیوں سے انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اسی سے ملتی جلتی خصوصیات ان الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔

(﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾) (٢)

وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان پر اسکی آیات پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر آپ کو ''نور ﷺ اور ''سراجاً منیراً ﷺ کہہ کر پکارا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿قَدْ جَاءكُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾) (٣)

کہیں آپ کی ذات اقدس کو رشد وہدایت کا روشن چراغ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً ۝﴾) (٤)

یعنی اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے متنبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسکی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے بے شمار مراتب اور ہمہ جہت تعریفوں کو اکٹھا کر دیا ہے آپ کو امتِ محمدیہ پر گواہ ٹھہرایا ہے کہ آپؐ نے ان تک اللہ عزوجل کا پیغام من وعن پہنچا دیا۔ آپؐ کے دیگر خصائص میں سے اللہ عزوجل نے آپ کو اطاعت گزاروں کے لیے خوشخبری سنانے والا، نافرمانوں کو متنبہ کرنے والا قرار دیا۔

سورۂ احزاب میں فضیلت مصطفیٰؐ کو بیان کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ایمان والوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

(﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾) (٥)

١۔ آل عمران، ٣:١٦٤
٢۔ الجمعة، ٦٢:٢
٣۔ المائدہ، ٥:١٥
٤۔ الاحزاب ٣٣:٤٥،٤٦
٥۔ الاحزاب ٣٣:٥٦

سورۂ فتح میں حضور ﷺ کے خصائص اور فرائضِ رسالت کو بیان کرنے کے بعد احکاماتِ الٰہیہ کو امت تک پہنچانے کی سعی جمیلہ پر آپ کی گواہی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

(﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً ○لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾) (۱)

بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی صبح وشام بیان کرتے رہو۔

رسول پاک ﷺ کی شرف وعظمت کا ایک اور مظہر قرآن پاک میں موجود باری تعالیٰ کی وہ قسمیں ہیں جو آپ کی رسالت، محبت، ہدایت اور اخلاق کریمانہ کی گواہی کے لیے موجود ہیں۔

کہیں پر رسول ﷺ اللہ کی ہدایت کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ○مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى○﴾) (۲)

کہیں آپ کی رسالت پر قسم کھا کر گواہی دی:

(﴿يٰس ○وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ○إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ○﴾) (۳)

قرآن پاک میں ایک مقام پر باری تعالیٰ نے آپ کی محبت کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا۔

(﴿وَالضُّحَى ○وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ○مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى○﴾)(۴)

اور کہیں آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ کی قسم کھائی ہے:

(﴿ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ○مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ○وَإِنَّ لَكَ لَأَجْراً غَيْرَ مَمْنُونٍ ○وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ○﴾)(۵)

رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کے نام سے پکارا ہے۔ لیکن محبوبیت کی وجہ سے آپ کو کہیں پیار سے طٰہٰ کہا ہے۔ کہیں "یٰسین"، کبھی "مزمل" کہہ کر پکارا ہے اور کبھی "مدثر"، کسی مقام پر "رؤف" اور کہیں پر "رحیم" اور کہیں آپ کو وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین فرما کر کل عالم کے لیے رحمت قرار دیتے ہوئے آپؐ پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر ڈالا۔

البیہقی لکھتے ہیں

سمّاه الله تعالىٰ في القرآن: رسولاً، نبياً امياً، وسمّاه، شاهداً، ومبشراً، و نذيراً وداعياً الى الله باذنه، وسراجاً منيراً، وسمّاه: رؤفاً، رحيماً، وسمّاه: نذيراً، مبيناً، وسمّاه مذكراً:

۱۔ الفتح، ۴۸:۸-۹
۲۔ النجم: ۵۳:۱،۲
۳۔ یٰسٓ، ۳۶:۱،۲
۴۔ الضحیٰ، ۹۳:۱-۳
۵۔ ن والقلم، ۶۸:۱-۴

وجعله رحمة، ونعمة وهادياً، وسمّاه، عبداً، صلى الله عليه وآله وسلم كثيراً (۱)

محبوب رب العالمین:

دنیا میں بھیجے گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کسی کو اللہ عزوجل نے "صفی اللہ" بنایا کسی کو "کلیم اللہ" اور کسی کو "خلیل اللہ" مگر رسول اللہ کو "حبیب اللہ" بنایا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ، ان کی آزمائشیں، ان کی دعائیں اور ان پر کئے گئے انعامات کا کئی مقامات پر ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ جبکہ رسول اللہ کو اپنا "خلیل" بھی بنایا اور "محبوب" بھی۔ اور خلیل اور محبوب کا موازنہ کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ "دوست" کا درجہ اور ہوتا ہے اور "محبوب" کا مقام و مرتبہ کچھ اور کیونکہ:۔

"خلیل" وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کا ذکر کرے جبکہ "حبیب" کا ذکر اسکا رب خود کرتا ہے۔ (﴿ان الله وملائكته يصلون علىٰ النبى﴾) (۲)

☆ "خلیل" "عطا" کا انتظار کرتا ہے جبکہ حبیب "لقا" کا منتظر ہوتا ہے۔

☆ خلیل کسی "واسطے" سے اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ جبکہ حبیب "بلاواسطہ" باری تعالیٰ سے مل لیتا ہے۔

☆ خلیل باری تعالیٰ سے خود سوال کرتا ہے (﴿واجعل لی لسان صدق فی الآخرین﴾) (۳)

جبکہ حبیب سے باری تعالیٰ بغیر سوال کیے کہتے ہیں۔ (﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾) (۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی جو چیزیں ان کے سوال کرنے کی بعد عطا کی گئیں آپ کو بنا سوال کئے ان سے نواز دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں۔ (﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِی﴾) (۵) جبکہ رسول اللہ سے باری تعالیٰ نے بن مانگے ہی فرمایا (﴿ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾) (۶)

دیگر انبیاء علیہ السلام میں جتنی بھی صفات جمیلہ تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس کو ان تمام صفات سے مزین کر دیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں:

اعطى الله محمداً صلى الله عليه وسلم خلق آدم عليه السلام، معرفة شيث عليه السلام و شجاعة نوح عليه السلام و صفوة ابراهيم عليه السلام ورضاء اسحاق عليه السلام و حسن يوسف عليه السلام، وشدة موسىٰ عليه السلام، وصبرِ ايوب عليه السلام، وطاعة يونس عليه السلام، و صوت داؤد عليه السلام وفصاحة صالحٌ وزهد يحيىٰ عليه السلام

۱۔ البيهقى، ابى بكر احمد بن الحسين، دلائل النبوة ۱/۱۶۰

۲۔ الاحزاب، ۵۶:۳۳ ۳۔ الشعراء، ۸۴:۲۶

۴۔ الم نشرح، ۴:۹۴ ۵۔ طهٰ، ۲۵:۲۰

۶۔ الم نشرح ۱:۹۴

و عصمة عیسیٰ علیه السلام ووقار الیاس علیه السلام وحب دانیال علیه السلام وجهاد یوشع بن نون علیه السلام(۱)

ان انبیائے سابقین کے تمام شمائل، خصائص اور محاسن سے آپ کی ذاتِ جمال آرا کو مزین کر کے سب سے افضل وکامل قرار دے دیا۔

سورۃ انعام کی آیت (﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ﴾) کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ویکون فی الآیة دلیل علی انه صلی الله علیه وسلم افضل منهم قطعاً لتضمنها ان الله تعالیٰ هدی اولئک الانبیاء علیهم السلام الی فضائل الاخلاق و صفات الکمال(۲)

مزید لکھتے ہیں

فاجتمع فیه من خصال الکمال ماکان متفرقاً فیهم، وحینئذ یکون افضل من جمیعهم قطعاً' کماانه افضل من کل واحد منهم (۳)

یعنی وہ تمام خصائص وکمالات جو دیگر انبیاء میں جدا جدا تھے آپؐ نے ان کو اپنی سیرتِ طیبہ کا حصہ بنالیا۔ اس لیے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اس کے انفرادی کمالات کے اعتبار سے افضل ہوئے اسی طرح اجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی افضل ہوئے۔

اسی آیت کی تفسیر میں فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔

احتج العلماء بهذه الآیة علی ان رسولنا صلی الله علیه وسلم افضل من جمیع الانبیاء علیهم السلام (۴)

اھل علم نے اس آیت مبارکہ سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی آپؐ کے فضائل وخصائل کا موازنہ دیگر انبیاء سے کر کے فرماتے ہیں۔

"خلائق در کمالات انبیاء علیهم الصلوۃ والسلام حیران، اُنبیاء همه درذات و کمالات، انبیاء دیگر محدود و معین است، اما ایں جایقین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس رابدرک کمال دے رانه بود (۵)

۱۔ شرف المصطفیٰ، ۲۸/۴

۲۔ آلوسی آفندی، شهاب الدین، روح المعانی ۲۱۷/۸،۷

۳۔ ایضاً ۴۔ الرازی، فخر الدین، تفسیر الکبیر، ۱۳-۷۰/۱۴

۵۔ بحوالہ طاہر القادری، شمائل مصطفےٰ، ص ۳۲، حسن سراپائے رسول ﷺ، ص ۲۶

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کمالات انبیاء حضور ﷺ کی ذات اقدس میں موجود ہیں۔

دیگر انبیاء ورسل کے کمالات محدود اور متعین ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ کے محاسن وفضائل کی کوئی حد ہی نہیں بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی نہیں۔

تمام صفات جمیلہ سے مزین کر کے باری تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

☆ پہلی فضیلت یہ ہے کہ آپ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾)(۱)

☆ دوسرے یہ کہ آپ کی عصمت کی بارے میں (﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾) (۲) کہہ کر آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا۔

☆ تیسرے آپ کو باری تعالیٰ نے (﴿وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا﴾)(۳) کہہ کر ہر مشکل گھڑی میں تسلی دی اور آپ کا ساتھ دیا۔

☆ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو (﴿ان فضله كان عليك كبيرا﴾)(۴) کہہ کر فضل عظیم سے نوازا۔

☆ پانچویں آپ کو اپنا محبوب قرار دیا اور اپنی محبت کو آپ کی محبت کے ساتھ مشروط کر دیا۔ قرآن حکیم کی یہ آیت گواہ ہے۔

(﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾) (۵)

☆ اور سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کو معراج میں بلند ترین مقام پر لیجا کر شرف ملاقات بخشا۔(۶)

انہیں فضائل کے بارے میں بعض عارفین کہتے ہیں:

"لكل نبي في الأنام فضيلة"

وجملتها مجموعة لمحمد ﷺ (۷)

عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم
ہر نعمتی کہ داشت خداشد بود تمام(۸)

۱۔ القلم، ۴:۶۸
۲۔ المائده، ۶۷:۵
۳۔ الفتح، ۳:۴۸
۴۔ بنی اسرائیل ۸۷:۱۷
۵۔ آل عمران، ۳۱:۳
۶۔ بنی اسرائیل، ۱:۱۷
۷۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالات سیرت طیبہ، ص، ۹۲
۸۔ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۳۶/۱

یعنی عالم امکان میں جو مرتبہ تھا وہ آپؐ پر ختم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانہ قدرت میں جو بھی نعمت تھی وہ آپؐ پر مکمل ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کو سارے جہاں میں ممتاز، احسن و اکمل اور شرف و امتیاز بخشنے کے لیے باری تعالیٰ نے بہترین قبیلہ اور بہترین خاندان میں پیدا فرمایا۔ آپؐ کے نسب کی شرافت، وطن کی حرمت اور مقام پیدائش (مکہ مکرمہ) کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ والدین کی طرف سے آپؐ کا نسب شریف ترین ہے۔ وطن کے اعتبار سے آپؐ اُم القریٰ (مکہ معظمہ) کے رہنے والے ہیں۔ جو باری تعالیٰ اور اس کے بندوں کے ہاں تمام شہروں سے زیادہ عزت والا شہر ہے اور پھر آپؐ کو بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

"رسول ﷺ اللہ نے فرمایا: اولادِ آدم پر جتنے زمانے گزر چکے ہیں ان سب سے بہتر زمانے میں مجھے مبعوث کیا گیا۔"(۱)

حضرت عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب. ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقةً، ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلةً ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی خیرهم بیتاً وخیرهم نفساً﴾ (۲)

اس حدیث سے خود بخود وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپؐ کو مخلوق میں سب سے بہترین بنایا۔ پھر قبائل بنائے تو سب سے بہترین قبیلے (قریش) میں آپؐ کو پیدا کیا اور پھر قریش کے سب سے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔

حضرت واثلہ بن الاسقع نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿ان اللہ اصطفیٰ کنانة من ولداسماعیل واصطفی قریشاً من کنانة، واصطفی هاشماً من قریش، واصطفانی من بنی هاشم﴾ (۳)

یعنی اللہ عزوجل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے ھاشم کو پسند کیا اور پھر بنو ھاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب: صفة النبیؐ (حدیث:۳۵۵) ص۔۶۳۰

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ الجامع، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ، (حدیث:۳۶۰۸) ص ۸۲۵: الکلاعی الاندلسی، سلیمان بن موسیٰ، الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللہ۔ ۱۱/۱

۳۔ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب: فضل نسب نبیﷺ (حدیث:۲۲۸۶) ص، ۱۷۸۲، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل النبیﷺ (حدیث:۳۸۰۵) ص: ۸۲۲

اُم کرزؓ کہتی ہیں کہ میں نے سنا نبی ﷺ فرمارہے تھے:

''میں مومنوں کا سردار ہوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور ان سے آگے ہوں گا جب وہ بارگاہ صمدیت میں پیش ہوں گے اور انہیں بشارت دوں گا جب وہ مارے دہشت کے خاموش ہوں گے۔ ان کا امام ہوں گا جب وہ سجدہ کریں گے اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب میری جگہ ہوگی جب وہ اللہ کے ہاں اکٹھے ہوں گے۔ میں بات کروں گا تو اللہ میری تصدیق کرے گا۔ شفاعت کروں گا تو وہ قبول کی جائے گی اور سوال کروں گا تو وہ پورا کیا جائے گا''(۱)

آپؐ کے خصائل پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شرف وعظمت کا کما حقہ، احاطہ کرنا کسی ذی روح کے بس کی بات نہیں۔ عظمتِ باری تعالیٰ کے سامنے رسول مجتبیٰ کی عظمت ایسے ہے جیسے سورج کے سامنے چاند جو سورج سے روشنی منعکس کر کے سارے عالم کو منور کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لـنـا شـمـس ولافـاق شـمـس   وشـمسـی خیـر مـن شمـس السمـآ

فـان الشـمـس تطلـع بعـد فـجـر   وشـمسـی طـالـع بـعـد الـعشـآ (۲)

ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے۔ بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج (حضرت محمد ﷺ) عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ ان الفاظ میں رسول ﷺ اللہ کے بارے میں رطب اللسان ہیں۔

روحـی الـفـداء لـمـن اخـلاقـه شهـدت

بـانـهٗ خیـر مـولـود مـن البشـر

عـمـت فـضـائـلـه کل الـعبـاد کـمـا

عـم البـریة ضـوء الشـمـس والـقـمـر

لـولـم یـکـن فیـه ایـات مبینـه

کـانـت بـدیهتـه تـکـفـی عـن الـخبـر (۳)

میری جان ان پر فداء کہ جن کے اخلاق گواہ ہیں کہ بنی نوع انسان میں وہ افضل ترین ہیں۔ بلا امتیاز ان کے

۱۔ ابونعیم الاصبهانی، دلائل النبوة، ۱۴/۱

۲۔ محمد صادق سیالکوٹی، جمال مصطفیٰ، ص،۲۸

۳۔ ایضاً

فضائل سب بندوں کے لیے عام ہیں۔ جیسے سورج اور چاند کی روشنی ساری خلقت کے لیے عام ہے اگر ان کی صداقت کو سچا ثابت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود ان کی روشن شخصیت ان کی صداقت کے لیے کافی ہے۔

علامہ اقبالؒ ثنائے رسول کریم ﷺ کے موتی الفاظ کی لڑی میں یوں پروتے ہیں۔

؎ وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ (۱)

۱۔ علامہ اقبال، بال جبریل، ص ۲۵

سیرت کا معنی و مفہوم:

''سیرت'' کی اصطلاح علوم اسلامیہ میں ایک خاص مقام اور متعین مفہوم رکھتی ہے۔ لفظ ''سیرت'' اپنے لغوی مفاہیم اور معانی کے لحاظ سے لغت العرب میں متعدد معانی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں اسے ''سیرۃ یا السیرۃ'' لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سیر'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی ابجدی ترتیب میں سار، یسیر، سیراً و مسیراً سے تشکیل پانے والا یہ لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ ظاہری معنوں کے اعتبار سے اس میں ''چال چلن، روش، مسافت، ہیئت اور گزشتہ لوگوں کے احوال و واقعات بیان کرنا'' جیسے مفاہیم شامل ہیں۔

قرآن پاک میں یہ لفظ ''ہیئت و حالت'' کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ﴾)(۱)

عنقریب ہم اس کو اسکی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے

کتب تفاسیر میں بھی یہ لفظ ''ہیئت و حالت'' کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔(۲)

لغوی معنی:

ابن منظور ''سیرۃ'' کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والسیرۃ:　　الطریقة، یقال: ساربھم سیرۃ "حسنة"، والسیرۃ: الھیئة (۳)

المعجم الوسیط میں اس کے معنی کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں۔

(السیرۃ): السنة و .الطریقه.و.الحالة التی یکون علیھا الانسان وغیرہ

والسیرۃ النبویة وکتب السیر ماخوذۃ من السیرۃ بمعنی الطریقة، وادخل فیھا الغزوات وغیرذلک. ویقال: قرات سیرۃ فلان. تاریخ حیاته (۴)

سیرت، سنت، طریقے اور انسان کے حالات وغیرہ کو کہتے ہیں۔ سیرت نبویہ ﷺ اور کتب سیرت میں سیرت سے مراد (طرز زندگی کا) طریقہ ہے اور اس میں غزوات وغیرہ شامل ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے فلاں کی سیرت بتائی گئی۔ یعنی اسکی زندگی کی تاریخ، معجم مقاییس اللغہ میں اس کے معنی ''الطریقة فی الشی والسنة'' بیان کیے گئے ہیں۔(۵)

۱۔ طٰه، ۲۰:۲۱

۲۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان ۱۶/۱۸۲، ۱۸۳: الشوکانی محمد بن علی، فتح القدیر، ۳/۳۸۹

۳۔ ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ۶/۴۵۴: الصنعانی حسن بن محمد، العباب الزاخر و اللباب الفاخر، ۳/۵۱۰

۴۔ زیات: احمد حسن واحبابه، المعجم الوسیط، ۱/۴۶۷

۵۔ ابن فارس، ابی الحسین، معجم مقاییس اللغه ص، ۴۷۸

محمد علی تھانویؒ اس کے معنی تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔

الطریقة "السیر بکسر الاول و فتح الثانی جمع سیرة والسیرة معی اسم من السیر ثم نقلت الی الطریقة" ثم غلبت فی الشرع علی طریقة المسلمین فی المعاملة الکافرین والباغین وغیرهما من المستامنین والمرتدین واهل الذمه...... (۱)

"اصل میں سیر (بمعنی چلنا اور جانا) تھا اس سے طریقہ کی طرف انتقال معنی ہوا پھر شرع میں اس پر خاص معنی۔ یعنی کافروں، باغیوں، مستامنین، مرتدین اور اہل ذمہ سے معاملات میں مسلمانوں نے جو طریقہ اختیار کیا غالب آ گئے۔

اسی لفظ پر وہ مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قدیرا دبها قطع الطریق، وقدیرا دبها السنة فی المعاملات فقال سّار ابوبکر رضی الله عنه بسیر ة رسول الله ﷺ وسمیت المغازی سیراً. اوّل امورها السیرالی الغزو وان المراد بها فی قولنا. کتاب السیر سیر الامام ومعاملاته مع الغزاة والانصار والکفار.(۲)

اور اس کے عام معنی "قطع طریق اور السنۃ فی المعاملات" بھی ہیں۔ پس کہا جاتا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔ مغازی کو سِیَر اس لیے کہتے ہیں کہ سیرت میں سب سے پہلے غزوات کے متعلق لکھا گیا اور ہمارے قول کے مطابق کتاب سیر سے مراد مسلمان حاکم وقت کا غازیوں، مددگاروں اور کافروں کے ساتھ سلوک اور معاملات وتعلقات۔

مدّ القاموس میں بھی اسی سے ملتے جلتے معنی بیان کے گئے ہیں:۔

A mode or manner of going &c: (M,K) - and the former: A way, course, rule, mode, or manner of acting or conduct or life or the like; Syn.طریقہ (S. M. Mgh. Msb'. k) and سنۃ(M.K) and مذہب.(۳)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

والسیر جمع سیر ة، واطلق ذالک علی ابواب الجهاد لانها متلقاه من احوال النبی ﷺ فی غزواته (۴)

۱۔ محمد علی تہانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱/ ۶۶۳

۲۔ ایضا

۳۔ Edward william lane. P. 484.

۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، کتاب الجهاد والسیر بحواله، اطہر مبارکپوری تدوین سیر و مغازی، ص۱۳

یعنی سیر لفظ سیرت کی جمع ہے اور اسکا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول ﷺ کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

امام ابن ہمام اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

السیر جمع السیرۃ، وھی الطریقۃ فی الامورُ فی الشرع تختص بسیر النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی مغازیہ لمن اھل الشرع علی الطرائق الماموربھا فی غزوۃ الکفار. (۱)

سیر لفظ سیرت بمعنی طور طریقہ کی جمع ہے اور اسکا اطلاق شریعت میں مغازی میں رسول اللہ ﷺ کے احوال کے ساتھ خاص ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اسکا اطلاق عام طور پر ان طریقوں پر ہوتا ہے جسکا حکم کفار سے جنگ میں دیا گیا ہے۔

الکرمانی لکھتے ہیں

(السیر) بکسر السین جمع السیر ۃ وھی الطریقۃ یقال انھا من ساربسیر، وترجموہ بھا لآن الاحکام المذکورۃ فیہ متلقاہ من سیرۃ رسول اللہ ﷺ فی غزواتہ وسیرا صحابہ رضی اللہ عنھم ومانقل عنھم فی ذلک (۲)

بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

السیر .... جمع سیرۃ ، وھی الطریقۃ ومنہ: سیرۃ القمرین، ای: طریقتھما، وذکر السیرھنا لأنہ، یجمع سیرالنبی ﷺ و طرقہ فی مغازیہ(۳)

سیر سیرت کی جمع ہے اور وہ طریقہ کار ہے اور اسی سے سیرۃ القمرین یعنی (چاند اور سورج) دونوں کا (اپنے مدار میں گھومنے) کا طریقہ کار اور یہاں سیر سے مراد "نبی کریم ﷺ کا غزوات میں اختیار کردہ طریقہ کار" ہے۔

اردو لغت کی کتابوں میں اس کے معنی سوانح عمری (۴) طرز زندگی،(۵) عادت، گن وصف اور علم تاریخ،(۶) بیان کیے گئے ہیں۔

---

۱. ابن ہمام محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدیر، کتاب السیر، ۲۱۷/۵،
۲. الکرمانی، محمد ابن یوسف، شرح البخاری، ۹۲/۱۱
۳. العینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، ۱۰۹/۱۴
۴. خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات، ۱۳۰۵/۲
۵. وارث سرہندی، علمی اردو اللغات، ص ۹۴۰
۶. فیروز اللغات، ص ۸۲۷

اصطلاحی مفہوم:

لفظ سیرت مسلمانوں کے ہاں نہایت وسیع معنوں میں مستعمل ہے اس کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت صلعم کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ محدثین "کتاب المغازی" میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا اور کتاب الجہاد والسیر میں ان کے طور طریقے اور کفار کے ساتھ معاملات کو بیان کرتے ہیں اور فقہا "کتاب السیر" میں جہاد وغزوات کے فضائل، وسائل، احکام وقوانین اور اس سلسلہ کے جزئیات فقہی انداز میں لکھتے ہیں اور اہل اخبار وتواریخ کتاب السیرۃ میں رسول اللہ ﷺ کے عام حالات بیان کرتے ہیں۔ جن میں سیر ومغازی بھی شامل ہوتے ہیں۔

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" میں "سیرۃ" کے مفہوم کونہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"سیرۃ: (ع: ج:سیر) لفظ سیرۃ دراصل سار، یسیر، سیراً ومسیراً
سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں۔

۱۔ جانا، روانہ ہونا، چلنا
۲۔ طریقہ ومذہب
۳۔ سنت
۴۔ ہیئت
۵۔ حالت
۶۔ کردار
۷۔ کہانی، پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان
۸۔ خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے طریقے کا بیان جو غیر مسلموں کے ساتھ جنگ (اور صلح) میں آپؐ نے روا رکھا اور آخری صورت میں آپؐ کے تمام حالات کا بیان بمعنی "سوانح عمری"۔(۱)

یورپ کے علماء اور مصنفین نے سیرت کے لیے Hagiology یا Hagiography کی اصطلاح وضع کی ہے۔ حقیقت میں یہ الفاظ "سیرۃ الاولیاء" کے مفہوم میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ یورپی اقوام چونکہ اپنے انبیاء ورسل کی پاکیزہ سیرتوں کی تفصیل یا تو گم کر چکی ہیں یا ان میں تحریف وتلبیس کر چکی ہیں۔ اسی لیے انہوں نے سیرۃ جیسے عظیم موضوع کو محض سیرۃ الاولیاء قرار دیا ہے۔ یورپی لٹریچر کے مغربی مصنفین نے اپنے مذہبی اکابرین کے لیے life یا Biography کی علمی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں۔ مگر یہ بھی کسی شخصیت کے محض احوال وسوانح بیان کرنے کے لیے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سیرت ایک خاص اصطلاح اور ایک الگ فن ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضور ﷺ کے اخلاق، عادات اور دیگر سوانح بکھری ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں کوئی تاریخی ترتیب نہیں ہوتی جبکہ سیرۃ میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہوتی ہے۔

اولین سیرت نگار ابن اسحٰق نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ" کے آغاز میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

"ھذا کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"(۲)

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۱/۵۰۵

۲۔ ابن اسحاق، (محمد بن اسحق) السیرۃ النبویۃ، ۱.۲/۱۲

''سیرت ابن ہشام'' کو بھی مغازی کی بجائے سیرۃ کہا گیا ہے۔ وستفلٹ کے مرتبہ مطبوعہ نسخے کے سر ورق پر یہ الفاظ ملتے ہیں''

''هذا كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم'' (۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی نے اپنی کتاب ''عجالہ نافعہ'' میں ''سیرت'' کو وسیع مفہوم میں بیان کیا ہے انکا کہنا ہے کہ

''آنچہ متعلق بوجود باجود پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست، واز ابتدای تولد آں جناب تا غایت وفات، آں را سیرۃ نامند''(۲)

رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے متعلق جو کچھ بھی ہے آپؐ کے صحابہ کرام، اہل بیت اور آل عظام سے جو چیز بھی تعلق رکھتی ہے۔ آپ کی ولادت مبارکہ سے وفات تک ان سب کی تفصیل کو اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں ''سیرت'' کہتے ہیں۔

سیرت رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت:

انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے کسی کامل سیرت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے۔ تاریخ عالم کے مطالعے کے بعد یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کامل سیرت حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے جو انسانیت کی ایمانی، اخلاقی، روحانی اور مابعد الطبیعاتی ضرورتوں کو ہر سطح پر فطری اسلوب میں پورا کر سکتی ہے۔ دیگر مذہبی پیشواؤں کے حالات وسوانح پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ہندومت اور جین مت کی تمام مذہبی شخصیات ایک افسانوی کردار اور طلسمات کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ زرتشت کے پیروکاروں کے پاس اپنی کتابیں ''ژند'' اور ''پاژند'' تک موجود نہیں۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کی سیرت جاننے کا ماخذ صرف فردوسی کا ''شاہنامہ'' ہے۔ جس میں شاعرانہ خوبیاں تو موجود ہیں مگر اس میں ان کی مذہبی شخصیات مبالغہ آمیز روایات کی وجہ سے افسانہ وفسوں دکھائی دیتی ہیں۔ یہودیت کے پاس عہد نامہ قدیم کی حقیقی زبان تک محفوظ نہیں تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے خدوخال کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔ انسانیت کے پاس صرف رسول مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ہی وہ واحد نمونہ عمل ہے جسکی ایک ایک تفصیل تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ رکھی گئی ہے۔ قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں۔

آپ کی سیرت پاک وہ گھنا جنگل ہے جہاں قطاء جیسی چڑیا (جو بہت تیز رفتار، تیز نگاہ ہوتی ہے) بھی

۱۔ ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام) السيرة النبوية، ۱/۱

۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عجالعه نافعه، ص، ۱۸

حیران وسرگرداں رہ جائے اور تھک ہار جائے۔آپ کی سیرت پاک کا صحرا وہ صحرا ہے جس میں روشن عقول والے بھی ششدر رہ جائیں البتہ جسے علم کی روشنی اور پاکباز نگاہ حاصل ہوتی ہے وہی کچھ جان سکتا ہے"(۱)

درحقیقت سرورِ کائنات، خاتم المرسلین، رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس جامع کمالات و صفات ہے۔آپ کی سیرت طیبہ کے حسنِ ظاہری اور جمال معنوی کی وسعتیں اور پہنائیاں بیان سے باہر ہیں۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں (﴿لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۲) کہہ کر آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اہل ایمان کے لیے بہترین دستورِ حیات اور مغفرت کی شاہراہ مستقیم قرار دیا ہے۔قرآن حق وصداقت کا پیغام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے داعی اور پیغامبر۔چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآن حکیم کے بلاکم وکاست بیان ہی کا دوسرا نام ہے۔آپ کی حیاتِ طیبہ قرآن پاک کی عملی تعبیر وتشریح اور مکمل طور پر قرآنی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

"فان خلق نبی الله صلی الله علیه وسلم القرآن (۳)

یعنی آپؐ کے اخلاق وہی ہیں جو قرآن پاک میں تحریر ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم محمود لکھتے ہیں۔

"واذا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد تحلی بالقرآن فکان سلوک تفسیراً له، واذا کان قد امتزج بالقرآن فکان نطقه ومانطق عن الهویٰ. تفسراً له واذا کانت حیاته کلها سلبا و ایجابا، قولا وصمتا، حرکة وسکونا وانماهی تفسیر القرآن (۴)

آنحضرت ﷺ کا رویہ اور طریقہ کار گویا قرآن مجید پر عمل کرنے کا طریقہ کار ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رحمت کاملہ سے قرآن کا عملی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔قرآن نے جو کہا وہ حضور ﷺ نے کیا اور جو حضور ﷺ نے کیا وہ قرآن نے کہا۔

عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

"معنی قرآن غیر متناهی است همچنین آثار و انوار، اوصاف جمیله و اخلاق آنحضرت غیر متناهی" (۵)

۱۔ قاضی عیاض الاندلسی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱/۱۱،۱۲

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۲۱

۳۔ الحاکم نیشاپوری، محمد بن عبدالله، المستدرک، ۲/۶۷۰، البخاری، الادب المفرد، (حدیث:۳۰۸) ص، ۱۱۵

۴۔ عبدالحکیم محمود، القرآن والنبی ﷺ، ص.۲۶

۵۔ مدارج النبوة، ۱/۳۳

یعنی جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ جمیلہ اور اوصاف فاضلہ کے آثار وانوار غیر متناہی ہیں۔ ہر لمحہ میں اللہ تعالیٰ آپؐ پر علوم ومعارف القا فرماتا ہے اور آپؐ کے اخلاق حسین سے حسین تر انداز میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ آپؐ کے اوصاف حمیدہ کی جزئیات کا احاطہ کرنا قدرت انسانی سے باہر ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی سیرت کی اہمیت ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں۔

"سیرت ایک لامتناہی اور متلاطم سمندر ہے۔ علم سیرت محض ایک شخصیت کی سوانح عمری نہیں ہے بلکہ یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک قوم، ایک ملت اور ایک الٰہی پیغام کے آغاز اور ارتقاء کی ایک انتہائی مفید داستان ہے۔ سیرت ایک ایسا دریائے متلاطم ہے جس کے دریائے ناسفتہ لامتناہی ہیں۔(۱)

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں جاننا ہر مسلمان کے لیے فرض اولین ہے کیونکہ سعادتِ دارین رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت اور رہنمائی پر مشتمل ہے۔

مسلمان حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو ہی قانون اور شریعت کا ماخذ سمجھتا ہے اور اگر وہ ہدایت چاہتا ہے تو اسکا ذریعہ صرف اور صرف اطاعت نبوی ﷺ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اسی اطاعت کے ذریعے ایک مومن صراطِ مستقیم پا سکتا ہے آپ کی سیرت پاک ہر طبقے کے انسان کے لیے اسکی زندگی کے ہر شعبے میں مشعلِ ہدایت کا کام دیتی ہے۔

۱۔ محاضراتِ سیرت، ص ۱۵

صحابیاتؓ۔ مقام ومرتبہ:

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ پاک تمام کمالات وصفات کی جامعیت کا نور اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اسی نور کی کرنوں سے منور ومزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ سیرت وکردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنھوں نے رسول پاک ﷺ کے جمالِ جہاں آراء سے اپنے دل اور آنکھیں روشن کیں۔ اس صاحب خلقِ عظیم پر سچے دل سے ایمان لائیں اور آپ کی صحبتِ پاک سے فیض حاصل کر کے آپ ُ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر آپ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں۔ اسی وجہ سے صحابیاتؓ میں مرقع سیرت کے نمونے ملتے ہیں اور ان کے نقوشِ سیرت سے آج تک فوز وفلاح کے چراغ روشن ہیں۔

''صحابیہ'' کا مفہوم:

''صحابیہ'' کی جمع صحابیات ہے اور صحابیہ، صحابی کی مونث ہے صحابی، صحب: صحبه يصحبه صحبة سے مشق ہے۔ اسکا باب سلم ہے اور مصدر صحابة اور صحبةً ہے، صحبت وصحابہ سے مراد ہم مجلسی، باہمی نشست اور ہم نشینی و ہمراہی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (۱)

جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا ہے کہ غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

احادیث میں بھی یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا۔

﴿ولو كنت متخذاً من اهل الارض خليلاً لا تخذت ابابكر خليلاً: ولكن اخى وصاحبى.........﴾ (۲)

''یعنی اگر میں اہل ارض میں سے کسی کو دوست بناتا تو یقیناً حضرت ابو بکر (صدیقؓ) کو دوست بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔''

اہل سیر نے بھی اس کو انہیں معنوں میں لیا ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر ہجرت کی اجازت آپ ُ سے طلب کی تو آپ ُ نے فرمایا۔

﴿لا تجعل، لعل الله يجدلك صاحبا﴾ (۳)

۱۔ التوبہ، ۴۰:۱۰

۲۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار (حديث:۳۹۰۴) ص ۷۲۳، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب فضائل الصحابة (حديث:۲۳۸۲) ص، ۵۲۱ (الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى (حديث: ۴۰۹۳) ص، ۶۹۳، میں صحبت ہمراہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۳۔ ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن كثير، السيرة النبوية، ۲/ ۱۹۹، ۲۰۰

جلدی مت کر شاید اللہ تعالی آپؐ کے لیے کوئی ساتھی بنا دے

اور نبی اکرم ﷺ نے اذنِ ربی جب ہجرت کا ارادہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آگاہ کیا تو انہوں نے آپؐ سے عرض کیا: ''الصحبة یا رسول الله '' یعنی کیا میں آپ کا ساتھ دوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''الصحبة'' یعنی ہاں تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔(۱)

صاحب کی جمع صحب اور اصحاب آتی ہے جیسے راکب کی جمع ''رکب'' ہے اور فرخ کی جمع ''افراخ'' ہے۔(۲) صحابہ کا لفظ اصحاب کی کثرت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے(۳)۔ صاحب کی مونث ''صاحبہ'' ہے اور ''صاحبۃ'' کی جمع صواحب ہے جیسے راکبۃ کی جمع ''رواکب'' آتی ہے۔ حدیث میں ہے:

﴿انکن لانتن صواحب یوسف﴾ (۴)

لغویین کی ان تعریفات سے صحابی/ صحابیہ کی جامع تعریف یہ ہوسکتی ہے'' صحابی/صحابیہ سے مراد ہم نشین، رشتہ یا رفاقت کی بناء پر قربت یا کسی کے ساتھ معاشرت اختیار کرنا''۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی معنوں میں ''صحابی/صحابیہ سے مراد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی'' (۵)

محدثین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

محدثین نے مختلف الفاظ و اسالیب میں ''صحابی'' کی تعریف کی ہے محدثین کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

من صحب النبی صلی الله علیه وسلم اوراٰه من المسلمین فهو من اصحابه(۶)

۱۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ۹۸/۲؛ ابی البقعا، محمد بن احمد، تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام، ص۔۲۲

۲۔ لسان العرب، ۲۸۶/۷، الجوهری، اسماعیل بن حماد، الصحاح، ۱۳۵/۱، العباب الزاخر واللباب الفاخر، ۳۲۸/۱

۳۔ عبدالباقی بن نافع البغدادی، معجم الصحابة، ۵۷/۱

۴۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص، ۸۳۶

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵۴/۱۲

۶۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب، فضائل اصحاب النبی (حدیث:۳۶۴۹) ص، ۲۱۲

یعنی مسلمانوں میں سے جس نے صحبتِ نبوی ﷺ کو پایا یا آپ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"من صحبه سنةً اوشهراً اويوماً اوساعة اوراٰه من المسلمين فهو من اصحابه" (۱)

جس نے ایک سال، ایک ماہ، ایک دن یا ایک گھڑی اُن ﷺ کی صحبت پائی یا اُن ﷺ کو دیکھا پس وہ صحابی/صحابیہ ہے

لیکن امام احمد بن حنبل نے شرف و امتیاز میں صحبت، سبقت اسلام، آپؐ سے روایات سننے اور آپؐ کے دیدار سے مشرف ہونے کے اعتبار سے ضرور فرق روا رکھا ہے۔

سعید بن المسیب کے نزدیک:

"الصحابی من اقام مع رسول الله سنة اوسنتين، و غزا معه غزوة أو غزوتين" (۲)

یعنی ان کے مطابق صحابی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو سال مقیم رہا اور اس نے کسی ایک یا دو غزوات میں شرکت کی ہو۔

"المقدمة" میں ابن الصلاح صحابی/صحابیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اصحاب الحديث يطلقون اسم الصحابة على كل من روى عنه حديثاً او كلمة، ويتوسعون حتى يعدون من راٰه رؤية من الصحابة، وهذا شرف منزلة النبی ﷺ أعطوا كل من راٰه حكم الصحابة (۳)

محدثین لفظ "صحابہ" کا اطلاق ہر اس شخص پر کرتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث یا بات روایت کی ہو اور اس مفہوم کو مزید وسعت دیتے ہوئے وہ ان کو بھی صحابہ میں شمار کرتے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ کے مقام کی فضیلت یہ ہے کہ جس نے بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کو صحابہ میں شمار کیا گیا۔

العراقی بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان كل مسلم راى رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو من الصحابة" (۴)

یعنی ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پس وہ صحابہ میں سے ہے۔

۱۔ العراقی، عبدالرحيم بن الحسين، فتح المغيث شرح الفية الحديث، ص، ۳۲۵

۲۔ السيوطی، جلال الدين، تدريب الراوی، ۲/ ۳۰۴، الخطيب البغدادی، الكفاية فی علم الرواية، ص ۶۹

۳۔ ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، المقدمة فی علوم الحديث، ص ۱۴۶

۴۔ العراقی، عبدالرحيم بن الحسين، التقييد والايضاح، ص ۳۲۹

ابن حجر عسقلانی نے ''الاصابۃ'' کے آغاز میں ''صحابی'' کی لغوی و اصطلاحی تعریف بہت جامع انداز میں کی ہے لکھتے ہیں۔

''الصحابی لغۃً: مشتق من الصحبۃ، ولیس مشتقاً من قدر خاص منھا بل ھو جارٍ علی کل من صحب غیرہ قلیلاً أو کثیراً''

مزید وضاحت کرتے ہیں:

''من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ مسلماً ومات علی اسلامہ'' (۱)

یعنی جس نے آنحضور ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے والوں میں وہ شخص بھی شامل ہے جو خواہ زیادہ دیر کے لیے بیٹھا ہو یا تھوڑی دیر کے لیے خواہ اس نے آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ کی ہو یا نہ کی ہو اور جس شخص نے آپ کو دیکھا ہو خواہ وہ آپؐ کے ساتھ نہ بھی بیٹھا ہو اور وہ شخص جس نے آپ کو کسی وجہ (اندھے پن) سے نہ دیکھا ہو سب صحابہ/صحابیات کے زُمرے میں آ جاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کرامؓ میں ان لڑکوں کو بھی صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور آپؐ نے ان کی تحنیک فرمائی، نام رکھا، گھٹی دی یا ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (۲)

اصولیین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

اصولیین کے مطابق صحابی/صحابیہ وہ ہے جس نے نبی ﷺ مہربان کی طویل صحبت پائی ہو۔ کثرت سے آپ کی مجلس میں شریک رہا ہو اور کافی عرصے تک فیضِ نبوی ﷺ سے باریاب رہا ہو ان کا کہنا ہے:

''انہ من طالت صحبۃ و کثرت مجالستہ مع طریق التبع لہ: والآ خذ عنہ'' (۳)

ابن حزم نے عہد رسالت کے مسلمانوں میں سے ہر چھوٹے بڑے کو ''صحابی'' تسلیم کیا ہے۔

''فھو کل من جالس النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو ساعۃ، وسمع منہ ولو کلمۃ فما فوقھا، أو شاھد منہ علیہ السلام امراً یعیہ'' (۴)

صحابی وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے پاس خواہ ایک لمحے کے لیے بیٹھا ہو اور خواہ آپؐ سے ایک جملہ ہی سنا ہو۔ یا آپؐ سے کوئی معاملہ دیکھا ہو پھر اس کو یاد رکھا ہو۔

امام ابونعیم الاصبہانی صحابی کی پہچان کا یہ طریقہ بتاتے ہیں:

۱. ان یثبت بطریق التواتر انہ صحابی
۲. ان یثبت بطریق الاستفاضۃ والشھرۃ

---

۱. ابن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱/۷
۲. الاصابۃ، ۱/۸
۳. عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری، ۱۶/۲۲۵؛ التقیید والایضاح، ص ۲۲۳
۴. ابن حزم، علی بن احمد، الاحکام فی اصول الاحکام، ۵/۸۶

۳. ان یروی عن احد من الصحابة ان فلاناً له صحبة و كذاعن احادالتابعين بنا على قبول التزكية من واحد

۴. ان يقول هواذاكان ثابت العدالة والمعاصرة أناصحابي (۱)

غرض یہ کہ محدثین واصولیین کی تعریفات کے مطابق کسی نے ایمان کی شرط لگائی ہے۔ کسی نے رؤیت نبوی ﷺ کی۔ کسی نے لقاء وصحبت کو ضروری قرار دیا ہے کسی نے طویل ومطلق صحبت کی۔ کس نے غزوات میں شرکت اور کسی نے اتباع واخذ علم کو ضروری سمجھا ہے۔ بعض نے بلوغت کی شرط بھی عائد کی ہے۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابی/صحابیہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے وہ رفقائے کار ہیں جنہوں نے حالتِ اسلام میں صحبت وفیضِ نبوی پایا۔ کافر اور منافق اس میں شامل نہیں۔

صحبت نبوی ﷺ سے مشرف لوگوں میں مرد، عورت، آزاد یا غلام، بالغ اور نابالغ سب شامل ہیں۔ صحبت کی کم از کم تعداد ایک ''مرتبہ'' اور کم از کم مدت ایک ''ساعۃ'' ہے۔ صحبت کی زیادہ سے زیادہ مدت اور عدد کا کوئی تعین نہیں۔ البتہ غزوات میں شرکت، براہ راست تعلیمات کا حصول اور ان پر عمل، آپؐ سے روایات کرنا شرفِ صحابیت میں اضافہ کا سبب ہیں۔ اسی بناء پر محدثین اور آئمہ جرح وتعدیل نے شرفِ صحابیت سے متصف ہونے والے افرادِ اسلام کے طبقات مرتب کر کے کتب تالیف کی ہیں۔

۱- ابو نعیم الاصبہانی، معرفة الصحابه، ۱/ ۵۹

صحابیاتؓ کی فضیلت:

صحبتِ رسول ﷺ ایک ایسا شرف ہے جس کے برابر کوئی شرف و بزرگی نہیں۔ اسی شرف کی وجہ سے صحابیاتؓ کا مقام و مرتبہ دنیا کی تمام خواتین سے بلند ہے۔ وہ بھی فضیلت کے اعتبار سے اسی مرتبے پر فائز ہیں جس پر صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ ان کے دل میں بھی ایمان کی وہی روشنی تھی جو صحابہ کرامؓ کے دل میں تھی۔ صحابیاتؓ کی وجۂ فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے احکام شریعت، عقل، دانش، حکمت اور دانائی اسی ذات پاک سے حاصل کی جسکا منبع علم ذات باری تعالیٰ ہے۔ صحابیاتؓ عقل و فراست کے بلند مقام پر متمکن ہیں کیونکہ انکا ماخذِ علم صاحب وحی ہے۔ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنھوں نے پیغام الٰہی سنتے ہی لبیک کہا۔ اسی وجہ سے انکا شمار بہترین لوگوں میں ہوا۔

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿خیر امتی قرنی. ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم﴾ (۱)

میری امت میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین کا) پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہیں یعنی تبع تابعین کا۔

اسی طرح عبداللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿خیر الناس قرنی، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم﴾ (۲)

فضیلت کے اعتبار سے سرفہرست ازواج مطہرات ہیں۔ جو رحمت دارین کے فیضِ صحبت سے شرف انسانی کی جیتی جاگتی تصاویر بن گئی تھیں۔ ازواجِ مطہرات کو آپ کی صحبت سے مشرف ہونے کی وجہ سے وہ حق حاصل ہوا ہے جو اور تمام صحابہ کو ہے۔ لیکن انہیں صحبت میں بھی اختصاص وخصوصیت حاصل ہے۔

ابو محمد کہتے ہیں:

"فهذا فضل ظاهر و بيان لائح فى انهن افضل من جميع الصحابة رضى الله عنهم"(۳)

نبی ﷺ مہربان کے نزدیک ان کی وہ عزت ہے جو صحابہ میں سے کسی کی نہیں۔

ابن حزم الاندلسی لکھتے ہیں:

''صحبت میں انکا درجہ تمام صحابہؓ سے اعلیٰ ہے پھر ایک حق زائد کی وجہ سے انہیں تمام صحابہ پر فضیلت ہے

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، (حدیث:۳۶۵۰) ص، ۶۱۲

۲۔ ایضاً، (حدیث:۳۶۵۱)، ص ۶۱۲، ایسی ہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ اور بنتِ ابی جہل سے مروی ہے، (الهیثمی، نور الدین،مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ۹/ ۷۲۱-۷۲۲)

۳۔ ابن حزم الاندلسی، الفصل فی الملل والاهواء النحل، ۴۴/۲

جو ماں ہونے کا حق ہے کہ بنصِ قرآن ان کے لیے واجب ہے" (۱)

ازواج مطہرات اور دیگر صحابیاتؓ کے بے شمار فضائل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ صحابیاتؓ سے راضی ہے:

صحابیاتؓ کی فضیلت اس اعتبار سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طرح انہوں نے بھی خوشنودی خدا کی خاطر اپنے والدین اور اہل وعیال کی جدائی برداشت کی اور دینِ حق کی سربلندی اور کفر کا علم سرنگوں کرنے کے لیے ہر طرح کے مصائب وآلام برداشت کیے۔ مشرکین مکہ نے قبولِ اسلام پر جہاں صحابہ کرامؓ کو اپنی مشق ستم کا نشانہ بنایا وہاں صحابیاتؓ کو بھی انسانیت سوز تکالیف دی گئیں لیکن وہ دینِ اسلام پر قائم رہیں اور ہر طرح کی تکلیف صبر سے برداشت کی۔ ازواج مطہرات کے علاوہ ان صحابیاتؓ میں حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ تعالیٰ عنھا سرفہرست ہیں جو اسلام میں درجہ شہادت پر فائز المرام ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ (۲) اسی طرح کی بے شمار صحابیاتؓ اور ہیں جنہوں نے جونہی اسلام کا اعلان کیا مصائب وآلام کے دروازے ان پر کھل گئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فاطمہ بنت خطابؓ کو اسلام قبول کرنے پر بے حد مارا مگر انہوں نے اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی یہی ثابت قدمی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب بن گئی۔ (۳)

ہجرتِ حبشہ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں اور آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت رقیہؓ وہ پہلی مہاجر خاتون تھیں جو اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کے ارادے سے نکلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے کفار کی ایذا رسانی کے باعث اپنی بیوی کے ساتھ وطن کو خیر باد کہہ کر ہجرت کی" (۴)

ایسے ہی مہاجرین ومہاجرات کے لیے باری تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۝﴾)(۵)

اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مظلوم ہو کر اپنے گھر چھوڑے۔ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں

۱۔ ابن حزم الاندلسی، الفصل فی الملل والاھواء النحل، ۲۹/۳

۲۔ ابنِ سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۸۱/۸

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۶۷/۸

۴۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ۲۲۵/۱؛ المستدرک، ۵۱/۴، ابن الاثیر، علی بن محمد، اسد الغابة، ۴۵۷/۵؛ الاصابة، ۳۰۴/۴

۵۔ النحل، ۴۱/۱۶

گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے!

اور ایسی ہی صحابیاتؓ سے باری تعالیٰ راضی ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

(﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾)(۱)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

رحمت دارین کے فیض صحبت سے مشرف ہونے اور اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دینے کی وجہ سے باری تعالیٰ نے اپنی رضا اور جنت کی خوشخبری انہیں دنیا میں ہی سُنا دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾)(۲)

تم ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی نہ کرتے پاؤ گے۔ اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور وہ انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں ہیں اور یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

۲۔ قبولِ اسلام میں سبقت:

صحابیاتؓ کو اسلام میں خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ ان کے بعد کسی اور طبقے کو یہ مقام حاصل نہ ہوا ہو گا دینی اعتبار سے بھی صحابیاتؓ بعض خصائص و امتیازات سے بہرہ ور ہیں اسی لیے قرآن میں انہیں سابقون کہا گیا ہے اور قربِ الٰہی کے ساتھ ان سے جنت النعیم کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

(﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝﴾)(۳)

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں

دنیا میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والی پہلی مومنہ **حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا** صحابیہؓ ہیں سب سے

۱۔ التوبة، ۹:۱۰۰

۲۔ المجادلة، ۵۸:۲۲

۳۔ الواقعة، ۵۶:۱۰-۱۲

پہلے شہادت کے درجے پر فائز ہونے والی حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحابیہ ہیں اور ہجرت حبشہ میں پہل کرنے والوں میں حضرت رقیہ بنت محمد ﷺ ہیں، دیگر صحابیات نے بھی راہِ حق میں بے شمار مصائب جھیلے۔ شعب ابی طالب کے محاصرے کے دوران صحابیات نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اس دوران انہیں ایسی ایسی سختیاں جھیلنی پڑیں کہ مضبوط پہاڑ بھی لرز جائیں۔ بعض اوقات درختوں کے پتے کھا کر پیٹ کی آگ کو بجھایا جاتا اور بعض اوقات نوبت بالکل فاقوں تک آ پہنچتی مگر ان مشکل صبر آزما حالات میں بھی صحابیاتؓ مردوں کے شانہ بشانہ تھیں۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں۔

﴿رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ الاخمسة اعبدوامرأتان و ابوبکر﴾(۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے ساتھ صرف پانچ لوگ تھے ایک غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر صدیق

انہیں قربانیوں کے صلے میں ان کے مقام و مرتبے تک کسی اور کی رسائی ممکن نہیں۔

۳۔ کفر و فسق سے متنفر، راست رو صحابیاتؓ:

جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ایمان کے نور سے خود کو منور کرنے والی صحابیاتؓ کے دل کو باری تعالیٰ نے ایمان کی محبت سے سرشار کیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے ان کو متنفر کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾)(۲)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں بہت سے معاملات میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی تمہیں ناگوار کر دی ہے ایسے لوگ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام و صحابیاتؓ کے دلوں کو نا صرف نعمت ایمان سے آراستہ کیا بلکہ ان کو ہدایت یافتہ اور راست رو قرار دیا۔

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب: قول النبی ﷺ (حدیث:۳۶۶۰) ص، ۶۱۴

۲۔ الحجرات، ۴۹:۷

۴۔ بلندیٔ درجات، کامیاب وکامران:

دنیا وآخرت میں کامیابی کی منازل طے کرنے والی اور بلندیٔ درجات کی حامل صحابیاتؓ ہی ہیں۔ کیونکہ ایمان لانے، ہجرت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں وہ صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ تھیں۔

صحابیاتؓ نے نا صرف ہجرت کی بلکہ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد بھی کی ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا قابل ذکر ہیں۔ جس رات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ غار ثور کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اپنا کمر بند لے کر اسے بیچ میں سے پھاڑ دیا ایک ٹکڑے سے رسول اللہ ﷺ کا دستر خوان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپؐ کے مشکیزہ کا منہ کس دیا لہٰذا آپؓ کا لقب ''ذات النطاق'' پڑ گیا۔ (۱)

روایاتِ سوانح، آثارِ سیرت اور احادیثِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول روز ہی سے صحابیاتِ عصر میں روحِ جہاد موجود تھی۔ وہ اپنے مردوں کی طرح اسلامی خدمت، کلمہ الٰہی کی بلندی اور دین ومعاشرت کی مدافعت کے لیے تلوار اٹھا سکتی تھیں۔ صحابہ کرام کی طرح دینِ اسلام کی سربلندی کی خاطر صحابیاتؓ بھی ہر میدان میں پیش پیش تھیں۔ بعض غزوات میں ان صحابیاتؓ نے بطور مجاہدات شرکت کا شرف پایا اور خاص مواقع اور بحرانی صورتوں میں انہوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی اور دوائے تسلی کا نسخہ استعمال کیا۔ غزوۂ احد میں صحابیاتؓ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتیں اور پیاسے زخمی مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر ہٹ گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنا دامن سمیٹے ہوئے تھیں میں ان کے پیروں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے لاتی تھیں۔ پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈال دیتی تھیں اور پھر واپس چلی جاتی تھیں اور ان کو بھرتی تھیں۔ پھر لاتی تھیں اور ان کو پیاسے لوگوں کے منہ میں ڈالتی تھیں۔ (۲)

اسی طرح ام سلیط انصاریہؓ کے متعلق روایات ملتی ہیں کہ غزوۂ احد کے دن مجاہدین کے لیے وہ میدان جنگ میں مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں۔ (۳)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابه الی المدینۃ (حدیث:۳۹۰۵) ص ۶۵۷، الطبقات الکبری، ۳۴۵/۸؛ الاصابۃ، ۱۳/۸؛ اسد الغابۃ، ۳۹۲/۵

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب غزو النساء وقتالھن مع الرجال (۲۸۸۰) ص ۴۷۶؛ ابو نعیم الاصبهانی، حلیۃ الاولیاء، ۶۳/۲؛ احمد خلیل جمعه، نساء ''من عصر النبوۃ'' ص ۳۷، ۳۸

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب حمل النساء القرب الیٰ الناس فی الغزو (حدیث:۲۸۸۱)

صحابیاتؓ نا صرف زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں بلکہ ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنھا کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے وہ فرماتی ہیں۔

''ہم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے تھے اور پانی پلاتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور زخمیوں اور مقتولوں کو اٹھا کر مدینہ لاتے تھے۔'' (۱)

رسول اللہ ﷺ کی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے متعلق بھی روایات ملتی ہیں کہ:

''غزوۂ احد میں آپؐ کے چہرہ مبارک سے خون دھو رہی تھیں اور علی بن ابی طالبؓ مشک سے زخم پر پانی بہا رہے تھے۔ پس جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون بہنا بند نہیں ہو رہا تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اسکی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون بہنا رک گیا''(۲)

غزوۂ خندق، خیبر اور حنین میں بھی کئی صحابیاتؓ کی شرکت کے شواہد ملتے ہیں۔ غزوۂ خندق میں حضرت سعدؓ کو زخم لگا تو کعیبہ بنت سعد اسلمیہ نے آپؓ کے زخم کا علاج کیا۔ (۳)

غزوۂ خیبر میں بہت سی صحابیاتؓ مثلاً ام سلیطؓ، ام سنانؓ، امیہ بنت قیسؓ ابوالصلت، کعیبہ بنت سعد اسلمیہ وغیرہ رسول اکرم ﷺ سے یہ درخواست کر کے شریک ہوئیں کہ وہ مجاہدین کے لیے مشکیزے بھریں گی، زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی اور مقدور بھر مسلمانوں کی مدد کریں گی۔ (۴)

اسی طرح غزوۂ حنین میں ام سلیم خنجر لے کر شریک ہوئیں تاکہ مشرکین کی گردنیں اڑا سکیں۔ (۵)

ایسی ہی مجاہدات کے لیے اللہ تعالیٰ نے بلندیٔ درجات اور کامیابی و کامرانی کا اعلان کیا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

(﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ○﴾) (۶)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ تعالیٰ کے ہاں

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب مداوة النساء والجرح فی الغزو (حدیث:۲۸۸۲)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد، (حدیث۴۰۷۵)، ص ۶۹۰

۳۔ الطبقات الکبری، ۸/ ۲۹۲

۴۔ الطبقات الکبری، ۸/ ۲۹۱-۲۹۳

۵۔ الطبقات الکبری ۸/ ۴۲۶، نساء ''من عصر النبوة، ص ۳۸

۶۔ التوبة، ۹:۲۰

ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

۵۔ روزِ قیامت رسوائی سے محفوظ:

صحابیاتؓ کے لیے نا صرف بلندی درجات کا اعلان کیا گیا بلکہ ان کو روز قیامت بھی ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی:

(﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحاً عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾)(۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے دور کردے اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جائے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رُسوا نہیں کرے گا انکا نور ان کے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔

جس نور نے دنیا میں ان کے سینوں کو منور کیا وہی نور روزِ قیامت ان کے راستے کو منور کر کے ان کو جنت میں لے جائے گا۔

۶۔ صحابیاتؓ کی موافقت میں نزولِ وحی:

صحابیاتؓ کو یہ شرف بھی امتیاز بخشتا ہے کہ بعض صحابیاتؓ کی موافقت میں باری تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ واقعہ افک پیش آنے پر باری تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے انہیں اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت وعصمت، پاکیزگی وطہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تا قیامت اپنی اپنی زبانوں پر دہراتے رہیں گے اور حضرت عائشہؓ کی طہارت کی تصدیق وتقدیس کرتے رہیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ ہی کی بابرکت ذات کے خوشگوار اثرات کی وجہ سے آیت تیمم نازل ہوئی جو امت کے لیے رحمت کا قانون بن گئی اسی سہولت کے نازل ہونے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا۔

"انت المبارکة، انت المبارکة، انت المبارکة" (۲)

امام ابونعیم الاصبہانی حضرت عائشہؓ کے انہیں فضائل کا تذکرہ بہت خوبصورت الفاظ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الصدیقة بنت الصدیق، العتیقة بنت العتیق، حبیبة الحبیب والیفة القریب، سید

۱۔ التحریم، ۶۶:۸

۲۔ الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر، اعلام النبلاء، ۲/۱۶۱

المرسلين، محمد الخطيب، المبراءة من العيوب، المعراة من ارتياب القلوب لرويتها جبريل رسول علام العيوب، عائشة ام المومنين (۱)

صدیقہ صدیق کی بیٹی، عتیقہ (جہنم سے آزاد) عتیق کی بیٹی، اللہ کے محبوب کی محبوب، اللہ تعالیٰ کے مقرب کی مقربہ، تمام رسولوں کے سردار خطیب اعظم محمد ﷺ کی محبوب، عیوب سے بری، شکوک قلب سے صاف جس کے دیکھنے کو جبرئیل فرشتے کو علام الغیوب ہستی نے بھیجا۔ یہی ہے مومنین کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ

اسی طرح قرآنِ پاک میں نازل شدہ کئی آیات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل ومناقب بیان کرتی ہیں۔

(﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾)(۲)

کا نزول آپؓ کے مقام ومرتبے کی طرف اشارہ کرتا ہے اسی طرح سورۂ دہر کی آیت نمبر ۸ ویطعمون الطعام علی حبه ...... کے بارے میں ابن عباسؓ کا قول ہے:

"نزلت هذه الآية في علي بن ابي طالب و فاطمة بنت رسول الله(۳)

"ظہار" کے بارے میں خولہ بنت ثعلبہؓ کے بار بار سوال کرنے پر سورۂ مجادلہ کی کئی آیات نازل ہوئیں اور حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے بارے میں سورۂ احزاب (۳۳۔۳۷) میں حکم دیا گیا ہے۔

۷۔ صحابیاتؓ کی مغفرت کی قرآنی شہادت:

صحابیاتؓ کی بے شمار قربانیوں کے صلے میں باری تعالیٰ نے دنیا میں ہی ان کو مغفرت کی بشارت دی اور رزقِ کریم کا وعدہ ان الفاظ میں کیا۔

(﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝﴾)(٤)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں اور انہیں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

بعض صحابیاتؓ کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی مثلاً حضرت خدیجہؓ کو دنیا ہی میں جنت کے ایسے مکان کی خوشخبری سنائی گئی جو موتیوں کا بنا ہوگا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شوروغوغا نہ ہوگا۔

۱۔ ابو نعيم الاصبهاني، حلية الاولياء، ۲/۵۴، احمد خليل جمعه، نساء اهل البيت، ص، ۱۵۶

۲۔ الاحزاب، ۳۳:۳۳

۳۔ السيوطي جلال الدين، الدر المنثور في التفسير بالماثور، ۴/۴۸۵

۴۔ الانفال ۸:۷۴

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿بشروا خديجةؓ بيت من الجنة من قصب لاصخب فيه ولا نصب﴾ (۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پر آتا تھا اتنا نبی ﷺ کی کسی بی بی پر نہیں آتا تھا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو انکا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کو (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری دیں اور آپ بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی ملنے والیوں کو اسمیں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔ (۲)

حضرت فاطمہؓ کو جنت کی عورتوں کی سرداری کی خوشخبری سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿نزل ملک من السماء فاستاذن الله ان يسلم علی لم ينزل قبلها فبشرنی ان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۳)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فاطمة سيدة نساء اهل الجنة﴾ (۴)

حضرت سمیہؓ (آل یاسر کو نبی ﷺ نے راہ حق میں مشکلات جھیلنے اور صبر کرنے کے نتیجے میں جنت کی خوشخبری دی۔ (۵)

۸۔ صحابیاتؓ کی توبہ کی فضیلت:

جس صحابیہؓ سے بتقاضائے بشریت کے تحت کوئی خطا ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ نے اپنی خطا پر توبہ کی اور معافی چاہی تو یہ توبہ اللہ تعالیٰ کی ہاں بہت فضیلت کی حامل ہوئی۔ جسے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے زنا کیا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا

۱۔ السيرة النبوية لابن اسحاق ۲۷۱/۱: الحميدی، عبدالله بن زبير، المسند، ۳۱۴/۱، الجامع الصحيح للبخاری، كتاب العمره (حديث:۱۷۹۲) ص ۲۸۹، الازرقی، محمد بن عبدالله، اخبار مكه، ۲۰۵/۲: ابونعيم الاصبهانی، معرفة الصحابة، ۱۲۸/۵

۲۔ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب مناقب الانصار، باب ترويج النبی صلی الله عليه وسلم خديجة وفضلها، (حديث:۳۸۱۷، ۳۸۱۸) ص۔ ۶۴۰

۳۔ المستدرك، ۱۶۴/۳، معرفة الصحابة، ۱۳۲/۵: الشوكانی، محمد بن علی، در السحابة. ص ۲۷۳

۴۔ الجامع الصحيح للبخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومبعثه فاطمه عليها السلام (حديث:۳۷۱۱)، ص ۶۲۶

۵۔ درالسحابة، ص، ۵۵۵

اس کو رجم کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسکی توبہ کے بارے میں فرمایا۔

﴿والذی نفسی بیدہ لقد تابت توبةً لو قسمت علی سبعین من اھل المدینة لوسعتھم وھل وجدت توبة افضل من ان جات بنفسھاللہ عزوجل﴾ (ا)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ ستر اہل مدینہ کے درمیان تقسیم کردی جائے تو کافی ہے۔

اسی طرح قبیلہ غامدیہ کی ایک عورت نے زنا کیا اور اس کو رجم کیا گیا تو اسکی توبہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿فوالذی نفسی بیدہ لقد تابت توبة لوتابھا صاحب مکس تغفرلہ﴾ (۲)

اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظلم کرنے والا اور لوگوں کے حقوق میں نقصان کرنے والا ایسی توبہ کرے تو اسکی بھی مغفرت ہو جائے گی۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الحدود، باب حدالزنا (حدیث: ۴۴۳۲)، السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المراة التی امرالنبی ﷺ برجمھا من جھینة (حدیث: ۴۴۴۰)، ص ۶۲۵، السنن للنسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوٰة علی المرجوم (حدیث:۱۹۵۹) ص، ۲۷۵

۲۔ السنن لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی المرأة التی امر النبی ﷺ برجمھا من جھینة (حدیث:۴۴۴۲)

اطاعت، اتباع اور حُبِّ رسول ﷺ:

اطاعت اتباع اور حُب رسول ﷺ ایک مومن اور مومنہ کا گراں بہا مایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد جو ذات ہماری محبت، اطاعت اور اتباع کی مستحق ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ رب کائنات نے بھی تمام محبتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اور اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی محبت کے غلبے کو بالوضاحت بیان کیا ہے۔

(﴿قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ O﴾)(۱)

فرما دیجئے تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان اور مال جو تم نے کمایا اور تجارت جس کے جانے کا تمہیں اندیشہ ہے اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں اگر یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر کردے اور فاسقوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا

حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

﴿لا یومن احد کم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین﴾ (۲)

تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انسؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلاوت ایمان کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿ثلاث من کان فیه وجدبهن حلاوة الایمان، من کان الله ورسوله احب الیه مماسواها.................. ﴾ (۳)

تین چیزیں جس میں ہونگی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا وہ جس کو اللہ اور اسکا رسول ہر چیز سے محبوب تر ہو۔

۱۔ التوبة، ۹:۲۴

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان (حدیث:۱۵) ص، ۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ...... (حدیث۔۷۰) ص، ۴۱

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان (حدیث:۱۶) ص ۲: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان، (حدیث:۱۶۵) ص ۴۰

دنیا میں عموماً ہم اس چیز سے محبت کرتے ہیں جسکی خوبصورتی ہمیں متاثر کرتی ہے بعض دفعہ یہ قلبی میلان باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی کا احسان ہمیں اسکی محبت میں مبتلا کر دیتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک میں محبت کے یہ جملہ اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں:

"واذا كان المرء يحب غيره على ما فيه من صور جميلة وسيرة حميدة، فكيف بهذا النبي الكريم والرسول العظيم الجامع المحاسن والتكريم.......... فقد اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى نور الايمان وخلصنابه من نار الجهل الى جنات المعارف والايقان"(۱)

یقیناً کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لانے والی، جہالت کی آگ سے خلاصی دِلا کر علم و یقین کی دولت سے نوازنے والی ذات ہی ہماری تمامتر محبت کی مستحق ہے۔

قاضی عیاض بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

"ان وجوہات کی بنا پر آپؐ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپؐ سے شرعاً محبت کی جائے...... انسانی فطرت کی بنا پر آپؐ امت کی محبت کے مستحق ہیں کیونکہ آپؐ کے احسانات عام ہیں"(۲)

امام نووی آپؐ کو مجموعہ ظاہری جمال و باطنی فضائل و کمالات قرار دینے کے بعد آپؐ کے احسانات کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

"تمام مسلمانوں پر آپؐ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے انہیں صراطِ مستقیم پر چلایا۔ جنت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ٹھہرایا اور جہنم کی آگ سے دور کرایا۔" (۳)

صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو آپؐ سے والہانہ عشق تھا اور آپؐ سے بڑھ کر انہیں دنیا میں کوئی شے محبوب نہ تھی۔

ازواج مطہراتؓ اور حُبِ رسول اکرم ﷺ

صحابیاتؓ میں سر فہرست ازواج مطہراتؓ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کی آپؐ کے ساتھ والہانہ محبت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد سیدہ خدیجہؓ نے اپنا سارا مال و اسباب آپؐ کے قدموں میں ڈھیر کر کے آپؐ کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا۔ بعثت کے بعد انہوں نے ہمیشہ آپؐ کی تشفی و دلجمعی کی اور اپنی وفا شعاری و محبت سے قدم قدم پر آپؐ کی ڈھارس بندھائی، خلوص و محبت سے آپؐ کے دل کو تسکین دی اور آپؐ پر اپنی

۱۔ القسطلانی، احمد بن محمد، المواہب اللدنیہ ۲/۲۷۳

۲۔ کتاب الشفاء، باب فی لزوم محبة، فصل فی معنی المحبة للنبی ﷺ و حقیقتها، ۲/۲۰

۳۔ النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، ۱/۱۳۲

تمام تر چاہتیں نچھاور کر دیں۔

حسین عبداللہ لکھتے ہیں:

"فكانت خديجة، اعظم امراة عقلاً و دراية وحلماً و حكمةً وصبرةً وارادةً، كانت لرسول الله وزيرة، وصديقه و مشيرة، وانسية، فقد واسعةً بمالها وعطفت عليه بكليتها وجزئيتها (۱)

حضرت خدیجہؓ الکبریٰ عقل، درایت، حلم، دانش، صبرو جرات اور ارادے کی پختگی کے اعتبار سے عظیم خاتون تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی وزیر تھیں اور دوست بھی، مشیر بھی تھیں اور مونس و غمخوار بھی، انہوں نے اپنے مال سے رسول اللہ ﷺ کو فراخی بخشی وہ کلی اور جزوی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ پر مہربان تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جب حضرت سودہؓ سے آپؐ نے نکاح کیا انہیں بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ پیار تھا۔ اسی پیار کی وجہ سے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی باری کا دن عائشہؓ کو دیتی ہوں۔ (۲)

حضرت زینبؓ بنت جحش کے بارے میں جب سورۂ احزاب کی آیات نازل ہوئیں جس سے ظاہر ہوا کہ انکا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کروادیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری سیدہ زینبؓ کو بھجوائی۔ ان کو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہ تھی۔ انہوں نے پیغام خوشخبری لانے والی خادمہ سلمٰی کو اپنی قیمتی پازیبیں اتار کر دے دیں پھر شکرانے کے طور پر سجدے میں گر گئیں اور پھر مزید شکرِ الٰہی کے لیے دو ماہ کے نفلی روزے رکھنے کی منت مان لی۔ (۳)

۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو اپنا وکیل مقرر کرتے ہوئے حضرت اُم حبیبہؓ کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے خوشی میں پیغام لانے والی لونڈی ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن، دو جھانجھریں جو آپؓ کے پاؤں میں تھیں اور پاؤں کی انگلیوں میں پہنی ہوئی چاندی کی انگوٹھیاں سب دے دیں۔ (۴)

۱۔ حسين عبدالله بالسلامة، حياة سيد العرب و تاريخ النهضة الاسلاميه مع العلم والمدينة، ۱۹۴،۱۹۳/۱۔۲

۲۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الهبة فضلها والتحريص عليها، باب هبة المراة لغير زوجها.......... (حديث:۲۵۹۳)ص. ۴۱۹؛ الطبقات الكبرىٰ، ۲۶۹/۸ ابن عبدالبر، يوسف بن عبدالله، الاستعياب ۴۳۲/۴

۳۔ الطبقات الكبرىٰ، ۲۹۶،۲۹۵/۸؛ الاصابة ۱۵۳/۸؛المستدرك، ۲۵/۴

۴۔ الطبقات الكبرىٰ، ۲۹۲/۸؛ المستدرك ۲۲/۴، ابن قدامه المقدسى، محمد عبدالله بن احمد، التبيين فى انساب القرشيين، ص ۸۱

شادی کے بعد ان کی والہانہ محبت میں مزید اضافہ ہوا۔ عشق رسول ﷺ کے سامنے ان کے نزدیک دنیاوی رشتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ فتح مکہ سے قبل ان کے والد تجدید صلح حدیبیہ کے لئے مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس گئے جب ابوسفیان سرکار دو عالم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے برہم ہو کر پوچھا، بیٹی! تم نے بستر کیوں لپیٹ دیا؟ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھا یا مجھے بستر کے قابل نہ سمجھا؟ سیدہ ام حبیبہؓ نے جواب دیا یہ سرکار دو عالم ﷺ کا بستر ہے۔ اس پر ایک مشرک جو شرک کی نجاست میں ملوث اور آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ (۱)

ام المومنین حضرت صفیہؓ آپؐ پر جان بھی قربان کرنے کو تیار تھیں مرض الموت میں نبی ﷺ کے پاس امہات المومنین جمع ہوئیں تو حضرت صفیہؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی ﷺ کاش جو کچھ آپ کو ہوا ہے وہ مجھے ہوتا۔ (۲)

ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی آپؐ کے عشق سے سرشار تھیں۔ کبھی راتوں کو بیدار ہوتیں تو آپ کو پہلو میں نہ پا کر بے قرار ہو جاتیں۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ تبرک نبوی ﷺ کے حصول کے لیے بے تاب ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک بار سفر کے دوران نبی ﷺ مہربان نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔ دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور کلی بھی کی پھر بلالؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا۔ دونوں یہ پانی پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ام المومنین ام سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ تھوڑا پانی اپنی ماں کے لیے بھی رہنے دو۔ انہوں نے پانی بچا کر ان کو بھی دیا۔ (۳)

بنات النبی ﷺ اور حب رسول ﷺ

امہات المومنینؓ کے علاوہ بنات النبی ﷺ کو بھی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب الکبریٰ کے بارے میں حضرت مدرک بن حارث الغامدی بیان کرتے ہیں:

> "ایک بار میں ایام جاہلیت میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کو گیا تو مقام منیٰ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ گمراہ اور بے دین شخص محمد ﷺ ہے جس نے اپنے خاندانی دین کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہہ کر میرے والد اونٹنی پر سوار ہو کر اس مجمع کی طرف گئے۔ میں بھی اونٹنی پر ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ آپؐ ان لوگوں کو نصیحتیں فرما رہے ہیں اور وہ آپؐ پر پتھر پھینک رہے ہیں اور خاک ڈال رہے ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۴، ابن الجوزی، صفة الصفوة، ۲/۴۲

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۰۹

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف فی شوال سنة ثمان (حدیث:۴۳۲۸) ص، ۷۳۲

یہاں تک کہ ظالم ایذا رسانی کرتے کرتے تھک گئے اور دھوپ کی تپش سے گھبرا کر ہٹ گئے عین اس وقت ایک خوبصورت لڑکی بے قراری سے دوڑی آئی۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا ایک پیالہ تھا۔ اس کے کُرتے کا گریباں کھلا تھا۔ اس معصوم لڑکی کو دیکھ کر لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ کی بیٹی ہے اور اس کا نام زینب ہے۔" (۱)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے:

ایک دفعہ آپؐ راستے میں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے سر اقدس پر بہت سی مٹی ڈالدی، سر انور اور ریش مبارک کے تمام بال آلودہ ہو گئے۔ آپؐ اسی حالت میں گھر تشریف لائے تو آپؐ کی ایک بیٹی پانی لے کر آئی وہ آپؐ کا سر مبارک دھوتی جاتی تھی اور زار و قطار روتی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! رومت۔ پس اللہ تعالیٰ خود تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔" (۲)

حضرت فاطمہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بے حد پیار تھا رسول اللہ ﷺ جب بھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپؓ احتراماً کھڑی ہو جائیں۔ محبت سے ان کا ہاتھ چومتیں اور اپنی نشست پر بٹھاتیں۔ (۳)

دیگر صحابیاتؓ اور عشقِ رسول اکرم ﷺ

تمام صحابیاتؓ کو آپؐ کی ذاتِ پاک سے والہانہ محبت تھی۔ غزوۂ احد کے دن جب یہ افواہ اڑا دی گئی کہ حضور اکرم ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ تو انصار کی ایک عورت نکل کھڑی ہوئی۔ اسکا سامنا پہلے اپنے بھائی، بیٹے، شوہر اور باپ سے ہوا جو سب کے سب شہید ہو چکے تھے۔ اس نے بے تابی سے کہا کہ مجھے دکھاؤ حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ تاکہ میں آپؐ کو دیکھ تو لوں۔ جب اس خاتون نے حضور ﷺ کا دیدار کر لیا اور آپؐ کو بخیریت پایا تو اس کے منہ سے نکلا "کل مصیبۃ بعدک جلل" یارسول اللہ! اگر آپ بخیریت ہیں تو آپؐ کی سلامتی کے بعد کوئی مصیبت میرے نزدیک وقعت نہیں رکھتی۔" (۴)

حفاظت ودفاعِ رسول اکرم ﷺ

رسول اکرم ﷺ سے صحابیاتؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوات میں حفاظت و دفاع رسول ﷺ کی خاطر جوانمردی سے میدانِ جنگ میں اتر آئیں۔ حضرت ام عمارہ (نصیبہ بنتِ کعب) غزوۂ احد میں اپنی شرکت کے حوالے سے بتاتی ہیں۔

---

۱. ابن ابی عاصم النبیل، الآحاد والمثانی، ۵/۳۷۲؛ الاستیعاب ۴/۳۲۷؛ اسدالغابۃ، ۴/۳۲۰

۲. السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۲۰؛ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۵۱؛ السیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ ص ۱۴۸

۳. الاجری، محمد بن الحسین، الشریعۃ، ۴/۲۷۸؛ الاستیعاب، ۴/۴۵۰، سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۷

۴. سبل الھدیٰ، ۱۱/۴۳، کتاب الشفاء، ۲/۱۵

"میں اس دن صبح صبح پانی کی مشک لے کر نکلی اور میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے پاس پہنچ کر انہیں پانی پلاتی رہی۔ ابتداء میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر بعد میں جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر خود بھی جنگ میں شریک ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا دفاع کرتے ہوئے تلوار سے دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے لگی اور تیر پھینکنے لگی حتیٰ کہ اس دوران مجھے ایک زخم بھی لگ گیا۔" (۱)

۲۔ سالمیت کی فکر:

صحابیاتؓ کو ہر لمحہ آپ کی سالمیت کی فکر رہتی تھی۔ بعض صحابیاتؓ آپکی جہاد سے بخیریت واپسی کے لیے نذر تک مان لیا کرتی تھیں۔

"بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہاد میں نکلے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ فام (حبشی) لڑکی آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ آپ کو صحیح وسالم لائے گا۔ تو میں آپؐ کے آگے دف بجاؤنگی اور گاؤنگی۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا، ورنہ نہیں اور وہ دف بجانے لگی" (۲)

۳۔ بارگاہِ رسالت میں تحائف پیش کرنا:

محبت کا فطری اور لازمی تقاضا ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز محبوب کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ محبت کے اس لازمی تقاضے کے مطابق صحابیاتؓ وقتاً فوقتاً بارگاہِ رسول ﷺ میں مختلف ہدیے وتحائف پیش کر کے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا کرتی تھیں اسی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ام اوسؓ نے ایک مرتبہ گھی صاف کر کے ایک ڈبے میں ڈالا اور پھر ھدیۃ اسے بارگاہِ نبوی ﷺ میں شرفِ قبولت کے لیے بھجوا دیا۔

حضرت محمد ﷺ نے اس پرخلوص ہدیے کو قبول کرتے ہوئے ڈبے میں موجودہ گھی لے لیا اور ام اوسؓ کے لیے برکت کی دعا کرتے ہوئے گھی کا ڈبہ واپس بھجوا دیا۔ جب یہ ڈبہ ام اوسؓ کو واپس ملا تو برکت کی خصوصی دعا کی وجہ سے یہ جوں کا توں گھی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے انکا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔ چنانچہ وہ فوراً بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ ہدیہ قبول نہ ہوسکنے کے گمان کے باعث زاروقطار رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بیقراری و پریشانی کو دیکھا تو حاضرین سے فرمایا کہ اس بیچاری کو اصل واقعہ سے آگاہ کر دو۔ حاضرین نے اسے گھی کے ڈبے کے پہلے کی طرح بھر جانے کے معجزانہ سبب سے آگاہ کیا تو وہ مطمئن ہوگئیں۔ (۳)

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۰، ۴۲۱: الاصابۃ، ۸/۴۴۲

۲۔ الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب، حفص عمر بن خطاب، (حدیث:۳۹۵۵) ص، ۵۱۲

۳۔ اسدالغابۃ، ۵/۵۱۷: الاصابۃ ۸/۳۵۹

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضورﷺ نے اپنی ایک بیوی سے نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے تو میری والدہ نے حسیس (ایک قسم کا کھانا جو کھجور۔ پنیر گھی یا آٹا ملا کر تیار کیا جاتا تھا) بنایا اور اسے تانبے کے برتن میں ڈال کر دیا اور کہا کہ اسے حضورﷺ کے پاس لے جاؤ کہنا کہ میری اماں نے بھیجا ہے۔ وہ آپ کو سلام کہتی اور عرض کرتی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ تھوڑا سا آپؐ کے لیے ہدیہ ہے۔ یا رسول اللہ! (۱)

اسی طرح انصار کی ایک خاتون (صحابیہؓ) نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپؐ کے لیے کوئی چیز بنوا دوں جس پر آپؐ بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک بڑھئی غلام ہے۔ آپؐ نے فرمایا جیسا تم چاہو۔ (۲)

حبِ رسولﷺ میں سرشار بعض صحابیاتؓ خود چیزیں بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتی تھیں۔ ایک عورت ایک چادر لے کر خدمتِ رسولﷺ میں آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ تا کہ میں اسے آپ کو پہناؤں پس رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر اس سے لے لی۔ (۳)

ذاتِ نبویہﷺ سے برکت کا حصول:

صحابیاتؓ آپؐ سے وابستہ ہر چیز کو بابرکت سمجھتی تھیں ایک بار نبی کریمﷺ ام سلیم کے گھر میں دوپہر کو چمڑے کے ایک گدے پر سوئے۔ آپ کو سوتے میں پسینہ آیا پھر آپؐ اس حال میں بیدار ہوئے کہ ام سلیم آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر جمع کر رہی تھیں۔ پوچھا: اسے کیا کرو گی؟ بولیں میں اس میں سے برکت حاصل کروں گی جو آپؐ سے نکلی ہے۔ (۴)

ایک بار آپؐ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ آپؐ نے اسے لے کر اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا "ام سلیمؓ" نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا (کیونکہ رسول اللہﷺ کے مبارک ہونٹوں نے چھوا تھا) (۵)

صحابیاتؓ کا اتباع واطاعت رسولﷺ

حُبّ رسولﷺ کا ایک اہم تقاضا اطاعت و اتباع ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعتِ رسولﷺ کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہیں پر مومنین کو (﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾) (۶) کا درس

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب، النکاح، باب زواج زینبؓ بنت جحش و نزول الحجاب، واثبات ولیمة العرس (حدیث:۳۵۰) ص ۶۱۷؛ الجامع للترمذی، ابواب التفسیر، تفسیر سورة احزاب (حدیث:۳۲۱۸)، ص، ۷۳۰

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، باب النجّاری، (حدیث:۲۰۹۵)ص۔۳۳۶

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، (حدیث:۲۰۹۳) ص، ۳۳۶

۴۔ الطبقات الکبریٰ، ۴۲۸/۸، الطبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱۹/۲۵

۵۔ الطبقات الکبریٰ، ۴۲۸/۸

۶۔ محمد، ۳۳:۴۷

دے کر کہہ دیا گیا کہ اگر ایسا نہ کیا تو تم اپنے اعمال ضائع کر لو گے۔ کہیں (﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾) (۱) اور کہیں (﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾) (۲) کہہ کر خالقِ کائنات نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ صحابیاتؓ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع کی ہر ممکن کوشش کیا کرتی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ کوئی سنت رہ نہ جائے اور کوئی کام حضور ﷺ کے فرمان اور عمل کے خلاف نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمودات غور سے سنتیں اور ان پر عمل فرماتی تھیں۔

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعات پڑھ لے تو اللہ جل شانہ اس کو جنت میں محل عطا فرمائیں گے۔ اس ارشاد کے سننے کے بعد بعض صحابیاتؓ نے زندگی میں کبھی بارہ نوافل نہیں چھوڑے۔

حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا۔ پھر فرمایا۔

"یہ حج ہے پھر بوریا پڑا رہنا ہے"

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

"کہ (نبی ﷺ کی وفات کے بعد) تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا حج نہیں کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ "رسول اللہ" کے بعد کوئی جانور ہمیں حرکت نہ دے" (۳)

رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا:

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کی پسند و ناپسند کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ بنی اسد کی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ سیدہ زینبؓ کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑے گیرو سے رنگ رہی تھیں۔ تو اس دوران (جبکہ ہم کپڑے رنگ رہی تھیں) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے مگر جب گیرو (سے رنگے کپڑے) دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر سیدہ زینبؓ جان گئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو ناپسند فرمایا ہے۔ جو انہوں نے کیا ہے (یعنی گیرو سے کپڑے رنگے ہیں) تو انہوں نے وہ کپڑے پکڑے اور ان کو دھو ڈالا علاوہ ازیں ہر قسم کی سرخی چھپا دی پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ کر تشریف لائے اور جھانک کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی لہٰذا اندر تشریف لے آئے"(۴)

حضرت عائشہؓ محض اس لیے مہندی نہیں لگایا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ کو مہندی کی بو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے جب حضرت عائشہؓ سے مہندی لگانے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا "لابأس به" (اسمیں کوئی حرج نہیں) مگر میں خود اس کو ناپسند کرتی ہوں جسکی وجہ یہ ہے کہ میرے محبوب (رسول اللہ ﷺ) اسکی بو ناپسند فرماتے تھے۔ (۵)

۱۔ النور، ۲۴:۵۴ ۲۔ النساء، ۴:۸۰

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۰۷، محمد سعید مبیض، موسوعة حياة الصحابيات، ص ۲۰۹

۴۔ السنن لابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الحمرة (حدیث: ۴۰۷۱) ص ۵۷۰: الآحاد والمثانی، ص ۶۷۷

۵۔ السنن لابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی خضاب النساء (حدیث:۴۱۶۴) ص ۵۸۵

حضور ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو ایک بار حضرت علیؓ نے سونے کا ایک ہار دیا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا!

"اے فاطمہؓ کیا تم لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہے۔
حضرت فاطمہؓ نے اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات دی۔" (۱)

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک یا طرزِ عمل سے آپ کی ناپسندیدگی کا اندازہ لگایا کرتی تھیں اور پھر اسکا مداوا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اس طرزِ عمل سے باز رہتی تھیں۔ آپؐ ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس آئے تو حسبِ عادت حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے دروازے پر بطور خیر مقدم عمدہ قسم کا پردہ لٹکا رکھا تھا اور دونوں بچوں کو چاندی کے کنگن پہنا رکھے تھے آپؐ اندر داخل ہوئے پھر واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہؓ فوراً سمجھ گئیں کہ آپ کس وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے لہٰذا اسی وقت پردہ ہٹا دیا اور کنگن اتار لیے۔" (۲)

رسول اللہ ﷺ سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت:

نبی ﷺ مہربان کی ذاتِ پاک سے صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت و محبت ان کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کی شدت محسوس کرتے ہوئے حضرت فاطمہؓ نے بے ساختہ کہا۔ "واکرب ابتاہ" (ہائے ابا جان کی تکلیف) اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر کسی قسم کی تکلیف نہ رہے گی (۳) اور جب رسول اللہ نے وفات پائی۔ تو رونے لگیں اور فرمایا:

"یاابتاہ! الی جبرائیل ننعاہ! یا ابتاہ! اجاب دعاہ! یا ابتاہ! جنۃ الفردوس ماواہ" (۴)

آپؐ کی تجہیز و تکفین کے بعد جب صحابہ کرامؓ فارغ ہو کر حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ کو تسلی دینے لگے۔ آپؓ نے بے قرار ہو کر حضرت انسؓ سے پوچھا اے انس! رسول اکرم ﷺ کے جسدِ اطہر کو مٹی میں دبا کر تمہارے دل کو کیسے قرار آ گیا۔" (۵)

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ دیگر صحابیاتؓ کی والہانہ عقیدت اور شدتِ محبت کا یہ عالم تھا کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد جب آپ کا پیارا نام ان کی زبان پر آتا یا آپ کا تذکرہ ہوتا تو وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکتیں اور آپ کی یاد میں زارو قطار رونے لگتیں۔ ام ایمنؓ نے رسول اللہ ﷺ کو گود میں کھلایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے

---

۱. المستدرک، ۳/۱۶۵، سیر اعلام النبلا، ۲/۱۳۳

۲. سیر اعلام النبلا، ۲/۱۲۳

۳. السنن لابن ماجہ، (حدیث:۱۶۲۹) ص، ۲۳۳

۴. السنن لابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکرو فاتہ (حدیث:۱۶۳۰) ص ۲۳۳: ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ۲/۴۸۳

۵. المنتظم، ۲/۴۸۳، اسد الغابۃ، ۵/۵۲۴، صفۃ الصفوۃ، ۱/۸۵

آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی یہ وضع قائم رکھی- چنانچہ ایک دن وہ اور حضرت عمرؓ وہاں پہنچے تو ام ایمنؓ ان کو دیکھتے ہی رونے لگیں۔ ان دونوں نے پوچھا؟ روتی کیوں ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے بہتر یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے قرّب ہو جائے۔ حضرت ام ایمنؓ نے کہا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر وحضرت عمرؓ دونوں پر یہ اثر ہوا کہ بے ساختہ ان کے ساتھ رونے لگے۔ (۱)

بعض صحابیاتؓ ایسی بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کرسکیں- ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: مہربانی فرما کر حضور اقدسؐ کے مزار مبارک سے پردہ ہٹا کر مجھے زیارت کروا دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے پردہ ہٹایا تو اس عورت پر گریہ طاری ہو گیا اور اتنا روئیں کہ روح پرواز کرگئی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کی محبت صحابیاتؓ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اور آپؐ کے رحلت فرمانے کے بعد بھی ان کے دل آپ کی یاد میں بے قرار رہتے تھے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں نکلے۔ ایک گھر میں چراغ جلتے دیکھا، وہاں ایک عورت اون دھن رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

علی محمد صلاۃ الا برارِ　　　صلی علیہ الطیبون الاخیار

قد کنت قوا مابکاء بالاسحار　　　یالیت شعری والمنایا اطوار

ھل تجمعنی وحبیبی الدار ...... (۳)

نیک اور پاک لوگوں کا درود وسلام حضور ﷺ پر ہو۔ پاک لوگ اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب پر درود سلام بھیجتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ساری رات عبادتِ الٰہی میں کھڑے ہونے والے اور سحری کے وقت گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موتیں کس طرح مختلف ہوتی ہیں۔ کیا کوئی ایسا وقت آئے گا جب میں اور میرا محبوب (رسول اللہ ﷺ) ایک مکان میں جمع ہوں گے۔"

حضرت عمرؓ اس عورت کے اشعار سن کر رونے لگے۔

۱۔ السنن لابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ (حدیث: ۱۳۳۵)

۲۔ کتاب الشفاء: ۱۶/۲

۳۔ کتاب الشفاء، ۱۵/۲؛ سبل ۴۳/۱۱، المواھب اللدنیہ، ۳۰۷/۳

فصل دوم:

☆ روایتِ صحابیاتؓ کی اہمیت

☆ مہبطِ وحی کی عینی شاہدات

☆ سیرتِ نبویہ کی عینی شاہدات

☆ دین کی راویاتِ اول

☆ روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ (کتبِ احادیث، کتبِ اسماء الرجال، کتبِ سیر و مغازی، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتبِ تفاسیر، کتبِ تاریخ)

روایت صحابیاتؓ کی اہمیت

سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو بزمِ کائنات سجائے چودہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اس دوران اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار تغیر و تبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے مگر علوم و فنون اور نظریات و انکشافات میں ترقی کے باوجود آپ کی سیرت طیبہ اسی طرح قابلِ تقلید اور واجب الاطاعت ہے۔

تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ سے مسلمانوں کو شروع دن سے ہی خصوصی شغف تھا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے ہر پہلو اور گوشے سے عقیدت و محبت کے ساتھ جستجو اور روایت کے ثبوت ملتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نا صرف آپؐ کے ہر عمل اور ہر ادا کو حرزِ جاں سمجھتے ہوئے اپنانے کی کوشش کرتے بلکہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ کو تمام تر جزئیات کے ساتھ محفوظ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ مجلس، مسجد، سفر، حضر، تبلیغ کے دوران کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جسے صحابہ کرام و صحابیاتؓ احاطہ تحریر میں نہ لائے ہوں۔ خصوصاً عائلی زندگی کے معمولات، محاسن اخلاق و اعمال ازواجِ مطہرات نے ملتِ اسلامیہ تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ نے اپنے معلم و مدرس حضور ﷺ کی حیاتِ اقدس کے بارے میں ایک ایک حقیقت آنے والی نسلوں تک پہنچائی ہے۔ اسکی تصدیق ابنِ حجر عسقلانی کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

"توفی النبی صلی الله علیه وسلم و من راه وسمع منه زیادة علی مائة الف انسان من رجل وامراة کلهم قدروی منه سماعا وروية" (۱)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو سنا تھا ایک لاکھ سے زیادہ تھی ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ سب آپؐ سے سن کر اور دیکھ کر روایت کرتے تھے۔

حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:

قدروی عنه صلی الله علیه وسلم من الصحابة اربعة الاف رجل وامراة

رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کی جماعت میں سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار ہے۔ جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ (۲)

ان بیانات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے شمائل، خصائل اور فضائل کو بیان کیا وہاں صحبتِ رسول کے شرف سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ بھی پیچھے نہ رہیں۔

مہبط وحی کی عینی شاہدات:

روایات صحابیاتؓ کی اہمیت اس حوالے سے اور بڑھ جاتی ہے کہ سیرتِ طیبہ کے حوالے سے بعض اہم ترین مواقع تو

۱۔ الاصابة، ۱/۴

۲۔ المستدرك علی الصحیحین، ۱/۲۱

ایسے ہیں کہ صحابیاتؓ ہی کے بیان سے ان پر روشنی پڑتی ہے۔ جیسے غار حرا میں آنحضورﷺ کو پہلی مرتبہ جب تحفہ نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپؐ (نبوت کے بوجھ سے) لرزتے کانپتے گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے آپؐ نے اپنی مونس و غمخوار بیوی حضرت خدیجہؓ کو ہی محرم بنایا۔ یہ اسلام میں پہلی مومنہ بھی ہیں اور صحابیہ بھی۔ وحی کے آغاز کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت تقریباً تمام کتب سیرت و احادیث میں موجود ہے اور اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے حوالے سے بیان فرمائے ان سے سیرت مطہرہ اور نکھر کر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ فرماتی ہیں:

﴿ابشر، فوالله! مايخزيك الله ابدا، انك لتصل الرحم، وتصدق الحديث وتحمل الكل، وتقرى الضيف، وتعين على نوائب الحق﴾ (۱)

آپ کو مبارک ہو۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپؐ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

آپؐ کی بعثت کے اولین زمانے کے متعلق برہ بنت ابی تجراۃ بیان فرماتی ہیں:

''آپؐ جب وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاشِ خلوت میں جاتے تھے تو جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سلام پیش کرتا آپؐ دائیں اور بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے تو کچھ نظر نہ آتا۔'' (۲)

دیگر ازواج مطہرات نے بھی آپ کی معاشرت، زہد و عبادت اور معمولات کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا اور کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے آپ کی بے مثال اور پاکیزہ عائلی و خانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کرا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔ تقویٰ و طہارت میں لاثانی بنات النبیﷺ نے رسول اللہﷺ کو مشفق باپ، عمات النبیﷺ نے بھتیجے اور دیگر صحابیاتؓ نے آپؐ کی ذاتِ کامل کو جس جس روپ میں دیکھا، بیان کیا ان روایات نے سیرتِ طیبہ کے بے شمار گوشوں کو تب و تاب بخشی ہے۔

مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

''راویوں میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں کی بھی ایک بڑی جماعت شریک تھی اگر آنحضورﷺ کی زندگی کے مورخین صرف مرد ہوتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ہم تک حضورﷺ کی سیرت طیبہ کے محض وہی واقعات پہنچتے جنکا تعلق گھر کے باہر کی زندگی سے ہے خلوت یا گھریلو زندگی کے حالات پر پردہ پڑا رہتا اور ایسے بہت سے مسائل جنکا تعلق صرف عورتوں سے ہے ان سے متعلق کوئی واضح ہدایت نامہ ہمارے پاس نہ ہوتا لیکن کون نہیں جانتا کہ محمدﷺ کی زندگی کا ہر پہلو خواہ جلوت کا ہو یا خلوت کا کسی راز میں نہیں رکھا گیا۔ (۳)

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی (حدیث:۳) ص، ۱

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ۲۴۲/۸ ۳۔ محمد طفیل (مدیر) نقوش، رسول نمبر ۴۲/۲

اسی لیے باسورتھ سمتھ کا کہنا ہے:

یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے۔ (۱)

سیرتِ نبویہ کی عینی شاہدات:

صحابیاتؓ نبی اکرم کی سیرت طیبہ کی عینی شاہد تھیں چنانچہ ان ہی کے بیان سے آپؐ کی ولادت، طفولیت، عہدِ شباب، ازدواجی زندگی، اسفارِ ہجرت، غزوات وسرایا، معاہدات اور مدنی دور کے بعض اہم واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کی چونکہ آپؐ کے ساتھ شب وروز کی مصاحبت تھی اور وہ آپؐ کے روزمرہ کے معاملات سے زیادہ باخبر تھیں۔ آپؐ کے معمولاتِ عبادت، وضو کا طریقہ، مختلف (فرضی ونفلی) عبادات کی ادائیگی، رمضان المبارک کے معمولات، مناسکِ حج کی ادائیگی، دعا کا طریقہ کار، خشوع وخضوع آپ کا اکل وشرب، نشست وبرخاست، لباس، مکارمِ اخلاق، اپنوں بیگانوں سے رویے کے بارے میں انہیں کے بیانات سے روشنی پڑتی ہے۔ دراصل انہوں نے نبی اقدس ﷺ کی ذات پاک کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا تھا۔ شرعی نصوص کی عملی تطبیق، زمانہ امورِ حالت جنگ، فرحت وانبساط اور غم کی کیفیتوں میں تحمل، خانگی امور، ریاستی نظم ونسق، حالت نیند، عالم بیداری غرض یہ کہ صحابیاتؓ نے آپؐ کی حیاتِ پاک کے ہر پہلو کا قریب سے مشاہدہ کیا اور پھر ان معمولات کا اپنی زندگیوں میں التزام کیا۔

دین کی راویاتِ اوّل:

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی اکرم اور اپنے بعد والوں کے درمیان لازمی واسطہ ہیں ان کی شہادت اور روایتِ سیرت بعد والوں کے لیے ایمان کا ذریعہ بنی ہے۔ صحابیاتؓ کی مرویات میں سے اگر پہلی کڑی کو بیچ سے نکال دیا جائے تو ہمارے ایمان کی بنیاد ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ قیامت تک کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ اگر صحابیاتؓ آپؐ سے سن کر، آپؐ کے عمل کو دیکھ کر ویسے ہی آگے نہ پہنچاتیں تو بہت سے عمل امت کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے کیونکہ آنحضور ﷺ کے بعض عمل تو ثابت ہی صحابیاتؓ کی روایات سے ہوتے ہیں۔ مثلاً

☆ آغاز وحی اور ابتدائے نبوت کے مفصل حالات، ہجرت کے تفصیلی واقعات، قرآن پاک کا نزول، آپؐ کے مرض الموت کی کیفیت، حضرت عائشہؓ سے معلوم ہوتے ہیں۔ بدر کے بعض واقعات، غزوۂ احد کی کیفیت، غزوۂ خندق کے بعض واقعات، غزوۂ بنی قریظہ کی بعض جزئیات، غزوۂ ذات الرقاع میں نمازِ خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے واقعات کے ضروری اجزاء بھی حضرت عائشہؓ نے ہی بتائے ہیں۔ (۲)

☆ نمازِ چاشت کے متعلق روایت صرف ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے ہی مروی ہے۔ (۳)

☆ نمازِ برکت کا ثبوت ہمیں انس بن مالکؓ کی نانی حضرت ملیکۃؓ کے بیان سے ملتا ہے۔ (۴)

۱۔ نقوش، رسول نمبر ۶/ ۴۲ ۲۔ المسند لامام، احمد بن حنبل، ۷/ ۴۷۸

۳۔ الاصابۃ، ۸/ ۳۲۰

۴۔ المسند احمد بن حنبل، ۷/ ۵۸۷: الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل النبویہ، ص ۲۷۳

☆ بیٹھ کر پانی پینے کی فضیلت کئی احادیث سے ثابت ہے مگر بعض اوقات آپؐ نے کھڑے ہو کر بھی پانی نوش فرمایا۔ حضرت ام سلیمؓ اور کبشہؓ کی روایت کہ آپؐ نے ان کے گھر ایک آویزاں مشکیزے سے پانی کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔ (۱)

☆ متعدد صحابیاتؓ کے ہاں آپؐ نے گوشت، خزیرہ، کھجور اور سبزیاں وغیرہ کھائیں اور ان کے آدابِ طعام بھی بتائے۔ جیسے ام المنذر کی روایت کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بیماری کی بنا پر کھجوریں نہیں تناول کرنے دیں البتہ کھانے میں شریک ٹھہرایا کہ وہ مفیدِ صحت تھا۔ (۲)

آدابِ معاشرت کے تعلق سے زیاراتِ خواتین نے بہت سی احادیث نبویہ کو تحریک دی اور وجود بخشا ہے۔

روایتِ صحابیاتؓ کے ماخذ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ آپؐ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب اموراس کے ذریعے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ تمام سیرت نگار متفق ہیں:

"اگر دنیا سے تمام مصادرِ سیرت محو ہو جائیں اور صرف قرآن مجید کا ایسا ہی متن برقرار رہے تو آپؐ کی سیرتِ مطہرہ کا ہر پہلو اور ہر باب محفوظ چلے گا" (۳)

تمام مسلم اور غیر مسلم اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف صاف نظر آجاتا ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی زندگی کے اہم پہلو، آپؐ کے اخلاق و کردار کی تمام خصوصیات اور آپؐ کے عہد کے بعض وقائع پر بحث موجود ہے۔ مگر قرآن کریم کیونکہ صرف تاریخ و سیرت ہی کی کتاب نہیں ہے اسی لیے آپؐ کی پیدائش سے وفات تک لحہ لحہ کی مکمل معلومات تسلسل کے ساتھ ہمیں فراہم نہیں ہوتیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں دیگر ذرائع سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور اگر خصوصاً صحابیاتؓ کی روایات کو ہی زیرِ بحث لانا ہو تو اس کے لیے کتبِ احادیث، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتبِ اسماء الرجال، کتبِ سیر و مغازی، کتبِ تواریخ اور کتبِ تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

کتبِ احادیث:

روایاتِ صحابیاتؓ کا سب سے بڑا ماخذ احادیث نبویہ ہیں جو دین میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ کی ذاتِ پاک کو امت کے لیے (﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾) (۴) کہہ کر بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

---

۱. الشمائل النبویه، ص ۲۳۹، ۲۴۰

۲. السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیة (حدیث:۳۸۵۶) ص، ۵۴۹

۳. تدوین سیر و مغازی، ص ط.

۴. الاحزاب، ۳۳:۲۱

گویا امت محمدیہ کو آدھا دین ازواج مطہرات اور صحابیاتؓ کی وساطت سے ملا ہے۔

قرآن کے مطابق آپ مبلغ قرآن بھی ہیں اور معلم کتاب وحکمت بھی۔ تحلیل وتحریم کا منصب بھی آپؐ کے پاس ہے اور امت کے تمام معاملات اور فیصلوں پر قاضی بھی آپ ہی ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں کی ہدایت کو آپ کی اطاعت اور اتباع سے وابستہ کر دیا گیا ہے حکم ربی ہے:

(﴿وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾) (۱)

جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز آ جاؤ

رسول اللہ ﷺ کی اپنی بھی خواہش تھی کہ آپؐ کے ارشادات صحیح طریقے سے امت مسلمہ تک پہنچ جائیں۔ اسکی توثیق آپؐ کے اس قول سے ہو جاتی ہے۔

﴿............ لیبلغ الشاهد الغائب﴾ (۲)

(چاہیے کہ جو موجود ہے وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچادے)

ایک اور حدیث سے اسکی مزید وضاحت ہو جاتی ہے فرمایا:

﴿نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعوها فرب حامل فقه لافقه له ورب حامل فقه الی من هوا فقه منه﴾ (۳)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو رونق وتابندگی عطا کرے جس نے میری بات سنی اور یاد رکھی یہاں تک کہ وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے اسے نہیں سنا۔

یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور خوب وضاحت کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی فرماتے تاکہ سننے والا آپ کی بات اچھی طرح سمجھ لے اور اسکو یاد رکھ سکے۔ ضروری امور کو آپ تین تین بار دہراتے۔ تاکہ سامعین بخوبی ذہن نشین کر لیں۔

روایتِ حدیث کی ترغیب کے لیے آپؐ نے فرمایا:

﴿تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن سمع منکم﴾ (۴)

تم مجھ سے سنتے ہو دوسرے لوگ تم سے سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔

روایتِ حدیث کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آپؐ نے ہر شخص کو حدیث روایت کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ تنبیہ فرمادی:

﴿من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار﴾ (۵)

۱۔ الحشر، ۵۹:۷

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب قول النبی ﷺ (رب مبلغ اوعی من سامع) (حدیث: ۶۷) ص ۲۰

۳۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم (حدیث: ۵۸۴) ص، ۳۵۴

۴۔ السنن لابوداؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم (حدیث: ۳۶۵۹)

۵۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (حدیث: ۱۰۷) ص، ۲۹

جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی فرمان کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام وصحابیاتؓ احادیث کی روایت میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے اور صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے اقوال، اعمال اور احوال دورِ نبوی میں ہی جمع کرنا شروع کر دیئے تھے بعد میں آنے والے محدثین نے کتب احادیث کو بے حد محنت اور احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے سیرت رسول ﷺ کے لیے ایسا بے مثال ریکارڈ قائم کیا جسکی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لے کر صحیح احادیث کے تمام مجموعوں میں جو مستند احادیث ہیں ان میں سیرتِ رسول ﷺ کے بارے میں اہم ترین واقعات موجود ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سیرت کے اصل وقائع اور اساسی مسائل و معلومات ہمیں معلوم ہی کتب احادیث اور احادیث صحیحہ سے ہوتے ہیں۔

''روایت صحابیاتؓ'' کی روشنی میں ''سیرتِ رسول اکرم ﷺ'' معلوم کرنے کے لیے ویسے تو حدیث کی ساری کتب اپنے اپنے درجہ استناد کے مطابق مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن جو کتابیں روایتِ صحابیات کے دقیع مواد پر مشتمل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ الجامع الصحیح:

یہ امام **''ابو عبداللہ محمد اسماعیل بخاری''** (م ۲۵۶ھ) کی وہ عظیم الشان تصنیف ہے جسے اہل اسلام کلام اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ دیتے ہیں اس کے بارے میں یہ مقولہ زبان زدِ عام ہو گیا:

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح للبخاری

چھ لاکھ احادیث کے عظیم مجموعہ کو کانٹ چھانٹ کر کڑی شرائط کے ساتھ یہ مجموعہ 16 سال میں مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیاتؓ کی مرویات کی تعداد **''۱۳۵۲''** ہے۔

۲۔ الجامع الصحیح:

اس کے مولف **''امام مسلم بن حجاج قشیری''** (م ۲۶۱ھ) ہیں صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کو دوسرا درجہ حاصل ہے۔ اسکی تصنیف و تالیف میں امام مسلم نے حد درجہ کاوش اور عرق ریزی سے کام لیا اور تین لاکھ احادیث میں سے بارہ ہزار کا انتخاب کیا اور ۱۵ سال میں اسکو مکمل کیا گیا۔ اس میں صحابیاتؓ کی مرویات کی تعداد **''۹۱۳''** ہے۔

۳۔ السنن:

یہ کتاب **''ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بجستانی''** (م ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں فقہی احادیث کا

بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔صحابیات کی مرویات "۵۸۰" ہیں۔

۴۔ الجامع:

"الجامع" کے مولف کا اسم گرامی **"ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ الترمذی"** ہے۔ یہ کتاب حدیث حسن کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں صحابیات کی **"۳۷۲"** روایات موجود ہیں۔

۵۔ السنن:

یہ کتاب **"ابوعبداللہ محمد بن قزوینیؒ"** (م۲۷۳ھ) جو ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انکی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق نہایت حسن وخوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔ اس میں صحابیات کی **"۵۵۴"** روایات ہیں۔

۶۔ السنن:

یہ **"ابوعبدالرحمٰن نسائی"** (م۳۰۳ھ) کی تالیف ہے یہ کتاب صحیحین کے بعد بلحاظ صحت آتی ہے۔ اس میں صحابیات کی مرویات کی تعداد **"۸۹۴"** ہے۔

۷۔ موطا (امام مالک):

اس کتاب کے مصنف **"امام مالک بن انسؓ"** ہیں۔ بعض علماء اسے صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں اسی کتاب کی ترتیب ابواب فقہ کے لحاظ سے لکھی گئی ہیں۔ اس میں صحابیاتؓ کی **"۲۳۳"** مرویات موجود ہیں۔

۸۔ المسند (امام احمد بن حنبل):

یہ مستند احادیث کا سب سے بڑا مجموعہ ہے اور تقریباً ۳۰ ہزار احادیث پر مشتمل ہے اسکی ساتویں جلد میں مرویاتِ صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۹۔ مصنف عبدالرزاق:

یہ بہت مفصل اور جامع کتاب ہے۔ اس میں بھی صحابیاتؓ کی مرویات موجود ہیں۔

۱۰۔ کتاب المصنف (ابن ابی شیبہ)

یہ بھی جامع اور مبسوط کتاب ہے او روایت صحابیاتؓ کے لئے معلومات کا خزانہ بھی ہے **"محمد بن ابی شیبہ"** (م۲۳۵ھ) نے تالیف کی۔ اس میں **"۶۷۷"** مرویات صحابیاتؓ موجود ہیں۔

۱۱۔ السنن الدار القطنی:

اس کتاب کے مصنف امام **"علی بن عمر الدار القطنی"** (م ۳۸۵ھ) ہیں انہوں نے جو احادیث مختلف ابواب کے تحت جمع کی ہیں ان میں صحابیاتؓ سے مروی روایات بھی موجود ہیں۔

بعض اہل علم نے صحیحین کی بنیاد پر سیرت کے مجموعے مرتب کیے ہیں۔ جیسے "فتح الباری" سے سیرت سے متعلق مواد نکال کر "السیرۃ النبویۃ فی فتح الباری" مرتب کی گئی ہے۔ اسی طرح اکرم ضیاء العمری کی کتاب "السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ" اور ڈاکٹر سلیمان بن حمد کی کتاب "السیرۃ النبویۃ فی الصحیحین و عند ابن اسحق"، اسی منہج پر مرتب کی گئی ہے۔

کتب اسماء الرجال:

روایات صحابیاتؓ کے حوالے سے سیرتِ رسول ﷺ کے لیے کتب اسماء الرجال کا عظیم الشان سرمایہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قدیم محدثین اور مصنفین نے بے حد محنت کے بعد ان کو مرتب کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حالاتِ زندگی، صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ نے روایت کیے۔ ان سے سن کر تابعین احاطۂ تحریر میں لائے۔ ان کے بعد تبع تابعین نے سن کر محفوظ کیا۔ اس لیے ضروری یہ تھا کہ سلسلہ روایت میں آنے والے اشخاص کی تحقیق کی جائے۔ ان کا سلسلہ نسب، مشاغل، چال چلن، حافظہ، سمجھ بوجھ، ثقاہت وعلم کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جائیں۔

شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> "سینکڑوں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے، ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ جو لوگ اس زمانے میں موجود نہ تھے۔ ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کیے۔ ان تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال (بیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا۔ جس کی بدولت آج کم از کم لاکھوں اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر کے حسنِ ظن کا اعتبار کیا جائے۔ تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔" (۱)

جن کتب میں یہ حالات جمع کیے گئے ہیں انہیں کتب "اسماء الرجال" کا نام دیا گیا ان کتب میں صحابہ کرام و صحابیاتؓ کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اسماء الرجال، طبقات، تاریخ اور کتب الجرح والتعدیل کی چند مستند کتابیں جو روایت صحابیات کا بھی اہم ترین ماخذ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ الطبقات الکبریٰ: (محمد بن سعد منیع الزھری (م ۲۳۰ھ)

یہ کتاب ۸ جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد سیرت نبوی ﷺ پر مشتمل ہے۔ آٹھویں جلد میں

۱۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ (مقدمہ) ۱/۳۷، ۳۸

صحابیاتؓ کے تذکرے میں سیرت رسول ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ جو سیرت کے لیے اہم ترین مواد ہے۔

۲۔ **معرفۃ الصحابہ:** (حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م ۴۳۰ھ)

اسکی جلد نمبر ۵ میں صحابیاتؓ کی روایات موجود ہیں۔

۳۔ **کتاب الثقات:** (ابی حاتم محمد بن حبان احمد البستی (م ۳۵۴ھ)

اسکی جلد نمبر ا میں روایات صحابیاتؓ ہیں۔

۴۔ **المستدرک علی الصحیحین:** (حاکم نیشاپوری (م ۴۳۰ھ))

جلد نمبر ۴

۵۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:** (ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ (م ۴۶۳ھ)

جلد نمبر ۴

۶۔ **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:** (ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن محمد الشیبانی (م ۶۳۰ھ)

جلد نمبر ۵

۷۔ **تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:** (المزی، ابو الحجاج جمال الدین یوسف (م ۷۴۲ھ)

جلد نمبر ۲۲

۸۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۹۔ **تذکرۃ الحفاظ:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (م ۷۴۸ھ)

۱۰۔ **سیر اعلام النبلاء:** (الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان)

جلد نمبر ۲

۱۱۔ **الاصابۃ فی تمییز الصحابہ:** (ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

جلد نمبر ۸

۱۲۔ **تہذیب التہذیب:** (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر ۱۲

۱۳۔ تقریب التہذیب: (ابن حجر عسقلانی)

جلد نمبر۲

یہ تمام کتب سیرتِ رسول سے متعلق روایات صحابیاتؓ کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کتب میں صحابیاتؓ کے تذکرے کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے حالات و واقعات بھی موجود ہیں جو سیرت کا اہم ترین ماخذ ہیں۔

کتب سیر و مغازی

کتب سیر و مغازی روایات صحابیات کا اہم ترین ماخذ ہیں۔ تدوینِ سیرت کا آغاز تو نبی کریم ﷺ کی ولادت سے بہت پہلے "علم الانساب" کی صورت میں شروع ہو چکا تھا۔ آپؐ کے اجداد، خاندان، آپ کی امہات اور دادیوں، نانیوں کے متعلق معلومات جمع کرنے کا عمل آپؐ سے پہلے ہی جاری وساری تھا اور صحابہ کرامؓ کی وفات تک جاری وساری رہا۔

طبقۂ صحابہ میں عبداللہ بن عباس سیر و مغازی کے مشہور عالم و معلم تھے۔ ان کا بیان ہے۔

كنت الزم الاكابر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من المهاجرين والانصار فاسالهم عن مغازى رسول الله صله عليه وسلم وما نزل من القرآن فى ذلک (۱)

میں مہاجرین اور انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہؓ کی خدمت میں حاضر باش رہا کرتا تھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی کے بارے میں اور ان کے بارے میں قرآن میں جو کچھ نازل ہوا ہے پوچھا کرتا تھا۔

کتب سیَر کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس کا آغاز کتبِ مغازی سے ہوا۔ مدینہ منورہ میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان، محمد ابنِ شہاب زہری نے اپنی صوابدید اور احوال وظروف کے پیش نظر اپنی کتاب "کتاب المغازی" لکھی۔ لیکن یہ کتابیں اپنی ابتدائی شکل میں باقی نہ رہ سکیں، البتہ انکی روایتیں حدیث اور سیر و مغازی کی کتابوں میں آ گئی ہیں۔

محمد بن شہاب زہری کی "کتاب المغازی" کا اکثر و بیشتر حصہ ان کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحٰق اور معمر بن راشد نے لے لیا۔

سیر و مغازی میں محمد بن اسحٰق (م ۱۵۱ھ) کی جامعیت اور شہرت کا یہ حال تھا کہ ان کے شیخ ابن شہاب زہری سے ان کے مغازی کے باری میں سوال کیا گیا۔ تو استاد نے یہ شہادت دی۔

هذا اعلم الناس بها (۲)

یعنی یہ مغازی کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۳۷۱

۲۔ المزی، یوسف بن عبدالرحمن، تہذیب الکمال ۲۴/ ۴۱۳

عبدالملک بن ہشام (م۲۱۸ھ) نے محمد بن اسحٰق کے شاگرد زیاد بن عبداللہ بکائی کوفی کی ابنِ اسحٰق سے روایت کردہ کتاب المغازی کو اصل قرار دے کر اس میں اضافہ کیا اور اسکی تنقیح کی۔

ذھبی لکھتے ہیں:

ابو محمد عبدالملک بن هشام البصری النحوی صاحب المغازی الذی هذب السیرة ونقلها عن البکائی صاحب ابن اسحق (۱)

ابومحمد عبدالملک بن ہشام البصری، النحوی صاحب المغازی ہیں۔ جنہوں نے کتاب السیرۃ کو بہترین انداز میں مرتب کیا اور اس کو ابنِ اسحٰق کے شاگرد بکائی سے نقل کیا۔

ابن خلکان ابنِ ہشام کے بارے میں رقمطراز ہیں:

هذا ابن هشام هو الذی جمع سیرة رسول الله صلی الله علیه وسلم من المغازی والسیر لابن اسحق وهذبها والخصها وشرحها السهیلی، وهی الموجودة بایدی الناس المعروفة بسیرة ابنِ هشام (۲)

یہی ابن ہشام ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مغازی و سیر ابن اسحٰق کو جمع کر کے اسکو کانٹ چھانٹ کر اسکی تلخیص کی جس کی شرح سہیلی نے کی ہے اور یہی کتاب سیرت ابن ہشام کے نام سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔

گویا تدوین و ترتیب کا مرحلہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مکمل ہو چکا تھا اور یہ علم ایک فن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ آپؐ کے خاندان، جغرافیہ اور قبیلے کے بارے میں دستیاب معلومات کو موضوع وار مرتب کرنا شروع کر دیا گیا تھا تا کہ آپؐ کی سیرتِ پاک مکمل طور پر ہمارے سامنے آ جائے۔ تصنیف و تالیف کے تیسرے دور میں جمع شدہ مجموعوں سے مفصل و مکمل کتب تیار کی گئیں یہ دور اسلامی علوم وفنون کے شباب کا دور ہے۔ اسی دور کا سرمایہ بعد کے علماء و مصنفین کا سرمایہ علم وفن ٹھہرا۔

روایت صحابیاتؓ کے لیے کتب سیرت بھی ایک اہم ماخذ ہیں۔ جن کتب سے ہم صحابیات کی روایات لے سکتے ہیں ان میں۔

ا۔ السیرۃ النبویۃ:

از **"محمد بن اسحٰق"** (م۱۵۱ھ) یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲۔ السیرۃ النبویۃ:

از **"عبدالملک بن ہشام"** (م۲۱۸ھ) یہ چار جلدوں میں ہے اور روایتِ صحابیاتؓ کا اہم ترین ماخذ بھی ہے۔

ا۔ الذهبی، محمد بن عثمان، کتاب العبر، ۱/۲۹۵

۲۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ۱/۳۱۵

۳۔ **الروض الانف:**

از "امام سہیلی" (م ۵۸۱ھ)

۴: **صفة الصفوة:**

"ابن الجوزی" (م ۵۹۷ھ)

۵۔ **عیون الاثر:**

"ابن سید الناس" (م ۷۳۲ھ)

۶۔ **زاد المعاد:**

"ابن قیم الجوزیہ" (م ۷۵۱ھ) ۵ جلدیں

۷۔ **السیرة النبویہ:**

"ابن کثیر" (م ۷۷۴ھ) ۴ جلدیں

۸۔ **المواهب اللدینہ بالمنح المحمدیہ:**

"القسطلانی" (م ۹۲۳ھ)

۹۔ **السیرة الحلبیة:**

"علی بن برهان الدین، حلبی" (م ۱۰۴۴ھ)

بعض اہل علم نے حدیث یا اسماء الرجال کی کتب میں سے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے واقعات کو نکال کر علیحدہ سے قلمبند کر دیا ہے جیسے ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ سے عبدالسلام بن محمد بن عمر علوش نے "سنن النبی ﷺ وایامہ" کو مرتب کیا ہے شروع میں سیرت میں اصول حدیث کے کڑے اصولوں کی روشنی میں کام نہیں ہوا۔ مگر موجودہ دور میں بعض اہل علم نے "فقہ السیرة" کے نام سے اصول سیرت کو مرتب کرنے اور وقائع سیرت کا جائزہ لینے کی کامیاب کوشش کی ہیں ایسی کتابیں بھی روایت صحابیات کے سلسلے میں مدد دے سکتی ہیں۔ جیسے

۱۔ السیرة النبویة الصحیحة	د۔ اکرم ضیاء العمری
۲۔ الرحیق المختوم	صفی الرحمٰن مبارکپوری
۳۔ السیرة النبویة	د۔ مہدی رزق اللہ

۴۔ السیرۃ النبویۃ فی الصحیحین وعند ابن اسحٰق — الدکتور سلیمان بن حمد العردہ

۵۔ جوامع السیرۃ — ابن حزم

۶۔ مختصر سیرۃ النبی ﷺ — محمد بن عبدالوہاب

کتب شمائل:

رسول اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف ہر دور میں ہوتی رہی ہے۔ ان گنت انسانوں نے دربارِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے گلدستے پیش کئے۔ مقدس زندگی کے ہر پہلو سے نقاب اٹھایا اور اس طرح شمائل کا ہر رخ صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔ شمائل نبوی کے بکھرے موتیوں کو نئے نئے انداز میں جمع کیا جاتا رہا اور اہل علم و دانش مختلف ومنفرد انداز میں یہ موتی پروتے رہے۔

کتب شمائل نبی ﷺ مہربان ﷺ کے بشری احوال کی تفصیلات کا ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔ ان کتب میں رسول اللہ ﷺ کے احوال، افعال، وضع قطع، شکل و شباہت، رفتار و گفتار، مذاق طبیعت، اندازِ گفتگو، طرزِ زندگی، طریق معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے، کی ہر ہر ادا محفوظ کی گئی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

> وهو موضوع اهم به علماء الاسلام منذ القدم، فقد كان أحد اغراض كتب الحديث التى تهتم فى المقام الاول باحوال الرسول العملية فى عبادته وخلقه وهديه و معاملة باعتبار الأسوة الحسنة، باعتبار صفاته واحواله جانبا من جوانب سنة الشريفة وفى هنا نجد كتب الصحاح والسنن والمسانيد تحوى شمائل الرسول منشورة بين ابواب العبادات والمعاملات واخلاق والآداب والزهد والرقاق ثم افرد المحدثون والعلماء موضوع الشمائل بكتب مستقلة (۱)

ابتدائی کتب احادیث مثلاً صحاح ستہ، السنن اور مسانید میں شمائل نبوی ﷺ کا علیحدہ سے باب موجود ہے مگر بعض کتب میں شمائل ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کتب میں آپ ؐ کے حلیہ مبارک (قد و قامت، رنگ، بال، بدن، سر، ناک، ہاتھ، پاؤں، چہرہ مبارک، دھانہ، چشم، ابرو، چال، مانگ داڑھی، دانت، رخسار، گردن وغیرہ) کی واضح تفصیلات ملتی ہیں۔ آپ ؐ کے خورد ونوش (مرغوب سالن، پھلوں، سبزیوں، جانوروں اور پرندوں کا گوشت، پسندیدہ مشروبات) آپ ؐ کے سونے، جاگنے کے معمولات، عادات و خصائل اور عبادت وغیرہ کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ کتب شمائل کی ابتداء امام عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے کی جب انہوں نے اپنی کتاب "الشمائل النبوية والخصائل المصطفوية" لکھی۔

۱۔ ابن كثير، اسماعيل، شمائل الرسول و دلائل النبوة و فضائله و خصائله، ص ب

ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

قد صنف الناس فی هذا قديما و حديثا، كتب مفرده و غير مفردة ومن احسن من جمع فی ذلک ما جاء وافاد ابو عيسیٰ محمد بن عيسیٰ بن سورة الترمذی رحمه الله، افردنی هذا المعنی کتابه المشهور بالشمائل (۱)

شمائل نبوی ﷺ پر ایک اور اہم کتاب ''کتاب الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ'' ہے۔ جو قاضی عیاض الاندلسی (م ۵۴۴ھ) کی تالیف ہے۔ جسکی شرح شہاب الدین خفاجی نے ''نسیم الریاض'' کے نام سے لکھی۔ الخرکوشی نیشاپوری کی ''شرف المصطفیٰ'' ابن العاقولی (م۷۹۷ھ) کی کتاب ''الرصف مماروی عن النبی ﷺ من الفعل والوصف۔ ابن کثیر الدمشقی (م ۷۷۴ھ) کی کتاب ''شمائل الرسول و دلائل النبوۃ وفضائلہ وخصائصہ'' وغیرہ اس موضوع پر اہم کتب ہیں اور روایت صحابیاتؓ کا ایک اہم ماخذ بھی ہیں۔

کتب دلائل:

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اہم منبع کتب دلائل النبوۃ ہیں۔ ان کتب میں رسول پاک ﷺ کے معجزات کو سیرت نگاری کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کتب میں

۱۔ دلائل النبوۃ: حمیدی عبداللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ)
۲۔ دلائل النبوۃ: ابی اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی (م ۲۸۵ھ)
۳۔ دلائل النبوۃ: ابی زرعۃ الرازی (م ۲۶۴ھ)
۴۔ دلائل النبوۃ: ابی بکر الفریابی (م ۳۰۱ھ)
۵۔ دلائل النبوۃ: ابی القاسم الطبرانی، (م ۳۶۰ھ)
۶۔ دلائل النبوۃ: الخرکوشی نیشاپوری عبدالملک بن محمد بن ابراہیم (م ۴۰۷ھ)
۷۔ دلائل النبوۃ: ابونعیم الاصبہانی
۸۔ دلائل النبوۃ: البیہقی (م ۴۵۸ھ)
۹۔ دلائل النبوۃ: ابوالقاسم اسمٰعیل اصبہانی (م ۵۳۵ھ)
۱۰۔ اعلام النبوۃ: الماوردی، امام ابی الحسن علی بن محمد، (م ۴۵۰ھ)
۱۱۔ وفاء الوفا: السمہودی (م ۹۱۱ھ)
۱۲۔ الخصائص الکبریٰ: جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ)

زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ ابن کثیر، اسماعیل، شمائل الرسول و دلائل نبوۃ و فضائلہ و خصائلہ، ص ب

الخصائص الکبریٰ میں آنحضورﷺ کے ایک ہزار سے زائد معجزات جمع کیے گئے ہیں۔ امام سیوطی نے اس سلسلے میں دستیاب احادیث کو بلاتبصرہ راویوں کے حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ان کتب دلائل میں صحابیاتؓ سے ملاقات کے دوران جو معجزات ان کے سامنے پیش آئے اور انہوں نے اسکو بیان کیا وہ موجود ہیں۔ جیسے ام معبدؓ کے خیمے میں بوڑھی بکری کو دوھنے سے دودھ کے برتنوں کا بھر جانا یا نبوت سے پہلے آپؐ کے سامنے ہر پتھرہ کا سجدہ کرنا وغیرہ۔

کتب تفاسیر

روایت صحابیاتؓ کا ایک اور اہم سرچشمہ کتب تفاسیر ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمدﷺ کے حالات جاننے کا سب سے مستند ذریعہ قرآن پاک ہے۔ چنانچہ وہ مقامات سیرتِ رسولﷺ کی نسبت زیادہ اہمیت کے حامل ہو جاتے ہیں جہاں باری تعالیٰ نے رسول اللہﷺ کو مخاطب کیا ہے یا آپ کی حیاتِ پاک کے مختلف واقعات کی طرف اجمالی اشارے کیے گئے ہیں۔ ان کتب تفاسیر سے رسول اللہﷺ کی حیات طیبہ پر روشنی پڑتی ہے۔ تفسیر قرآن کا سلسلہ تو نبی اکرمﷺ کی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ رسول اللہﷺ کے ہم نشین تھے۔ آپؐ سے براہ راست استفادہ کرنے والے، وحی اور تنزیل کے شاہد، اسبابِ نزول کے عارف اور فصاحت و بیان کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔

مفسرین صحابہؓ اگرچہ زیادہ نہیں لیکن ان کی بیان کردہ تفسیری روایات اس وجہ سے بہت اہم ہیں کہ انہوں نے جو کچھ رسول اکرمﷺ سے سنا وہ اسے احاطہ تحریر میں لے آئے۔ مفسرین صحابہ کے علاوہ بعد میں آنے والے مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر میں جہاں تفصیل وضرورت محسوس کی روایت صحابیاتؓ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ سیرتِ رسولﷺ جاننے میں کتب تفاسیر بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

کتب تاریخ

روایتِ صحابیاتؓ کا ایک اور ماخذ اسلامی کتب تاریخ ہیں۔ یہ کتب تاریخ سیرت رسولﷺ جاننے کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان کتابوں میں اسلامی دنیا کے حکمرانوں، اہم شخصیتوں اور مسلمان ممالک کے احوال کے بیان کے ساتھ ساتھ بانی اسلام حضرت محمدﷺ کی حیاتِ طیبہ کا تذکرہ کہیں مختصراً اور کہیں تفصیلاً موجود ہے۔ ان قدیم اِسلامی کتب تاریخ میں اکثر روایات تو وہی ہیں۔ جو کتب احادیث، مغازی وسیَر کی مشہور کتب میں محفوظ ہیں۔ لیکن ابتدائی دور کی تاریخی کتب میں بعض روایات ایسی ہیں جو صرف انہیں کتب میں موجود ہیں۔

ان کتب میں

۱۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰ھ)

۲۔ تاریخ ابوزرعہ الدمشقی (م۲۸۱ھ)

۳۔ کتب البدء والتاریخ، ابی زید احمد بن سھل البلخی، (م۳۲۲ھ)

۴۔ تاریخ الرسل والملوک، از ابن جریر طبری (م۳۱۰ھ)

۵۔ مروج الذھب، از المسعودی (م۳۴۵ھ)

۶۔ المنتظم فی تواریخ الامم والملوک، از ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)

۷۔ الکامل فی التاریخ، از ابن الاثیر الجزری، (م۶۳۰ھ)

۸۔ البدایہ والنہایہ، از عماد الدین ابن کثیر (م۷۷۴ھ)

وغیرہ اہم ہیں۔

باب دوم

راویات سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال وخدمات

فہرست صحابیات (راویاتِ سیرت النبی ﷺ)

۱. ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
۲. ام المومنین حضرت ام سلمہؓ
۳. حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن
۴. ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث
۵. ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ
۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ
۷. حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس
۸. حضرت اسماءؓ بنتِ ابی بکر
۹. حضرت ام ھانیؓ بنت ابی طالِب
۱۰. حضرت ام عطیہؓ انصاریہ
۱۱. حضرت فاطمہؓ بنت قیس
۱۲. حضرت ام الفضلؓ بنت الحارث
۱۳. حضرت ام قیسؓ بنتِ محصن
۱۴. حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ بن عفراء
۱۵. حضرت فاطمۃ الزہراؓ
۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم
۱۷. حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان
۱۸. حضرت الشفاءؓ بنت عبداللہ العدویہ
۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہؓ
۲۰. ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش
۲۱. سیدہ ضباعۃؓ بنت زبیر
۲۲. حضرت بسرہؓ بنت صفوان
۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حی

۲۴. حضرت ام کلثومؓ بنتِ عقبہ

۲۵. حضرت ام کرزؓ الخزاعیہ ثم الکعبیہ

۲۶. سیدہ ام ھشامؓ بنتِ حارثہ بن النعمان

۲۷. حضرت خدیجۃؓ بنتِ خویلد

۲۸. حضرت شفاؓ بنتِ عوف

۲۹. حضرت زینبؓ بنتِ ابی سلمۃ

۳۰. حضرت ام خالدؓ بنتِ خالد

۳۱. حضرت ام ایوبؓ

۳۲. حضرت ام معبدؓ خزاعیہ

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس

۳۴. حضرت کبشۃؓ انصاریہ

۳۵. حضرت ام ایمنؓ

۳۶. حضرت حلیمہ سعدیۃؓ

۳۷. حضرت عزیزۃؓ بنتِ ابی تجراۃ

۳۸. حضرت ام الحصینؓ الاسلمیۃ

۳۹. حضرت عمرۃؓ بنت عبدالرحمن

۴۰. حضرت برۃؓ بنت ابی تجرأۃ العبدریۃ

۴۱. حضرت حبیبۃؓ بنت ابی تجراۃ

۴۲. حضرت سراءؓ بنتِ نبھان

۴۳. حضرت الشموسؓ بنتِ نعمان

۴۴. حضرت ام الضحاکؓ بنتِ مسعود

۴۵. حضرت ام سلیمانؓ بنت عمرو بن الاحوص

۴۶. حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع

۴۷. حضرت ام زیادؓ الاشجعیہ

۴۸. حضرت عائشۃؓ بنتِ طلحہ

۴۹. حضرت صفیہؓ بنت شیبہ

۵۰. حضرت فاطمہؓ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب

۵۱. حضرت معاذہؓ بنت عبداللہ العدویة

۵۲. حضرت سمعیةؓ البصریة

۵۳. حضرت بنانةؓ بنت یزید العبشیمة

۵۴. حضرت سلمیٰؓ ام رافعؓ

۵۵. حضرت ام عامرؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلة

۵۶. حضرت ام مالک الانصاریةؓ

۵۷. حضرت ام سعدؓ بنتِ سعد الربیع

۵۸. حضرت عمیرہؓ بنت عبید اللہ بن کعب بن مالک

۵۹. حضرت نفیسہؓ بنت منیہ

۶۰. حضرت جہدمةؓ

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنتِ عبداللہ

۶۲. حضرت ام سالمؓ الراسبیة

راویات سیرت النبی ﷺ صحابیاتؓ کے احوال و خدمات

سیرت نگاری کی ابتداء قرآن کریم کی کتابت کے ساتھ ہو گئی تھی۔ کتابت قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن آپ ﷺ کے اقوال، افعال، تقاریر اور حیاتِ طیبہ کے لحہ لحہ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر رہے تھے ان اقوال و افعال کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے آبدار موتی کتب احادیث و سیرت میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں اور کتب احادیث و سیر کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان اقوال، افعال اور سیرتِ طیبہ کے آبدار موتیوں کی لڑی صحابیاتؓ کی روایات کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی زندگی کے بے شمار گوشے ایسے ہیں جن سے صرف امہات المومنین ؓ، بنات النبی ﷺ، عمات النبی ﷺ اور دیگر صحابیاتؓ واقف تھیں۔ نیز متعدد سنتیں، احکامِ شرعی اور لطائف زندگی صرف وہ ہی جانتی تھیں۔ ان صحابیاتؓ کی مرویات کو اگر کتب احادیث و سیر سے نکال دیا جائے تو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بہت سے گوشے نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے اور کامل سیرتِ طیبہ ہمارے سامنے نہیں آ سکے گی۔

صحابیاتؓ نے آپ ﷺ کے شمائل خصائل اور فضائل کو بیان کیا۔ ان میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات خصوصاً حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ، حضرت میمونہؓ وغیرہ ہیں۔ جنھوں نے کمال دیانت اور انتہائی ذمہ داری سے نبی اطہر ﷺ کی مثالی عائلی و خانگی زندگی کے پوشیدہ گوشوں سے تمام عالم کو روشناس کروا کے امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا۔

ان صحابیاتؓ کو محدثین کرام نے روایتِ حدیث کے لحاظ سے طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے کچھ صحابیاتؓ کثیر الروایۃ ہیں اور کچھ قلیل الروایہ۔

۱. مکثرات صحابیاتؓ:

وہ صحابیاتؓ جن کی مرویات ایک ہزار یا اس سے زیادہ ہیں۔ انکا شمار "کثیر الروایۃ" میں کیا جائے گا۔ جیسے حضرت عائشہؓ، انکی مرویات "۲۲۱۰" ہیں۔

۲۔ بعض صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں ان میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ شامل ہیں۔

۳۔ محدث صحابیاتؓ میں سے بعض صحابیاتؓ ایسی ہیں جن کی مرویات کی تعداد "۵۰" سے زائد مگر ایک سو سے کم ہیں۔ جیسے اسماء بنتِ یزید بن السکنؓ، ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث، ام المومنین ام حبیبہؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ وغیرہ۔

۴۔ بعض صحابیاتؓ کی روایات "۱۲" سے زائد اور "۵۰" سے کم ہیں ان صحابیات کی تعداد "۵۵" ہے ان میں ام ہانی بنتِ ابی طالبؓ، ام عطیہ الانصاریہؓ، حضرت فاطمہ بنتِ قیسؓ، حضرت ام الفضلؓ، حضرت ام قیس بنت محصنؓ، حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ، حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ، حضرت ام سلیم بنتِ ملحانؓ، حضرت شفاء بنتِ عبداللہ العدویہؓ، حضرت سبیعہ الاسلمیہؓ

وغیرہ شامل ہیں۔

۵. قلیل الروایۃ صحابیاتؓ:

اس میں وہ صحابیاتؓ ہیں جن سے "۱۲" سے کم روایات مروی ہیں۔ان میں ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحشؓ، سیدہ ضباعۃ بنت الزبیرؓ،ام المومنین حضرت صفیہؓ،ام کلثوم بنت عقبہؓ،ام کرز الخزاعیہؓ،ام معقل الانصاریہؓ،حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ، ام المومنین حضرت جویریۃ بنت الحارثؓ،حضرت ام العلاء انصاریہؓ،حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ،حضرت اُم خالد بنت خالدؓ حضرت صفیہ بنت شیبہؓ،حضرت خدیجہ الکبریٰؓ،وغیرہ شامل ہیں۔

کل رواۃ صحابہ کی تعداد ایک ہزار سات (۱۰۰۷) ہے جن میں "۱۲۵" صحابیاتؓ مکرمات ہیں۔عہدِ رسالت کی خواتین کا روایتِ حدیث اور نشرِ حدیث میں کردار کا تناسب 1/8 (یعنی ہر آٹھ(۸) صحابہؓ میں سے ایک راوی صحابیہ ہیں) جبکہ شرح فیصد 12.41% ہے۔

اگر کتبِ احادیث میں مرویاتِ صحابیاتؓ کا جائزہ لیا جائے۔تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان مرویات کے بغیر سنت وسیرت کا ادراک ناممکن ہے۔

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۔	الجامع الصحیح للبخاری	۷۵۶۳	۱۳۵۶	۱۸فیصد
۲۔	الجامع الصحیح للمسلم	۷۵۶۳	۹۱۳	۱۲.۷فیصد
۳۔	السنن للنسائی	۵۷۶۱	۸۹۰	۱۵.۴۸فیصد
۴۔	السنن لابوداؤد	۲۵۷۴	۵۸۰	۱۰.۹۹فیصد
۵۔	السنن للترمذی	۳۹۵۶	۳۷۲	۹.۸۰فیصد
۶۔	السنن لابن ماجہ	۴۳۴۱	۵۵۴	۱۲.۷۴فیصد
۷۔	الموطا	۱۶۲۳	۲۳۳	۱۴.۳۵فیصد
۸۔	السنن للدارمی	۳۵۰۴	۳۰۷	۸.۷۶فیصد
۹۔	المسند امام احمد بن حنبل	۲۷۷۱۶	۴۳۳۴	۱۵.۶۳فیصد
۱۰۔	مسند اسحق بن راھویہ	۹۸۰	۲۲۸	۲۳.۲۶فیصد
۱۱۔	مسند حمیدی	۱۳۰۰	۲۱۰	۱۶.۱۵فیصد
۱۲۔	مسند ابی یعلی	۷۵۵۵	۸۸۳	۱۱.۸۰فیصد

	کتاب کا نام	کل روایات	صحابیات کی مرویات	شرح فیصد
۱۳-	المستدرك على الصحيحين	۸۸۰۳	۷۷۷	۸.۸۲ فیصد
۱۴-	سبل الهدى والرشاد	۱۱۷۸۱	۱۳۹۲	۱۱.۸۱ فیصد

ان کتب میں موجود صحابیاتؓ کے بیان سے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں بے شمار معلومات ملتی ہیں ان صحابیاتؓ نے آپ ﷺ کے قول، فعل، تقریر غرض یہ کہ ہر گوشۂ زندگی کو اجاگر کیا مگر طوالت کی وجہ سے صرف انہیں "۶۲" صحابیاتؓ مکرمات کے احوال و خدمات کا بیان ہے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ خصوصاً (افعال) کو بیان کیا ہے۔

۱. اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ:

آپؓ کا نام "عائشہ"، لقب "صدیقہ"، خطاب "ام المومنین" اور کنیت "ام عبداللہ" تھی۔ نسب: "عائشہ بنت عبداللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم"...... اور والدہ "ام رومان بنتِ عامر بن عویمر بن عبد شمس تھیں"۔ (۱) ہجرتِ مدینہ سے دو سال قبل ماہ شوال میں انکا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا اور رخصتی ہجرتِ مدینہ کے بعد شوال ۱ھ میں ہوئی۔ حضور ﷺ آپؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ان کی دلجوئی فرماتے۔ ایک ہی برتن میں کھانا تناول فرماتے، دوڑ میں ان کے ساتھ مقابلہ کرتے۔

واقعہ افک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انکی برأت میں آیات نازل کیں جو قیامت تک انکی پاکدامنی کی گواہی دیں گی۔ آپؓ ہی کی وجہ سے آیاتِ تیمم نازل ہوئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مبارک قرار دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انکو دوسری عورتوں پر ایسی فضیلت دی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر (۲) حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کے حجرے میں آپؓ ہی کی گود میں انتقال فرمایا اور آپؓ کے حجرہ میں ہی مدفون ہوئے۔ (۳)

آپؓ کے دل میں خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ فصاحت و بلاغت اور خطابت و ذہانت میں بھی آپؓ دوسری تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ علم القرآن، علم الفرائض، حلال و حرام کے علم میں فقہ، طب، شعر، حدیث اور انساب کے علم میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا۔ (۴)

کثیر الرّوایۃ تھیں۔ آپؓ سے "۲۲۱۰" احادیث مروی ہیں۔ کیونکہ آپؓ نے آنحضور ﷺ کو جلوت و خلوت میں دیکھا اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور قول کو اپنی فطری ذہانت اور قوتِ حافظہ سے کوزۂ ذہن میں محفوظ رکھا تھا۔ اس وجہ سے

۱- مصعب زبیری، نسب قریش، ۲۷۶/۸، التبیین، ص ۷۳-۷۵، محمد بن حبیب، کتاب المحبر، ص - ۸۰، ۸۱: الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۲۷۱-۲۸۴

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشہ (حدیث: ۳۷۷۵) ص - ۱۰۷۳

۳- الجامع الصحیح للبخاری- کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، (حدیث: ۴۴۴۰) ص، ۷۵۵

۴- المستدرك على الصحیحین، ۱۱/۴: الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ۱۸۴/۲۳، ابن العماد الحنبلی، شذرات الذهب، ۱۱۲/۱

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزھرہؓ، سعد بن ابی وقاص، اسید بن حضیرؓ وغیرہ سے روایت کیا اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن خالد، سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (۱)

۱۷ رمضان ۵۸ھ میں امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ (۲)

۲۔ وہ صحابیاتؓ جنکی مرویات ایک سو سے زیادہ مگر ۵۰۰ سے کم ہیں

۲. ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

نام ''ہند''، کنیت ''ام سلمہ'' ہے۔ نسب: ''ہند بنت ابی امیۃ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر''۔ جبکہ والدہ ''عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک'' تھیں۔ قریش کے مشہور خاندان ''بنومخزوم'' سے تعلق رکھتی تھیں (۳) پہلا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا جو ''ابوسلمہ'' کے نام سے مشہور تھے اور دونوں السابقون الاوّلون میں سے تھے۔ اسلام لانے کے بعد دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی۔ پھر مدینہ ہجرت کی۔ یہ پہلی خاتون تھیں جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ یہاں کچھ عرصہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ گزارا۔ غزوۂ احد میں ابوسلمہؓ کو زخم لگا اور زہر پھیلتا چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے پیغام نکاح دیا اور شوال ۴ھ میں آپ ﷺ سے نکاح ہوا۔ (۴) اس کے بعد صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر اور حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ حضور ﷺ کے آرام و آسائش کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ نہایت فضائل و کمالات کی مالک تھیں۔ قرآن کریم نہایت اچھا پڑھتی تھیں۔ ان سے **''۳۸۷''** احادیث مروی ہیں۔ ان سے مروی احادیث سے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے کئی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

ام المومنین ام سلمہؓ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔ علمی ثقاہت و فقاہت کے علاوہ زہد و تقویٰ اور اخلاق و مروت کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھیں۔ ہر وقت اجر و ثواب کی متلاشی رہتی تھیں۔

انکا انتقال ۵۹ھ میں یزید بن معاویہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔ (۵)

۱- تہذیب ۱۲/۳۸۲-۳۸۴، نساء "اھل البیت فی ضوء القرآن و الحدیث ص، ۱۰۳

۲- سیر اعلام النبلاء: ۲/۱۳۵-۲۰۱: حلیۃ الاولیاء، ۲/۵۴-۶۱، الاصابۃ-۸/۲۳۱-۲۳۵: مجمع الزوائد، ۹/۲۴۳

۳- ابن حزم الاندلسی، محمد علی بن احمد، جمھرۃ انساب العرب، ص ۱۴۶: التبیین، ص ۷۶،۷۷

۴- الطبقات الکبریٰ ۸/۲۸۷-۲۹۲: المستدرک، ۴/۱۷

۵- کتاب المجر ص ۸۳، تاریخ الصحابۃ، ص ۲۵۹: مجمع الزوائد، ۴/۱۷: ابن عبدربہ، العقد الفرید، ۴/۸۲، الیافعی الیمنی، عبداللہ بن اسد، مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، ۱/۱۳

۳۔ وہ صحابیاتؓ جنکی روایات پچاس سے زائد اور ایک سو سے کم ہیں

۳. حضرت اسماء بنت یزید بن السکن:

ان کا تعلق بنی عبدالاشہل سے تھا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، نسب: ''اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل'' ....(۱)

یہ ''خطیبۃ النساء'' کے نام سے مشہور ومعروف تھیں۔ ان کی گفتگو بڑی جچی تلی اور کلام میں جادو سا اثر تھا۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاری خواتین میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والی پہلی خواتین میں شامل تھیں۔ غزوۂ خندق میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جس میں باری تعالیٰ نے بے شمار برکت ڈال دی۔ صلح حدیبیہ میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جنگ یرموک میں اپنی لاٹھی سے نو رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا(۲) علم وفضل کے اعتبار سے بڑے ممتاز مقام پر فائز تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے بعد روایتِ حدیث میں ان کا نام آتا ہے۔ ان سے ''۸۱'' احادیث مروی ہیں۔ یزید بن معاویہ کے عہد میں لمبی عمر پاکر وفات پائی۔ دمشق میں ان کو دفن کیا گیا۔(۳)

۴. ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارثؓ

اصل نام ''برہ'' تھا حضور ﷺ نے ان کا نام ''میمونہ'' رکھا۔ نسب: ''میمونہ بنت حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر.....'' اور والدہ کی طرف سے ''ہند بنتِ عوف بن زہیر بن الحارث بن حماط بن حمیر.....'' ہے۔(۴)

پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ علیحدگی کے بعد ''ابورھم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود'' سے دوسرا نکاح ہوا''۔ شوال ۷ھ میں سرکار دو عالم کے حبالہ عقد میں آئیں۔(۵)

نبی کریم ﷺ کے احکام کی تعمیل ہر وقت ان کے پیشِ نظر رہتی تھی۔ یہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ غلام آزاد کرنے کا انہیں بے حد شوق تھا۔

ان سے ''۷۶'' احادیث مروی ہیں ان سے روایت کرنے والوں میں ابراہیم بن عبداللہ بن معبد، عبداللہ بن سلیط، عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن عباس، عمران بن حذیفہؓ، یزید بن الاصم وغیرہ شامل ہیں۔ ۵۱ھ میں مقامِ سرف پر انتقال ہوا۔(۶)

۱- الطبقات الکبریٰ، ۳۱۹/۸؛ الاستیعاب، ۳۵۰/۴، نساء من عصر النبوۃ، ص ۷۷-۸۴، تاریخ الصحابۃ- ص - ۴۰

۲- اسد الغابۃ، ۱۷/۷، ۱۸؛ الاصابۃ، ۲۱/۸، ۲۲

۳- سیر اعلام النبلاء، ۲۹۶/۲، ۲۹۷؛ مجمع الزوائد، ۲۲۱/۹؛ ابنِ حبان البستی، کتاب الثقات، ۲۶۱/۱

۴- جمہرۃ انساب العرب، ص، ۲۷۴؛ التبیین، ص ۸۴، ۸۵،

۵- الطبقات الکبریٰ، ۳۱۱/۸-۳۱۲، مجمع الزوائد، ۲۰۰/۹-۲۰۱

۶- سیراعلام النبلا، ۲۳۸/۲-۲۴۵؛ مجمع الزوائد ۲۰۰/۹-۲۰۱، المزی، تہذیب الکمال ۴۳۴/۲۲، ۴۳۵؛ تہذیب، ۴۰۲/۲؛ ابن ابی حاتم الرازی، کتاب الجرح والتعدیل، ۱۲۸۸/۴، ۱۲۸۹

۵. ام المومنین ام حبیبہؓ:

نام ''رملہ'' کنیت ''ام حبیبہ''۔ نسب: ''رملہ بنتِ ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف......'' والدہ کا نام ''صفیہ بنتِ ابی العاص'' تھا۔ (۱)

بعثتِ نبوی ﷺ سے ۱۷ سال قبل پیدا ہوئیں۔ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں۔ حبشہ کی طرف اپنے شوہر عبید اللہ بن جحشؓ کے ہمراہ ہجرت کی۔ شوہر کچھ عرصے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے لیکن ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں۔ شوہر کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کے ذریعے پیغام نکاح دے کر شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا تو سیدہ حبیبہؓ نے اس پیغام کو بخوشی قبول کر لیا۔ نجاشی نے خود خطبۂ نکاح پڑھا اور آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔ (۲) آپؓ بے حد خوبصورت اور نیک سیرت تھیں۔ دین سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔

آپؓ سے ''۶۵'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں مشہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابیاتؓ اور تابعین و تابعیات شامل ہیں۔ آپؓ کے تلامذہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینب بنت ابی سلمہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سالم بن شوال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر لوگ شامل ہیں۔ (۳)

ام حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ وفات کے وقت عمر ۷۳ برس تھی۔ (۴)

۶. ام المومنین حضرت حفصہؓ:

نام ''حفصہ''، سلسلہ نسب: ''حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح......'' والدہ کا نام: ''زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب'' تھا۔

بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں، جب قریشِ مکہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ (۵) جوان ہونے پر خنیس بن حذافہ سہمی سے نکاح ہوا۔ جنہوں نے غزوۂ بدر میں کاری زخم کھانے کے بعد جامِ شہادت نوش کیا۔ شعبان ۳ھ میں نبی کریم ﷺ کے حبالہ عقد میں آئیں۔ (۶) ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کو طلاق دی۔

۱- التبیین، ص ۸۰، ۸۲: نسب قریش، ۱۲۲/۴

۲- السنن لابی داؤد، کتاب النکاح، باب: الصداق (حدیث: ۲۱۰۷) ص - ۳۰۴: الطبقات الکبریٰ، ۲۹۲/۸-۲۹۵: شذرات الذھب ۱۲۵/۱

۳- تہذیب الکمال، ۴۳۳/۲۲، ۴۳۵

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲۱۸/۲-۲۲۲: کتاب المجر، ص ۸۸، خلیفہ بن خیاط، تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص - ۷۹

۵- الطبقات الکبریٰ، ۲۸۴/۸-۲۸۷: التبیین، ص ۷۵، ۷۶

۶- سیر اعلام النبلاء، ۲۳۱/۲-۲۲۷: شذرات الذھب، ۱۱۹/۱

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ حضرت حفصہؓ سے رجوع کر لیں۔(۱)

حضرت حفصہؓ نہایت عبادت گزار اور دینی امور کی سختی سے پابندی کرتی تھیں عبادت سے خاص شغف تھا۔ صائم النہار اور قائم اللیل تھیں۔

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ دین میں تفقہ کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ نے رسول اکرم ﷺ اور اپنے والد عمر بن خطاب سے روایت حدیث کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حمزہ کی بیوی صفیہ بنتِ ابی عبید کے علاوہ تابعین میں سے میتب بن رافع، سواء الخزاعی، حارثہ ابن وھب اور ام مبشر انصاریہ وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

۷۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس:

یہ صحابیہؓ "السابقون الاولون" کی مقدس جماعت میں شامل ہیں۔ سلسلۂ نسب: "اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قافہ......" والدہ کا نام: "خولہ بنت عوف بن زھیر" تھا اور قبیلہ "کنانہ" سے ان کا تعلق تھا۔(۳)

ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن طیار بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی وفات کے بعد تیسرا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے ہوا۔ "ذوالھجر تین" ہیں۔ ۶ ء نبوی ﷺ میں انہوں نے حبشہ اور محرم ۷ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی۔(۴) تعبیر الرویا کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت فرما رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ان سے تعبیر پوچھا کرتے تھے۔(۵)

ان سے "۶۰" احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے عظیم محدث صحابہ آپؓ کے رواۃ میں سے ہیں اور آپؓ کے تلامذہ میں عبداللہ بن جعفر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن شداد بن الہاد، ام عون بنت محمد جعفر اور عروہ بن زبیر وغیرہ شامل ہیں۔(۶) ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد وفات پائی۔(۷)

۱- السنن لابوداؤد، کتاب الطلاق، باب المراجعة (حدیث:۲۲۸۳) ص-۳۳۱؛ السنن للنسائی، کتاب الطلاق، باب: الرجعة (حدیث:۳۵۹۰) ص-۵۰۱-۵۰۲

۲- تہذیب، ۳۶۱/۱۲، ۳۶۲؛ الاصابة، ۸۲/۸-۸۵، نساء اهل البیت فی ضؤ القرآن و الحدیث ص،۱۹۸؛

۳- الطبقات الکبریٰ، ۲۸۰/۸، اسد الغابة، ۱۲/۵، ۱۳

۴- الطبقات الکبریٰ، ۲۸۱/۸-۲۸۵، الاستعیاب، ۳۲۷/۴، ۳۲۸

۵- الاصابة، ۱۶/۸، ۱۷

۶- تہذیب، ۳۹۹/۱۲؛ تاریخ الصحابه، ص، ۴۰؛ سیر اعلام النبلاء، ۲۸۲/۲-۲۸۷؛ کتاب الثقات، ۲۶۲/۱

۷- اسد الغابة، ۱۲/۷، ۱۳؛ نساء "من عصر النبوة، ص، ۳۷۳-۳۸۰

۸. حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر:

نام "اسماء"، لقب: "ذات النطاقین" اور نسب: "اسماء بنت عبداللہ (ابوبکر صدیق) بن عثمان ابو قحافہؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ......" جبکہ والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ" ہے جو بنی عامر بن لوئی سے تھیں۔(۱)

آپؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہمشیرہ حضرت زبیر بن العوامؓ کی رفیقہ حیات اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپؓ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر غارِ ثور تک آپ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق کو کھانا پہنچانے جاتیں۔ اسی موقع پر جب انہوں نے کوئی کپڑا نہ ملنے پر ایک کمر بند سے توشہ دان باندھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو "ذات النطاقین" کے لقب سے مشرّف کیا۔(۲)

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے اہل خانہ کو مبارکباد دی اور کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر نومولود کو گھٹی دی۔ اور انکا نام "عبداللہ" تجویز کیا۔(۳)

حضرت اسماءؓ نہایت فیاض، ذی فہم وعقل، راست گو، باہمت اور مضبوط دل کی مالک تھیں۔ زہد و پارسائی میں مشہور تھیں۔ آپ ﷺ سے "۵۸" احادیث مروی ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں آپؓ کی ۸۶ اور ابن کثیر نے ۹۰ روایات جمع کی ہیں۔

آپؓ ایک عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ آپؓ نے نا صرف آپ ﷺ کی احادیث یاد کیں بلکہ انہیں منتقل کرنے کا سامان بھی کیا۔ آپ ﷺ کے رواۃ میں عبداللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، فاطمہ بنت المنذر بن زبیر، صفیہ بنت شیبہؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ کی روایات اہم موضوعات پر مشتمل ہیں اور زندگی کے مختلف اسالیب پر روشنی ڈالتی ہیں۔(۴) سو سال عمر پانے کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں وفات پائی۔(۵)

وہ صحابیاتؓ جن کی روایات ۱۲ سے زائد اور پچاس سے کم ہیں:

۹. حضرت ام ھانیؓ بنت ابی طالب:

انکا نام "فاختہ"، کنیت "ام ہانی" تھی۔ آنحضور ﷺ کے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "فاختہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف......" جبکہ والدہ کا نام "فاطمہ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی......"

۱- سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۸۷-۲۹۲؛ الاستعیاب، ۴/۳۲۵،۳۲۶

۲- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر: باب: حمل الزاد فی الغزو (حدیث: ۲۹۷۹) ص، ۴۹۲؛ ابی البقا محمد بن احمد، تاریخ مکة المشرفة، ص ۲۰۰-۲۲۴

۳- الجامع الصحیح للبخاری، مناقب الانبیاء، باب هجرة النبی واصحابه الی المدینة، (حدیث:۳۹۰۹)

۴- سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۹۲؛ تهذیب، ۱۲/۳۴۸،۳۴۹، تاریخ الصحابة، ص، ۴۰

۵- الاستعیاب، ۴/۳۲۵،۳۲۶؛ الفاسی المکی،تقی الدین محمد بن احمد، العقد الثمین، ۶/۳۶۶،۳۶۷

تھا۔(۱)

آپ حضرت علیؓ اور حضرت جعفر طیارؓ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ انکا نکاح ''ہبیرہ بن عمرو بن عائذ مخزومی'' سے ہوا۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ فصاحت و بلاغت ان کو اپنے والد سے ورثے میں ملی تھی۔(۲)

آپؓ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کر لیا کرتی تھیں۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ انؓ سے ''۴۶'' احادیث مروی ہیں۔ انکا اعزاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز چاشت پڑھنے کی روایت صرف انہیں سے مروی ہے اور تقریباً تمام محدثین نے اسکو بیان کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے صاحبزادے، جعدہ المخزومی پوتے یحییٰ اور ہارون، آپ کے موالی ابومرہ، ابوصالح علاوہ ازیں، عبداللہ بن عباسؓ، عروہ بن زبیرؓ، عطاء کریب وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۴)

۱۰. حضرت ام عطیہ الانصاریہؓ:

نام: ''نسیبہ بنت حارث'' تھا۔ انصار کے قبیلہ ''ابی مالک بن النجار'' سے تھیں۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ عہدِ رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں۔ ان غزوات میں وہ کھانا پکاتیں۔ سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ۸ھ میں حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے انتقال پر حضرت ام عطیہؓ اور چند اور صحابیاتؓ نے ان کو غسل دیا۔ آخری عمر میں بصرہ سکونت اختیار کر لی۔(۵)

آپؓ سے تقریباً ''۴۰'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے حضور ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں عبدالملک بن عمر، اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ، انس بن مالک، محمد بن سیرین اور حفصہ بنت سیرینؒ شامل ہیں۔(۶)

۱۱. حضرت فاطمہؓ بنت قیس:

آپؓ قبیلہ قریش کے فہری خاندان کی نامور خاتون ہیں۔ ''السابقون الاولون'' میں شامل ہیں۔ آپؓ حدیث اور فقہ میں ممتاز اہمیت کی حامل تھیں۔ آپؓ سے ''۳۴'' احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ''۳۱'' احادیث آپؓ بلاواسطہ بیان فرماتی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں ممتاز محدث شعبی، نخعی، ابوسلمہ، قاسم بن محمد بن ابوبکر، سعید بن المسیب اور عروہ

۱- نسب قریش، ۲/۳۹

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۱۱-۳۱۴؛ العقد الثمین، ۴/۲۶۳

۳- تہذیب، ۱۲/۴۲۹

۴- کتاب المحبر، ص، ۴۰۶

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۵۵، ۴۵۶، اسد الغابۃ، ۷/۳۵۶

۶- الاستیعاب، ۴/۵۰۱، ۵۰۲، ابن قدامہ المقدسی، الاستبصار، ص، ۳۵۵، نساء من عصر النبوۃ، ص، ۱۱۵، تہذیب الکمال، ۳۵/۳۱۶

بن زبیرؓ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ سے اہل مدینہ فتویٰ لیتے تھے۔(۱)

۱۲. حضرت ام الفضلؓ:

نام: "لبابہ" کنیت "ام الفضل" اور "کبریٰ" لقب تھا۔ نسب: "لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الھرام بن رویبہ......" والدہ کا نام "ہند بنتِ عوف" تھا۔ انکا نکاح حضور ﷺ کے عمِ محترم حضرت عباسؓ سے ہوا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ بے حد عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ہر دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ سے بے حد محبت فرماتی تھیں۔ آپ ﷺ اکثر ان کے ہاں تشریف لے جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔(۲)

رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی شریک ہوئیں۔ انکا شمار قریش کی فصیح اللسان خواتین میں ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کو ام الفضل نے ہی غسل دیا تھا۔ ذہبی کا کہنا ہے کہ "کانت ام الفضل من علیة النساء" فقیہ صحابیاتؓ میں سے تھیں۔ آپؓ کی مرویات کی تعداد "۳۰" ہے۔ یہ احادیث اہم احکام میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔(۳)

آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی جبکہ آپؓ سے عبداللہ بن عباس، عمیر بن الحارث، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قابوس بن ابی المخارق، عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور ابنِ عباس کے مولیٰ کریب شامل ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۴)

۱۳. حضرت ام قیسؓ بنت محصن:

اصل نام "آمنہ"، کنیت "ام قیس بنت محصن بن حرثان الاسدیہ"۔ قبیلہ "اسد" سے ان کا تعلق تھا۔ مشہور صحابی عکاشہ بن محصن کی بہن تھیں۔ ام قیس بنتِ محصن نے بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ کی اجازت ملنے کے بعد اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کر لی تھی۔(۵)

ان سے "۲۴" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے مولیٰ عدی بن دینار، ابو الحسن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، وابصہ بن معبد الاسدی وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتی تھیں۔(۶)

۱- تہذیب، ۱۲/ ۳۹۳، ۳۹۴، الاصابۃ، ۸/ ۲۷۶

۲- الاستیعاب، ۴/ ۵۰۴، اسد الغابۃ، ۷/ ۲۴۶

۳- سیر اعلام النبلاء، ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۴- تہذیب ۱۲/ ۳۹۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

۵- الاصابۃ، ۸/ ۴۵۳؛ نساء "من عصر النبوۃ" ص- ۹۶-۱۰۱

۶- ایضاً

۱۴. حضرت ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء:

نام ونسب: ''ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد......'' والدہ کا نام ''ام تزید'' تھا۔ ''بنی عدی بن نجار'' سے تعلق تھا۔ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ شادی ''ایاس بن بکیر لیثی'' سے ہوئی۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے خود شرکت کی۔(۱) یہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں مرغوب کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو تحائف عطا فرمائے۔(۲)

آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وضو کرتے نماز ادا کرتے۔ کھانا کھاتے اور قدرے آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ کئی جنگوں میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوتیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ مقتولین اور زخمیوں کو میدان سے اٹھا کر مدینہ منورہ پہنچاتیں اور انکی مرہم پٹی کرتی تھیں بیعت رضوان کے تاریخی موقعہ پر بھی یہ موجود تھیں۔(۳)

آپؓ اہل مدینہ کی حدیث میں استاد تھیں۔ آپؓ سے بیان کردہ **"۲۱"** روایات بہت اہم مسائل پر مبنی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کی۔ مشہور محدثین وتابعین آپؓ کے تلامذہ رہے ہیں۔ ان میں عائشہ بنتِ انس بن مالک، خالد بن ذکوان، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، نافع موٰلی ابن عمر، ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن محمد بن عقیل وغیرہ نمایاں ہیں۔(۴)

طویل عمر گزارنے کے بعد ۴۵ھ میں امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔(۵)

۱۵. حضرت فاطمۃ الزھراءؓ:

رسول اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، علم وفضل اور روایتِ حدیث میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ نسب: ''فاطمہ بنت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ....''(۶) اور والدہ کی طرف سے ''فاطمہ بنت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی'' (۷) حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے تقویٰ وطہارت کے گہوارے میں آنکھیں کھولیں اور بچپن ہی میں اپنی والدہ محترمہ اور بہنوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔(۸)

۱- الاستیعاب، ۲۹۶/۴؛ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، ضرب الدف فی النکاح والولیمة (حدیث:۵۱۴۷) ص - ۱۱۱۷

۲- الشمائل النبوية، (حدیث:۲۰۲) ص - ۲۶۲

۳- سیر اعلام النبلاء، ۱۹۸/۳

۴- الاصابة، ۱۳۲/۸

۵- نساء من عصر النبوة، ص ۱۴۹-۱۵۲

۶- نسب قریش ۲۱/۲، جمهرة انساب العرب، ۱۶/۱، محب الطبری، السمط الثمین: ص - ۲۵۸

۷- الطبقات الکبریٰ، ۲۵۲/۸؛ الاستیعاب، ۴۴۷/۱

۸- البدء والتاریخ ۱۱۲/۲؛ سبل الهدیٰ ۲۹/۱۱

آپ ﷺ کا بچپن نہایت خطرناک ماحول اور اسلام کے ابتدائی زمانے میں گزرا۔ شعب ابی طالب میں گزارے گئے تین سال اور ان کے بعد والدہ کی وفات نے آپؓ کو بہت غمگین اور حساس بنا دیا۔ ہجرت نبوی ﷺ کے چھ ماہ بعد آپ نے بھی مدینہ منورہ ہجرت کی۔ (۱) ہجرت کے دوسرے سال آپؓ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ ان کے ساتھ حضرت فاطمہؓ نے بہترین ازدواجی زندگی بسر کی۔ آپؓ گھر کے تمام کام خود سرانجام دیتیں (۲) آپؓ کی اولاد۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زینبؓ، ام کلثومؓ اور محسن (جو بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے) شامل ہیں (۳) حضرت فاطمہؓ نہایت متقی، پرہیزگار اور دیندار خاتون تھیں۔ آپؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو عازم فردوس بریں ہوئیں۔ (۵) حضرت فاطمہؓ جنت البقیع میں دفن ہیں۔ (۶)

۱۶. حضرت خولہؓ بنت حکیم:

نام "خولہ" کنیت "ام شریک" قبیلہ "بنو سلیم" سے تعلق تھا۔ نسب: "خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال ......" نکاح مشہور صحابی ابو السائب عثمان بن مظعون سے ہوا۔ (۷) ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا۔ خواتین میں اسلام کی تبلیغ کے لیے کوشاں رہتی تھیں۔ ۲ھ میں عثمان بن مظعون کی وفات کے بعد دوسرا نکاح نہیں کیا۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھیں۔ (۸) زہد وتقویٰ میں بے مثال تھیں۔ قرآن میں ان کو "وامراۃ مومنۃ" کہا گیا ہے۔ (۹) شعر وشاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے احادیث کو سنا، یاد رکھا اور آگے پہنچایا۔ آپؓ نے آنحضور ﷺ سے "۱۵" احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن المسیبؓ، ربیع بن مالک، عروہ اور بشر بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین آپؓ کے شاگرد رہے ہیں۔ آپؓ سے مروی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ (۱۰)

۱- السیرة النبویة لابن ہشام، ۲/۴۱۰

۲- حلیة الاولیاء، ۲/۵۱؛ صفة الصفوة، ۲/۵

۳- انساب الاشراف، ۲/۴۱۱؛ سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۹

۴- المستدرک، ۳/۱۶۳

۵- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۷۵، ابن الجوزی، تلقیح فهوم الاثر، ص، ۳۲

۶- محمد الیاس عبدالغنی، بیوت الصحابة رضی الله عنهم حول المسجد النبوی الشریف، ص ۱۷۳

۷- اسد الغابة، ۷/۹۳

۸- کتاب المحبر، ص، ۴۰۷، الاصابة، ۸/۱۱۲، مجمع الزوائد، ۹/۴۱۸

۹- الاحزاب، ۳۳:۵۰

۱۰- تهذیب، ۱۲/۴۱۵، تاریخ الصحابة، ص ۹۲، نساء من عصر النبوة، ص ۱۶۵-۱۷۱

۱۷. حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان:

سہلہ یا رمیلۃ نام، ''ام سلیم'' کنیت، ''غمیصا اور رمیصا'' لقب ہے۔ سلسلہ نسب: ''ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب......'' والدہ کا نام ''ملیکۃ بنتِ مالک'' تھا۔ (۱) پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ ان کے بعد ''ابوطلحہ'' سے نکاح ہوا۔ مواخات مدینہ کا مجمع ان کے مکان میں ہوا۔ غزوۂ احد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شریک ہوئیں۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ مشک خالی ہو جاتی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔ حضور ﷺ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ (۳) آپ ﷺ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔ جب آپؐ بستر سے اٹھتے تو آپ ﷺ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ (۴)

آپؓ محدثہ، فقیہ، عالمہ، فاضلہ، مبلغہ اور مجاہدہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں ''۱۴'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمرو بن عاصم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ شامل ہیں (۵)۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ تو پتہ چلا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہے۔ (۶)

۱۸. حضرت الشفاؓ بنتِ عبداللہ العدویہ:

حضرت شفا کا نام ''الشفا بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن شداد بن عبداللہ ہے'' آپؓ سلیمان بن ابی حثمہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت وھب، بنی مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؓ ہجرت سے قبل اسلام لائیں۔ مہاجراتِ اول ہیں۔ صاحبِ عقل و فضل ہیں۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے سلمان کے علاوہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ام المومنین حضرت حفصہؓ نے روایت ذکر کی ہے۔ (۷)

۱- الاستعیاب، ۴/۴۹۴، الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱

۲- سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۰۴-۳۲۱

۳- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجھاد و السیر، باب غزو النساء وقتا لھن مع الرجال (حدیث:۲۸۸۰)؛ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب: غزوۃ النساء مع الرجال، (حدیث: ۴۶۸۳)

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۲۵-۴۵۱؛ اسد الغابۃ، ۷/۲۰۷

۵- تھذیب، ۱۲/۴۱۹، الباجی، سلیمان بن خلف، التعدیل والجرح، ۳/۱۲۸۴

۶- الاصابۃ، ۸/۴۰۸-۴۱۰، کنز العمال، ۱۲/۲۶،۲۷، مجمع الزوائد، ۹/۴۲۱-۴۲۳

۷- الاصابۃ، ۸/۲۰۱،۲۰۲، محمد راجی حسن کناس، صحابیاتؓ حول الرسول ﷺ، ص ۱۷۲،۱۷۳

۱۹. حضرت سبیعہ اسلمیہؓ:

آپؓ بھی مہاجرات المبایعیات کی فہرست میں شامل ہیں۔ پڑھی لکھی تھیں کتابت جانتی تھیں۔ آپؓ کی شادی سعد بن خولہؓ سے ہوئی۔ (۱) آپؓ سے "۱۲" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بلاواسطہ روایت کیا ہے۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں مدینہ اور کوفہ کے فقہا میں عمر بن عبداللہ بن ارقم، مسروق بن الاجدع، ازفر بن اوس وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

قلیل الروایہ صحابیاتؓ

اس میں وہ صحابیاتؓ شامل ہیں جن سے "۱۲" سے کم روایات مروی ہیں۔

۲۰. ام المومنین سیدہ زینبؓ بنتؓ جحش:

نام "زینب"، کنیت، "ام الحکم"، قبیلہ قریش کے خاندان "اسد بن خزیمہ" سے ہیں۔ سلسلہ نسب: "زینب بنت جحش بن ورِئاب بن یعمر بن مرہ بن کبیر......" والدہ کا نام "امیمہ بنت عبدالمطلب" تھا۔ نبی کریم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ (۳) پہلے آپکا نام "برہ" تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے "زینب" رکھا۔ (۴) آنحضور ﷺ سے نکاح سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد عدت کی مدت پوری ہونے کے بعد ذی قعدہ ۵ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے انکا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ ان کا ولیمہ رسول اللہ ﷺ نے اہتمام سے کیا اور اسی دعوتِ ولیمہ میں آیت حجاب اتری۔ (۵)

حضرت زینب بنت جحش بے حد دیندار، متقی، سچی، صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ عبادت کا خاص ذوق تھا نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھیں اور بہت زیادہ روزے رکھتی اور تہجد گزار تھیں (۶) جو کماتی تھیں سارا مساکین پر خرچ کرتی تھیں۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، پرہیزگار، راست گفتار، فیاض، سخی، اور خدا کی رضا جوئی میں سرگرم نہیں دیکھی۔ (۷) صرف مزاج میں ذرا سی تیزی تھی۔ جس پر ان کو بہت زیادہ ندامت بھی

۱- الاصابۃ، ۱۶۱/۸ ۲- تھذیب، ۳۲۵/۱۲

۳- نسب قریش، ۱۹/۱، جمہرہ انساب العرب، ص ۱۹۱، التبیین، ص۷۷-۷۹

۴- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استحباب تغیر الاسم، (حدیث:۲۱۴۲)ص،۹۵۵: الادب المفرد، (حدیث:۸۲۱)

۵- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب، (حدیث-۱۴۲۸) ص - ۲۰۳، الجامع الصحیح البخاری، کتاب التوحید، وکان عرشه علی الماء (حدیث-۷۴۲۰) ص - ۱۲۸۷-

۶- سیر اعلام النبلاء ۲/۲۱۱-۲۱۸: المستدرك، ۴/۲۳-۲۶، الطبقات الکبریٰ، ۸/۲۹۵-۳۰۲

۷- اسد الغابة، ۱۲۸/۷، الاصابة، ۸/۱۵۳-۱۵۵: مراۃ الجنان ۱۵/۱

ہوتی تھی۔

ان سے کتب احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن عبداللہ بن جحش، زینب بنتِ ابی سلمہؓ، ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ وغیرہ شامل ہیں۔ (۱) سیدہ زینبؓ کا انتقال ۲۰ ہجری میں ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۵۳ سال تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۲)

۲۱. سیدہ ضباعۃؓ بنت الزبیر:

یہ صحابیہؓ "بنو ہاشم" میں سے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ نسب: "ضباعۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم......" جبکہ والدہ کا نام "عاتکہ بنت ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم" تھا۔ (۳)

ان کے والد زبیر بن عبدالمطلب کو ان سے بے حد پیار تھا۔ ظہور اسلام کے وقت ہی انہوں نے اسلام قبول کیا۔

انکا نکاح مقداد بن عمرو الاسود سے ہوا اور ان سے دو بچے ہوئے عبداللہ اور کریمہ۔ عبداللہ یوم الجمل کو حضرت عائشہؓ کے ہمراہ لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ (۴) رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے تو یہ آپ ﷺ کی خاطر مدارت کرتیں۔

آپؓ نے نبی اکرم ﷺ اور اپنے خاوند مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ جبکہ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، کریمہ بنت مقدادؓ، ابن مسیب، عروہ اور اعرج وغیرہ شامل ہیں۔ (۵) یہ عہد خلافتِ راشدہ تک زندہ رہیں اور ۴۰ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

۲۲. بسرۃؓ بنت صفوان:

آپؓ قریش کے مشہور خاندان "بنواسد" سے تھیں۔ نسب: "بسرۃ بنتِ صفوان بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی"۔ (۷)

آپؓ ان مہاجرات صحابیاتؓ میں سے ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپؓ سے کتب احادیث میں "۱۱" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے آپؓ کی بھتیجی۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، مروان بن حکم، عروہ بن زبیر اور حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں۔ (۸)

۱- تهذيب، ۱۲/۴۲۱؛ تاريخ الصحابة، ص، ۱۱۰، التعديل و الجرح ۳/۱۲۸۵

۲- الطبقات الكبرىٰ، ۸/۲۹۵-۳۰۲- الاصابة، ۸/۱۵۳-۱۵۵

۳- الطبقات الكبرىٰ، ۸/۳۶۶- تاريخ الصحابة، ص-۱۴۳

۴- سير اعلام النبلاء، ۲/۲۷۴،۲۷۵

۵- تهذيب، ۱۲/۳۸۳؛ كتاب الثقات، ۱/۳۵۳

۶- نساء من عصر النبوة- ص، ۳۴۸-۳۵۴

۷- تهذيب، ۱۲/۳۵۴،۳۵۵

۸- ايضاً

۲۳. ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حيي:

نام ''زینب''، کنیت، ''ام یحییٰ''، سلسلہ نسب: ''صفیہ بنت حی بن اخطب بن شعبۃ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب الخزرج......'' والدہ کا نام ''ضرہ یا برہ بنت سموئل'' ہے۔(۱)

انکا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا۔ اس نے طلاق دی۔ تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا۔ جو جنگِ خیبر میں مارا گیا۔ خود گرفتار ہوئیں۔ حضور ﷺ نے آزاد کر کے نکاح کر لیا اور ولیمہ کیا۔ واپسی پر آپ ﷺ نے سیدہ صفیہ کو اونٹ پر سوار کروایا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔(۲)

آپؓ نہایت بردبار، عقلمند، عالمہ و فاضلہ، محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں ''۱۰'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں کنانہ، یزید بن معتب، علی بن حسین بن علی، مسلم بن صفوان، اسحاق بن عبداللہ بن الحارث وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

حضرت صفیہؓ بہت سلیقہ شعار تھیں۔ کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں۔ آنحضور ﷺ سے بے حد پیار تھا۔ امیر معاویہ کے عہد میں رمضان ۵۰ ہجری میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔(۴)

۲۴. حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

کنیت سے مشہور ہیں۔ قریش کے خاندان ''بنو عبد شمس'' میں سے تھیں۔ نسب: ''ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس'' ہے۔ والدہ کا نام ''اروی بنت کریز'' ہے جنکا پہلا نکاح ''عفان بن ابی العاص'' سے ہوا۔ ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ عفان کے انتقال کے بعد انکا نکاح ''عقبہ بن ابی معیط'' سے ہوا۔ حضرت ام کلثومؓ اسی کی صلب سے تھیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اخیافی بہن ہیں۔ نامساعد حالات میں اسلام قبول کیا۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔(۵)

یہاں آنحضور ﷺ نے ان کو حضرت زید بن حارثہؓ سے بیاہ دیا۔ انکی شہادت کے بعد بالترتیب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عمرو بن العاصؓ سے نکاح ہوا۔ اس نکاح کے ایک ماہ کے بعد انہوں نے وفات پائی۔(۶)

۱- التبيين، ص- ۸۳،۸۴: كتاب المحبر، ص ۹۰: سير اعلام النبلاء ۲/ ۲۳۱-۲۳۸

۲- الجامع الصحيح للبخارى، كتاب المغازى باب غزوه خيبر، (حديث:۴۲۱۱)ص،۷۱۵، السنن، لابوداؤد، كتاب الخراج باب ماجاء فى سهم الصيفى (حديث:۲۹۹۵-۲۹۹۸) ص، ۴۳۸، الطبقات الكبرىٰ، ۸/ ۳۰۵-۳۱۰

۳- الاستيعاب، ۴/ ۴۲۶، ۴۲۷: تهذيب، ۱۲/ ۳۸۰-۳۸۱، تاريخ الصحابة، ص ۱۳۹: العقد الفريد، ۴/ ۸۳: الجرح والتعديل ۳/ ۱۲۸۹

۴- كتاب المحبر، ص ۹۰: تاريخ خليفه، ص، ۸۲، سير اعلام النبلاء، ۲/ ۲۳۱-۲۳۸

۵- الاصابة، ۸/ ۴۶۲، ۴۶۳: اسدالغابة، ۷/ ۳۸۶ ۶- الاصابة، ۸/ ۴۶۲، ۴۶۳

حضرت ام کلثومؓ نے آنحضور ﷺ سے "۹۰" احادیث روایات کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت متفق علیہ ہے۔ آپ سے آپؓ کے دونوں بیٹے حمید اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔(۱)

۲۵. ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہؓ:

آپؓ محدثہ صحابیہؓ ہیں۔ آپ کا تعلق بنوخزاعہ اور بنوکعب سے ہے۔ اس لیے آپؓ کو ام کرز الخزاعیہ ثم الکعبیہ لکھا گیا ہے۔ (۲) آپؓ حدیبیہ کے دن مسلمان ہوئیں۔ آپؓ سے عبداللہ بن عباسؓ، عطا بن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، سباع بن ثابت اور عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔(۳)

۲۶. سیدہ ام ہشامؓ بنت حارثہ بن النعمان:

سیدہ ام ہشام بنت حارثہ حافظہ ہیں۔ انہوں نے انصاری خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان سے ان کی بہن عمرہ، محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد، یحییٰ بن عبداللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔(۴)

۲۷. حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ:

نام ونسب: "خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ "(۵) تھا۔ والدہ کا نام: "فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم بن رواحۃ ......" تھا۔ (۶) آپؓ رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ ہیں۔ شادی سے قبل بھی آپؓ کا معاشرے میں بلند مقام تھا۔ آپؓ کی پہلی شادی "عتیق بن عائذ مخزومی" جبکہ دوسری شادی "ابوھالہ مالک بن نباش" سے ہوئی۔(۷) شوہر کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ اس وقت انکی عمر ۴۰ سال جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔(۸) رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپؓ نے اپنا سارا مال واسباب رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ تختہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو ہی محرمِ راز بنایا۔ (۹) انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی وتشفی دی اور مزید تسلی کے لیے آپ

۱- الاصابۃ، ۸/۴۶۲، ۴۶۳ ۲- ایضاً

۳- تہذیب، ۱۲/۴۶۵؛ العقد الثمین، ۶/۴۶۱

۴- الطبقات الکبریٰ، ۸/۴۵۳، تہذیب، ۱۲/۴۳۰

۵- نسب قریش، ۱/۲۱؛ انساب الاشراف، ۲/۵۲۵؛ کتاب المحبر، ص، ۷۷ السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/۱۲۹

۶- السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۲۲۶؛ نسب قریش، ۱/۲۱، الروض الانف، ۱/۳۲۴

۷- الروض الانف، ۱/۳۲۸، ابن سید الناس، عیون الاثر، ۱/۶۳

۸- الطبقات الکبریٰ، ۱/۱۳۲، محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، ص، ۸۰

۹- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، (حدیث:۳) ص ۱، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں: انہوں نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی۔ (۱)

تمام محدثین اور اہل سیر متفق ہیں کہ عورتوں میں مشرف بہ اسلام ہونے والی پہلی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔(۲)

رسالت کی عظیم ذمہ داری ملتے ہی آپ ﷺ کی مشکل ترین زندگی کا آغاز ہوا۔ حالات کی تیز آندھیوں اور مخالفت کے خطرناک طوفانوں میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ آپ ﷺ کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم ساتھ رہیں۔ (۳)

وقت کے ساتھ ساتھ قریش مکہ کی سختیاں اور مظالم بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ محرم الحرام ۷ نبوی میں قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا کہ نہ تو وہ ان سے کوئی خرید و فروخت کریں گے۔ نہ شادی بیاہ کے معاملات طے کریں گے۔(۴) چنانچہ بنو ہاشم اور بنی عبدالمطلب شعب بن ہاشم میں محصور ہو گئے۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ حصار سخت تکلیف دہ تھا۔ ۱۰ نبوی میں قریش کے اندرونی باہمی اختلافات کی وجہ سے اس محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اس محاصرے کی تکالیف و مصائب نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی صحت پر بڑے اثرات مرتب کئے اور نکاح کے ۲۵ سال بعد ماہ رمضان ۱۰ نبوی میں ہجرت مدینہ سے تین سال قبل انتقال فرمایا(۵) آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے اور اپنی غمگسار بیوی کو قبر کی آغوش میں رکھا۔ آپؓ کی قبر جنت المعلی حجون میں ہے۔(۶)

حضرت خدیجہؓ کا شمار عقل، بزرگی، عزت و پرہیزگاری کے حوالے سے کامل ترین خواتین میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے اور تمام امہات المومنین میں سے ان کو سب پر فضیلت دیتے تھے۔(۷)

حضرت خدیجہؓ پر حضرت جبرائیلؑ نے سلام بھیجا۔ (۸)

۱- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، (حدیث:۳) ص ۱، محمد علی قطب، زوجات النبی ﷺ ص ۹

۲- السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۲۷۷: کنز العمال، ۱۳/۲۹۸: سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۴

۳- مصطفیٰ محمد الطحان، امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ، ص-۳۷

۴- التبیین، ص، ۱۲

۵- انساب الاشراف، ۲/۳۵: سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۷

۶- الطبقات الکبریٰ، ۸/۱۸، انساب الاشراف، ۱/۲۷۳: عمر رضا کحالہ، اعلام النساء، ۱/۳۳۱، یاقوت الحموی، حجون کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلند ایک پہاڑی کا نام ہے۔ جہاں حضرت خدیجہؓ دفن ہوئیں۔ (المعجم البلدان، ۲/۲۶۰)

۷- سیر اعلام النبلاء، ۲/۱۱۰: السمط الثمین، ص، ۳۹، الاستیعاب، ۴/۲۸۴

۸- الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وفضلها رضی اللہ عنها- ص ۶۴۱، امہات المومنین فی مدرسۃ النبوۃ، ص، ۳۹

حضرت خدیجہؓ کو ﴿خیر نسائها مریم بنت عمران و خیر نسائها خدیجة بنت خویلد﴾ (۱) کہہ کر نا صرف امتِ محمدی کی تمام خواتین پر فضیلت بخشی گئی بلکہ دنیا میں ہی ان کو جنت کی خوشخبری دی گئی۔ (۲)

۲۸. شفاؓ بنتِ عوف:

نام: ''شفاء'' نسب: ''شفا بنت عوف بن عبد بن الحارث بن زھرۃ'' والدہ کا نام ''سلمیٰ بنت عامر'' تھا۔ عوف بن عبد عوف زہری سے نکاح ہوا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف پیدا ہوئے جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (۳) شفاءؓ سابقین اولین کی جماعت میں سے ہیں۔ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھیں۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت چند دوسری خواتین کے علاوہ یہ بھی حضرت آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضور ﷺ کی زندگی میں ہی انہوں نے وفات پائی۔ (۴)

۳۰. زینبؓ بنت ابی سلمہ:

ام المومنین حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی ہیں۔ سلسلہ نسب: ''زینب بنتِ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی......'' حضرت ام سلمہ کو ۴ ہجری میں جب ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ تو حضرت زینبؓ ابھی شیر خوار تھیں (۵) سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد انکی شادی عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے ہوئی۔ ۶۳ ہجری میں اپنے دو لڑکوں یزید بن عبداللہ اور کثیر بن عبداللہ کی شہادت کا صدمہ جانکاہ جھیلا اور ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔ (۶)

حضرت زینبؓ بہت عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ آپؓ سے کتب احادیث میں ''۷'' احادیث مروی ہیں۔ آپؓ اپنی والدہ محترمہ ام سلمہؓ، سیدہ عائشہؓ، سیدہ زینبؓ بنت جحش اور حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کرتی ہیں اور آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے بیٹے ابوعبیدہ، محمد بن عمرو، حمید بن نافع مدنی، عراک بن مالک، عروہ بن زبیر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، کلیب بن وائل اور ابوقلابہ الجرمی وغیرہ شامل ہیں (۷)

۳۰. ام خالدؓ بنتِ خالد:

آپؓ کا نام ''امت'' ہے۔ آپؓ خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبدشمس'' کی صاحبزادی ہیں۔ آپؓ کی والدہ

۱- الجامع الصحیح للمسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خدیجه، ص - ۱۰۶۹

۲- الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجةؓ، ص ۸۷۵: اخبار مکه ۲/۲۰۵

۳- اسد الغابة، ۷/۱۶۳

۴- الاستعیاب، ۴/۳۲۴، ۳۲۵: الاصابة، ۸/۲۰۳

۵- الطبقات الکبریٰ- ۸/۱۳۲، ۱۳۳

۶- نساء ''من عصر النبوة، ص - ۳۶۷-۳۷۱

۷- تھذیب، ۱۲/۳۷۲

"ہمیمۃ بنت خلف بن اسعد بن عامر" (۱) ہیں۔ خالد بن سعید اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ حبشہ ہی میں ان کے ہاں امت بنتِ خالد پیدا ہوئیں۔ یہ حبشہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ مہاجرین دو کشتیوں میں واپس آئے۔ اس وقت یہ بالغ و عاقل ہو چکی تھیں۔ (۲)

آپؓ سے کتبِ احادیث میں "۷" احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں موسیٰ بن عقبہ، ابراہیم بن عقبہ وغیرہ شامل ہیں۔ (۳)

۳۱. حضرت ام ایوبؓ:

انکا اصل نام معلوم نہیں۔ "ام ایوب" کے نام سے مشہور تھیں۔ نسب: "قیس بن سعید بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس ......" "خزرج" سے تعلق تھا۔ (۴) میزبان رسول ﷺ ابو ایوب انصاریؓ کی اہلیہ تھیں۔ ہجرت نبوی ﷺ سے قبل اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے سات ماہ بعد تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔ اس دوران حضرت ام ایوبؓ ہی کھانا تیار کرتی تھیں اور آپ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان کے سالِ وفات کے بارے میں کتبِ سیر خاموش ہیں۔ (۵)

۳۲. ام معبد خزاعیہؓ:

انکا اصل نام "عاتکہ بنتِ خالد" تھا۔ مگر کنیت "ام معبد" سے مشہور تھیں۔ نسب: "عاتکہ بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس ......" شوہر کا نام اکثم بن ابی خزاعی ...... تھا۔ دونوں کا تعلق بنو خزاعہ کی شاخ "بنی کعب" سے تھا۔ (۶) ام معبد بہت عالی حوصلہ، شریف اور مہمان نواز تھیں سفرِ ہجرتِ مدینہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے ان کے خیمے میں قیام کیا اور گھر میں کوئی اور چیز موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایک مریل سی بکری سے آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دودھ دوہا۔ اور سب نے سیر ہو کر پیا۔ حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اسکا شوہر جب گھر آیا اور دودھ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے نہایت تفصیل سے تمام واقعہ اور نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ جو تمام تر جزئیات کے ساتھ تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ رکھا ہے۔ (۷) ایک روایت کے مطابق انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کیا اور دوسری روایت کے مطابق دونوں میاں بیوی ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ پہنچے اور سعادتِ ایمان سے بہرہ مند ہوئے۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی

۱- الطبقات الکبریٰ، ۸/۲٦۷، المستدرك، ۴/۲۲۴

۲- اعلام النساء، ۱/۳۱۳: الاصابة، ۸/۳۸۸

۳- الاصابة، ۸/۳۸۸

۴- الاستعیاب، ۴/۴۷۹، اسد الغابة، ۷/۲۹۱

۵- الاصابة، ۸/۳٦۲: در السحابة، ص - ۵۵۸

٦- اسد الغابة، ۷/۱۸۰: الاصابة، ۸/۴۷٦، ۴۷۷

۷- الآحاد والمثانی، ص، ۳۸۳،٦۸۲، مجمع الزوائد، ۹/۳۲٦

اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہیں۔ (۱)

۳۳. حضرت ام منذرؓ بنت قیس:

نام "سلمٰی بنی مازن بن النجار" سے تعلق تھا، آپؓ "قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار" کی دختر اور "سلیط بن قیس بدری"، شہید جنگ جسر ابی عبید کی سگی بہن ہیں۔ والدہ: "رغیبۃ بنتِ زرارہ بن عدس بن حبید بن ثعلبہ" ہیں۔ (۲) آپؓ نے "قیس بن صعصعۃ بن وهب بن عدی" سے شادی کی۔ جس سے منذرؓ پیدا ہوئے۔ ام منذرؓ نے بھی مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ (۳)

۳۴. حضرت کبشہ انصاریہؓ:

نام: "کبشہ، کبیشۃ"، کنیت، "ام ثابت"، نسب: "کبشہ بنت ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ......" (۴) قبیلہ خزرج سے تھیں۔ شاعرِ رسول ﷺ حسان بن ثابت کی بہن تھیں۔ انکا تعلق بنی مالک بن النجار سے تھا۔ انہیں حضور ﷺ سے بے حد پیار تھا (۵) ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۳۵. ام ایمنؓ:

نام "برکۃ"، کنیت، "ام ایمن" سلسلہ نسب: "برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حسن بن مالک بن سلمۃ"۔ ابتدائی وطن حبشہ تھا۔ رسول اقدس ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں۔ (۷) انکا پہلا نکاح "عبید بن زید خزرجی" سے ہوا۔ دوسرا "زید بن حارثہؓ" سے جن سے "حضرت اسامہ بن زیدؓ" تھے۔ آپؐ کو نبی کریم ﷺ احترام سے "میری ماں" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ (۸) آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو ام ایمنؓ بے حد خوشی کا اظہار کرتیں۔ یہ انتہائی پاکیزہ سیرت، خوفِ خدا کی خوگر، روزے دار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ (۹) واقعۂ افک پر انہوں نے برملا حضرت عائشہؓ

۱- تاریخ الصحابۃ، ص ۲۰۲؛ نساء، من عصر النبوۃ، ص - ۶۳-۶۹، تاریخ مکۃ المشرفۃ، ص ۲۲۶،۲۲۵

۲- الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۴۴۴،۴۲۵؛ الاستیعاب، ۴/ ۵۱۶، اسد الغابۃ: ۷/ ۳۸۸

۳- الاصابۃ، ۸/ ۴۸۰، مجمع الزوائد، ۹/ ۴۲۴، المعجم الکبیر، ۲۵/ ۹۹

۴- الاستیعاب، ۴/ ۴۶۰

۵- اسد الغابۃ، ۷/ ۲۴۰، المعجم الکبیر، ۲۵/ ۱۵

۶- تھذیب، ۱۲/ ۳۹۷

۷- الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۳۶۱-۳۶۳، اسد الغابۃ: ۷/ ۳۵

۸- الاستیعاب ۴/ ۳۵۶، ۳۵۷؛ المستدرک، ۴/ ۷۰

۹- سیر اعلام النبلا ۲/ ۲۲۳-۲۲۷

کی پاکیزگی کا برملا اظہار کیا۔حضورﷺ کی وفات پر بے حد سوگوار ہوئیں کئی غزوات میں شریک ہوئیں اور مالِ غنیمت میں سے حصہ پایا۔(۱) ان سے "۵" احادیث مروی ہیں۔(۲)

ابن حجر اور ذھبی کے قول کے مطابق نبی کریمﷺ کی وفات کے ۵ ماہ بعد انہوں نے وفات پائی۔(۳)

۳۶. حضرت حلیمہ سعدیہؓ:

نام "حلیمہ"۔نسب: "حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث بن شجنۃ ابن ازام بن ناصرۃ بن سعد بن بکر بن ھوازن"(۴) شوہر کا نام "الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ السعدیؓ"(۵) تھا۔

علماء کے نزدیک ان کے اسلام لانے میں کوئی شک نہیں۔انہوں نے نا صرف اسلام قبول کیا بلکہ ہجرت بھی کی اور مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

بعض روایات کے مطابق وہ حضور اکرمﷺ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔(۶)

بچپن میں رضاعت کے لیے حضورﷺ کو ان کے حوالے کیا گیا اور آپﷺ نے تقریباً بچپن ان کے ساتھ گزارا۔(۷)

۳۷. حضرت عزیزہؓ بنت ابی تجراۃ:

یہ "بَرّہ" اور "حبیبہ بنتِ ابی تجراۃ" کی بہن تھیں۔بلاذری نے انکا ذکر کیا ہے۔(۸)

۳۸. حضرت ام الحصین الاسلمیہؓ:

صحابیاتؓ میں سے ہیں۔انہوں نے رسول اللہﷺ سے "۷" احادیث روایت کی ہیں۔ان سے عیزار بن حریث اور یحییٰ بن الحصین روایت کرتے ہیں۔(۹)

۳۹. حضرت عمرۃؓ بنتِ عبدالرحمن:

یہ "عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار" کی دختر ہیں۔والدہ: "سالمہ

۱- الاصابۃ، ۸/۳۵۸-۳۶۰، نساء من عصر النبوۃ، ص ۲۳-۲۵

۲- تهذیب، ۱۲/۴۰۸، کتاب الثقات، ۱/۲۹۹: مجمع، ۹/۴۱۸، ۴۱۹

۳- الطبقات الکبری، ۸/۳۶۱-۳۶۲، تاریخ صحابه، ص ۶۹، کنز العمال، ۱۲/۶۶

۴- التبیین ص ۵۸، ۵۹، الاصابة، ۸/۸۸، ۸۷

۵- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹

۶- نساء من عصر النبوۃ، ص ۱۷

۷- مجمع الزوائد، ۹/۴۱۹، ابن الوردی، عمر بن مظفر، تاریخ ابن الوردی، ۱/۹۵-۹۶

۸- الاستعیاب، ۴/۲۳۹

۹- الطبقات الکبریٰ، ۸/۳۰۵، اعلام النساء، ۱/۲۶۶

بنت حکیم بن ہاشم بن قوالہ'' ہیں۔ آپؓ سے ''عبدالرحمٰن بن حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبید'' نے شادی کی۔ جن سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔(۱)

عمرہ صاحبِ علم تھیں اور یہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ ''کثیر الحدیث اور ثقہ'' ہیں۔ ۱۰۶ ہجری میں وفات پائی۔(۲)

۴۰+۴۱. برہ بنت ابی تجراۃ العبدریۃ+ حبیبہ بنت ابی تجراۃ:

یہ دونوں بہنیں برہؓ اور حبیبہؓ شرف صحابیات سے بہرہ ور تھیں۔ زبیر کا کہنا ہے کہ بنی تجراۃ ''کندہ'' کی قوم میں سے تھے جو مکہ آئے۔ یہ بنی عبدالدار کی مولاۃ ہیں۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی ان کے والد ''ابو تجراۃ ابن ابی فکیھہ'' تھے۔ جنکا اصل نام یسار تھا۔(۳) ان سے چند احادیث مروی ہیں۔(۴)

۴۲. سراءؓ بنت نبھان:

انکا شمار محدث صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔(۵)

۴۳. الشموسؓ بنت نعمان:

نام شموس، نسب: ''الشموس بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبعیۃ بن زید''۔(۶)

انکا تعلق انصار قبیلے سے تھا، والدہ کا نام: ''سالمہ بنت مطرف بن الحارث بن زید'' تھا انکی شادی ''ابوسفیان بن حارث بن قیس'' سے ہوئی۔ یہ مسلمان ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت لی۔(۷)

۴۴. ام الضحاکؓ بنتِ مسعود:

محدث صحابیہؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں اور مالِ غنیمت میں حصہ پایا۔(۸)

۱- تہذیب الکمال، ۳۵/۲۴۱، تہذیب، ۱۲/۴۳۸،۴۳۹

۲- تہذیب، ۱۲/۴۳۹، الذہبی، محمد بن احمد، الکاشف، ۳/۴۳۱

۳- تاریخ الصحابۃ، ص ۴۹،۸۳: اسد الغابۃ ۷/۶۱،۷/۳۶، العقد الثمین، ۶/۳۷۶،۶/۳۷۳

۴- المستدرک، ۴/۴۳۸

۵- محمد سعید مبیض، موسوعۃ حیاۃ الصحابیاتؓ، ص ۴۴۸

۶- الاصابۃ، ۴/۳۴۳

۷- الاستبصار، ص: ۳۵۵

۸- الاستبصار، ص ۲۴۵: الاصابۃ، ۴/۴۶۹

۴۵. ام سلیمانؓ بن عمرو بن الاحواص الازدیہ:

انکی کنیت ''ام جندب'' تھی۔محدث صحابیہ ہیں۔ان سے انکا بیٹا سلیمانؓ روایت کرتا ہے۔(۱)

۴۶. ام ابانؓ بنت الوذاع بن زارع:

یہ بھی محدث صحابیہؓ ہیں۔وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتی ہیں اور ان سے ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔(۲)

۴۷. ام زیاد الاشجعیہؓ:

صحابیہؓ ہیں۔ان سے رافع بن سلمہ بن زیاد اور حشرج بن زیاد روایت کرتے ہیں۔(۳)

۴۸. عائشہؓ بنتِ طلحہ بن عبید اللہ:

انکی والدہ ''ام کلثوم بنت الصدیق'' تھیں۔انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔یحیٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۰۱ہجری تک مدینہ میں زندہ رہیں۔(۴)

۴۹. صفیہؓ بنت شیبہ بن عثمان حاجب الکعبۃ:

انکا تعلق ''بنی کندہ'' قوم سے تھا جو حبشہ سے ہجرت کر کے مکہ آئے۔(۵)

''تابعہ اور ثقہ'' ہیں۔ابن حبان نے صحابیاتؓ میں انکا تذکرہ کیا ہے۔(۶)

۵۰. فاطمہؓ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب.الهاشیمہ المدنیہ:

انکی والدہ ''ام اسحاق بنتِ طلحہ'' تھیں۔انکی شادی ''حسن بن الحسن بن علیؓ'' سے ہوئی اور ان کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ابنِ حبان نے ثقات میں انکا تذکرہ کیا ہے۔(۷)

۵۱. معاذہؓ بنتِ عبداللہ العدویہ:

نسب:''معاذہ بنتِ عبداللہ بن عمرو بن مرۃ بن قیس بن عدی.................'' اور انکی کنیت ''ام الصہباء'' تھی۔یہ بصرہ

۱- اسد الغابۃ، ۷/ ۳۳۴، ۳۳۵: الاصابۃ ۱۳/ ۱۸۸

۲- اعلام النساء: ۱/ ۲۲

۳- الاصابۃ، ۱۳/ ۲۱۴، تہذیب، ۱۲/ ۲۱۷

۴- الکاشف، ۳/ ۴۳۰، موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۵۷۳

۵- الاستیعاب، ۴/ ۴۲۸، الاصابۃ، ۸/ ۲۱۳

۶- تاریخ الثقات، ص ۵۲۰

۷- الکاشف، ۳/ ۴۳۲، تہذیب، ۱۲/ ۴۴۲، ۴۴۳

کی رہنے والی تھیں۔فصاحت و بلاغت، تفقہ فی الدین اور زہد میں لاثانی تھیں، تمام دن رات عبادت میں گزارتی تھیں۔۴۰ سال تک انہوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھائیں۔معاذہؓ نے حضرت عائشہؓ، ہشام بن عامرؓ۔ام عمر بنت عبداللہ بن زبیر وغیرہ سے روایت کی ہے۔جبکہ ان سے ابوقلابہ، قتادہ، یزید ارشد، عاصم الاحول وغیرہ نے روایت کی ہے۔''ثقہ حجت'' تھیں۔۸۳ھ میں وفات پائی۔(۱)

۵۲. سمعیة البصریةؓ:

یہ حضرت عائشہؓ سے اور ان سے ثابت البنانی روایت کرتے ہیں۔

۱۲۷یا۱۲۳ ہجری میں وفات پائی۔(۲)

۵۳. بنانةؓ بنتِ یزید العبشمة:

ان کو''نبالۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔یہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں۔جبکہ ان سے عاصم الاحول نے روایت کی ہے۔۱۴۲ ہجری میں وفات پائی۔(۳)

۵۴. حضرت سلمیؓ ام رافع:

یہ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔گھریلو کام کاج اور بچوں کی تربیت میں حضرت خدیجہؓ کی مدد کیا کرتی تھیں۔حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئیں۔یہ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔(۴) غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھیں (۵)

۵۵. حضرت ام عامرؓ والدہ ابی الطفیل بن واثلة:

یہ''عامر بن واثلہ'' کی والدہ اور مشہور صحابی''واثلہ بن عبداللہ'' کی زوجہ تھیں۔ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔(۶)

۵۶. ام مالک الانصاریةؓ:

ام مالک الانصاریہ صحابیہؓ تھیں اور نبی کریم ﷺ کو تحائف بھیجا کرتی تھیں۔ان سے تین احادیث مروی ہیں۔(۷)

۱- الطبقات الکبری، ۸/۳۶۵؛ اعلام النساء، ۵/۶۰،۶۱، موسوعة حیاة الصحابیات، ص-۷۰۳، الکاشف، ۳/۴۳۵

۲- اعلام النساء، ص، ۲۶۱

۳- تہذیب الکمال، ۳۵/۱۳۸؛ اعلام النساء، ۱/۱۴۹

۴- محمود طلحه جلی، المائة الاوائل من صحابیات الرسول، ص، ۳۱۸،۳۱۹

۵- الاستیعاب، ۴/۱۸۶۲، ۱۸۶۳

۶- الاصابة، ۸/۲۲۷، تقریب، ۲/۶۲۲

۷- اسد الغابة، ۷/۳۶۹، الکاشف، ۳/۴۴۴؛ موسوعة حیاة الصحابیات، ص ۱۹۵

۵۷. حضرت ام سعدؓ بنت سعد الربیع:

انکا اصل نام ''جمیلہ'' تھا۔ بنی حارث بن الخزرج سے تعلق تھا۔ صحابیہ تھیں..........نسب: ''ام سعد بنت الربیع بن ابی زہیر بن مالک......'' والدہ کا نام ''خلادہ بنت انس بن سنان'' تھا۔(۱)

۵۸. حضرت نفیسہؓ بنت منیہ:

نسب: ''نفیسہ بنت امیہ بن ابی عبید بن ہمام بن الحارث بن بکر بن زید..............'' اور والدہ ''منیہ بنت جابر بن وھب بن نسیب بن زید بن مالک'' ہے۔ مشہور صحابی ''یعلی بن امیہ'' کی بہن ہیں۔ نفیسہ نے اسلام کی سعادت حاصل کی اور حضور ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کا نکاح کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔(۲)

۵۹. حضرت عمیرہؓ بنت عبداللہ بن کعب:

یہ مشہور صحابی اور شاعرِ رسول ﷺ ''کعب بن مالک'' اور ''صحابیہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ'' کی پوتی ہیں۔ نسب: ''عمیرہ بنت عبیداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین الانصاری'' ہے۔(۳)

۶۰. حضرت جھدمہؓ:

انکا یہ نام نبی کریم ﷺ نے بدل کی ''لیلیٰ'' رکھ دیا تھا۔ یہ ''بشیر بن خصاصیہ'' کی بیوی تھیں اور ''بنی شیبان'' سے انکا تعلق تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۲ یا ۳ احادیث روایت کی ہیں۔(۴)

۶۱. حضرت فاطمہؓ بنت عبداللہ:

حضرت فاطمہ بنتِ عبداللہ عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کی والدہ ہیں اور وہ آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت بی بی آمنہؓ کے پاس موجود تھیں۔(۵)

۶۲. ام سالم الراسبیہؓ:

ام سالم بنت مالک الراسبیہ البصریہ، صحابیہ ہیں۔ ان سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ (۶)

۱- الاستعیاب، ۳۶۵/۴: اسد الغابۃ، ۳۲۷/۷: الاصابۃ، ۴۰۱/۸

۲- الطبقات الکبری، ۳۷۱/۸: الاستعیاب، ۴۷۱/۴: اسد الغابۃ، ۲۷۲/۷: الاصابۃ، ۳۳۱/۸

۳- الطبقات الکبری، ۴۳۸/۸، التاریخ الکبیر، ۱۰۵/۷: تہذیب الکمال، ۴۰۲/۱۵

۴- الاستعیاب، ۳۶۶/۴، الاصابۃ، ۷۲/۸

۵- موسوعۃ حیاۃ الصحابیات، ص ۲۵۱، المواھب اللدنیہ، ۱۲۷/۱، الاستعیاب، ۴۵۳/۴

۶- الکاشف، ۴۲۱/۳، تہذیب، ۴۹۷/۴

باب سوم

حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکی و مدنی دور) کے اہم پہلو

فصل اول: مکی دور

☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت

☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

☆ نسب اقدس
☆ پیدائش
☆ رضاعت
☆ عہد شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
☆ معاشی جدوجہد
☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی
☆ قبل از اسلام شرک سے دوری
☆ قبل از بعثت علامات نبوت
☆ آغاز وحی
☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم
☆ سفرِ طائف

☆ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

فصل دوم: مدنی دور

☆ ہجرتِ مدینہ
☆ مسجد قبا کی تعمیر
☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی
☆ غزوۂ خندق
☆ غزوۂ بنو قریظہ
☆ غزوۂ خیبر
☆ فتح مکہ
☆ عام الوفود
☆ حجۃ الوداع
☆ مرض الموت
☆ وصال

تعارف باب سوم

باب سوم میں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہونے والی صحابیاتؓ کی ان روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ جن سے آپ کی مکی اور مدنی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ ان روایات کا پس منظر، وضاحت طلب باتوں کی تشریح، تخریج اور فصل کے اختتام پر روایت بیان کرنے والے تمام راویوں کے مختصر احوال، سالِ وفات، اور ان کا علم اسماء الرجال و جرح و تعدیل کے مطابق متعین درجہ بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول: مکی دور

☆ اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت

☆ تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

☆ نسب اقدس

☆ پیدائش

☆ رضاعت

☆ عہد شباب نبوی

☆ معاشی جدوجہد

☆ حضرت خدیجہؓ سے شادی

☆ قبل از اسلام شرک سے دوری

☆ قبل از بعثت علامات نبوت

☆ آغاز وحی

☆ تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

☆ سفر طائف

☆ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی

اسلام سے قبل عرب کی مذہبی حالت:

عرب کے تمام لوگ پہلے پہل دین ابراہیمی کے پیروکار تھے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے ان میں دین ابراہیمی کے شعائر باقی تھے۔ مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عمرو بن لحیی (۱) ملک شام گیا۔ تو اس نے وہاں بتوں کی پوجا ہوتے دیکھی کیونکہ ملک شام پیغمبروں کی سرزمین اور آسمانی کتابوں کی نزول گاہ تھی۔ چنانچہ وہ اس سے متاثر ہوکر ''ہبل'' نامی بت اپنے ساتھ لایا اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا۔ اہل مکہ اس پر لبیک کہتے ہوئے اس کے نقش قدم پر چل پڑے (۲) اس طرح عرب میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ اس بت پرستی نے اس قدر مقبولیت حاصل کر لی کہ بہت سے جانوروں کو ان بتوں کی نذر کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

حدثنی محمد بن أبی یعقوب أبو عبدالله الكرمانی حدثنا حسان بن ابراهیم حدثنا یونس عن الزهری عن عروه ﴿ان عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: رأیت جهنم یحطم بعضها بعضا ورأیت عمراً یجر قصبه وهو اوّل من سیب السوائب﴾ ۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اپنے آپ کو کچل رہی تھی اور میں نے اس میں عمرو بن لحیی کو اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا۔ اس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر سانڈھ چھوڑے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب ماجاء الله من بحیرة ولاسائبة (حدیث:۴۶۲۴)، ص ۷۹۱

دین حنیف:

اسلام سے قبل عرب میں اگرچہ ہر طرف شرک کی تاریکیوں کا راج تھا مگر اس ماحول میں کچھ لوگ ایسے تھے جو توحید کے پرستار اور شرک بت پرستی سے بیزار تھے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں زید بن عمرو بن نفیل (۳) سر فہرست ہیں۔ یہ

۱۔ **''عمرو بن لحیی بن قمعة بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان''**، اس کا اصلی نام ''ربیعہ ابن حارثہ'' تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ اسی کی نسل سے ہے (معجم البلدان ذکر اللات، ۴/۵، عمر رضا کحاله، معجم قبائل العرب، ۳۳۸/۱)

۲۔ لات اور منات نامی بتوں کی پوجا بھی اہل عرب نے اسی کے ایماء پر شروع کی تھی۔ لات کے معنی ''ستو گھولنے والا'' ہے۔ یہ وہ شخص تھا جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا۔ طائف میں بنو ثقیف نے اس کا بت بنا کر پرستش شروع کر دی۔ اور ''منات'' قدیم ترین بت تھا۔ جو بحیرہ احمر کے ساحل پر قدید کے قریب مشلل میں نصب تھا۔ (معجم البلدان، ذکر مناة، ۲۰۴/۵، ڈاکٹر شوقی عبدالخلیل، اٹلس سیرت نبوی، ص ۵۹)

۳۔ **''زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی''**، مشہور صحابی سعید بن زید کے والد تھے اور قبل از اسلام دین حنیف پر قائم تھے اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل وفات پا چکے تھے۔ (جمهرة انساب العرب، ص ۱۵۰، ۱۵۱: اسد الغابة ۳۰۶/۲، سیر اعلام النبلاء ۱۳۴/۱)

حضرت عمر فاروقؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور دین حنیف (جو حضرت ابراہیمؑ کا دین تھا) پر قائم تھے۔ یہ علی الاعلان شرک، بت پرستی سے انکار اور جاہلیت کی مشرکانہ رسوم و روایات سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زید بن عمرو بن نفیل سے خاص تعلق تھا کبھی کبھی ملاقات بھی ہو جایا کرتی تھی۔(۱)

قال الليث كتب الى هشام عن ابيه ﴿عن اسماى بنت ابى بكر رضى الله عنها قالت: رايت زيد بن عمرو بن نفيل قائماً مسنداً ظهره الى الكعبة يقول: يا معاشر قريش! والله ما منكم على دين ابراهيم غيرى و كان يحيى الموؤدة يقول للرجل اذا اراد ان يقتل ابنته لا تقتلها أنا اكفيكها مونتها فياخدها فاذا ترعرعت قال لأبيها ان شئت دفعتها اليک وان شئت كفيتک مونتها﴾

حضرت اسمابنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑا ہوا دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: ''اے جماعت قریش! میرے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے'' اور وہ موودۃ (یعنی وہ نوزائیدہ لڑکی جسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا) کو بھی بچا لیتے تھے وہ اس آدمی سے جو اپنی لڑکی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا یہ فرماتے کہ اسے قتل نہ کرو اور میں تمہارے بجائے اس کی خدمت کروں گا تو وہ اسے (پرورش کے لیے) لے جاتے۔ جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر تم چاہو تو میں یہ لڑکی تمہارے حوالہ کر دوں اور تمہاری منشا ہو تو میں ہی اس کی خدمت کرتا رہوں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل (حديث:۳۸۲۸) ص، ۶۴۲، الاصابة ۱/۵۶۹

تورات وانجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئیاں:

تورات (۲) اور انجیل (۳) میں نبی موعود کا تذکرہ وضاحت کے ساتھ موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اہل کتاب ہر دور

۱۔ الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب حديث، زيد بن عمر و بن نفيل (حديث:۳۸۲۸)ص، ۶۴۲، جمهرة انساب العرب، ص ۱۵۰، ۱۵۱، سير اعلام النبلاء، ۱/۱۲۷: الاصابة، ۱/۵۶۹

۲۔ تورات میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔
''خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے، یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے، میری مانند ایک نبی تیرے لیے برپا کرے گا تم اس کی سننا'' (کتاب استثنا ۱۸:۱۵) ص۔۲۰۰

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی علامات اور خصوصیات بیان کیں۔ مثلاً ''اب سے میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور اس کا مجھ میں کچھ نہیں'' (یوحنا ۱۴: ۳۰، ص۔ ۱۲۰)
''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں یہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت کے بارے میں تقصیر وار ٹھہرائے گا''۔ (یوحنا ۱۶: ۷، ۸، ص ۱۲۱)

میں اس آخری نبی کی آمد کے انتظار میں چشم براہ رہے اور جب قصرِ نبوت کی تکمیل کے لیے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی اسماعیل میں پیدا کیا گیا۔ تو یہودیوں کے لیے قریش میں نبی موعود کی بعثت کا معاملہ سوہانِ روح بن گیا۔

اخبرنا علی بن محمد عن ابی عبیدة بن عبدالله بن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر وغیره عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: سکن یهودی بمکة (ا) یبیع بها تجارات، فلما کان لیلة وُلد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، قال فی مجلس من مجالس قریش: هل کان فیکم من مولود هذه اللیلة؟ قالوا: لا نعلمه، قال: أخطات والله حیث کنت اکره، انظروا یا معشر قریش واحصوا ما أقول لکم: وُلد اللیلة نبی هذه الامة أحمد الآخر، فان اخطاکم فبفلسطین، به شامة بین کتفیه سوداء صفراء فیها شعرات متواترات، فتصدع القوم من مجالسهم وهم یعجبون من حدیثه، فلما صاروا فی منازلهم ذکروا لاهالیهم، فقیل لبعضهم وُلد لعبد الله بن عبدالمطلب اللیلة غلام فسمّاه محمداً، فالتقوا بعد من یومهم فاتوا الیهودی فی منزله فقالوا: اعلمت انه ولد فینا مولود؟ قال: ابعد خبری ام قبله؟ قالوا: قبله واسمه احمد، قال: فاذهبوا بنا الیه، فخرجوا معه حتی دخلوا علی امه، فاخرجته الیهم، فرای الشامة فی ظهره، فغشی علی الیهودی ثم افاق، فقالوا: ویلک! مالک؟ قال: ذهبت النبوة من بنی اسرائیل وخرج الکتاب من ایدیهم، وهذا مکتوب یقتلهم ویبز اخبارهم، فازت العرب بالنبوة، افرحتم یامعشر قریش؟ اما والله لیسطون بکم سطوة یخرج نبوها من المشرق الی المغرب﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

''مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا۔ جب وہ شب ہوئی جس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں اس کا علم نہیں ہے اس نے کہا: میں نے غلطی کی، واللہ جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی) اے گروہ قریش! دیکھو جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو۔ آج کی شب کو اس امت کے نبی احمد، جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو

ا۔ **مکہ** مکہ کا قدیم نام ''بکہ'' ہے۔ (آل عمران ۔۳:۹۶) پہلا متبرک گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ مکہ تھا۔ یہ شہر شام کے مشرق میں جدہ سے تقریباً ۶۴ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کو ''بلد الامین، بیت العتیق اور بیت الحرام'' بھی کہا جاتا ہے۔ (معجم البلدان، ۱۸۱/۵، ۱۸۲، اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۷۹)

وہ فلسطین میں (پیدا) ہوئے ہیں۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرد مسا ہے۔ جس میں برابر بال ہیں" ساری قوم اپنی نشست گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس کی بات پر تعجب کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے گھر گئے تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان میں سے بعض کو کہا گیا کہ آج کی شب کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے۔ اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے۔ اس سے کہا "کیا تمہیں علم ہے کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔" اس نے پوچھا میری خبر دینے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے کہا پہلے اور اس کا نام احمد ہے۔ اس نے کہا مجھے اس (بچے) کے پاس لے چلو۔ پس وہ سب اس یہودی کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے اس بچے کو ان لوگوں کے پاس باہر بھیج دیا۔ اس یہودی نے وہ مسا بچے کی پیٹھ پر دیکھا۔ تو اس پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی تجھے کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اور کتاب الٰہی (بھی) ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آ جائے گا۔ عرب نبوت پر فائز ہوئے۔ اے گروہ قریش! کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار! واللہ وہ تم کو ایسا غلبہ دے گا جسکی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی"۔

تخریج:

الطبقات الکبری، ۱/۷۷-۷۸، المستدرك میں اس کی سند یہ ہے "ابو محمد عبداللہ بن جعفر، ثناء یعقوب بن سفیان، ثناء ابو غسان محمد بن یحییٰ الکنانی، حدثنی ابی، عن ابن احساق قال: کان هشام بن عروه یحدث عن ابیه عن عائشة" اور حاکم نیشاپوری آخر میں لکھتے ہیں۔ "هذا احدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه" (۲/۶۵۷) جبکہ ذھبی لکھتے ہیں: "صحیح (قلت) لا" تلخیص المستدرك ۲/۶۰۲، ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، ص، ۵۰، سبل الهدیٰ، ۱/۳۳۹: المواهب اللدنیه، ۱/۱۳۰-۱۳۱، الدیار البکری، محمد بن الحسن، تاریخ الخمیس، ۱/۱۹۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی شرافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے حسب ونسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین اور شریف النسب پیدا

کیا تھا۔ آپؐ کے خاندان کا ہر فرد عزت و حشمت اور عفت و عصمت کا بہترین نمونہ تھا۔ آپؐ کے ددھیال و ننھیال کے آباؤ اجداد نیک نامی میں مراجع انام رہے۔ آپؐ کے والد محترم حضرت عبداللہ کے اخلاق حمیدہ، اوصاف جمیلہ اور پاکبازی کا پورے مکہ میں شہرہ تھا۔

ں عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراهيم بن السندی ثناء النضر بن سلمة قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزيز عن ابيه قال حدثنی ابن شهاب عن ابی بکر بن عبدالرحمن ﴿عن ام سلمة و عامر بن سعد عن ابيه سعد قال: اقبل عبدالله بن عبدالمطلب ابو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان فی بناء له وعليه اثر الطين والغبار فمر بامرأة من خثعم وقال عامر بن سعد عن ابيه فيحديثه فمر بليلى العدوية فلمارأته ورأت ما بين عينيه دعته الى نفسها وقالت له ان وقعت بی فلک مائة من الابل فقال لها عبدالله بن عبدالمطلب حتى اغسل عنی هذا الطين الذی علی وارجع اليک فدخل عبدالله بن عبدالمطلب على آمنة بنت وهب فواقع بها فحملت برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الطيب المبارک ثم رجع الى الخثعمية وقال عامر الى ليلى العدوية فقال هل لک فيما قلت قالت: لا يا عبدالله قال: ولم قالت: لانک مررت بی وبين عينيک نورثم رجعت الی وقد انتزعته آمنة بنت وهب منک فحملت آمنة برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم﴾

حضرت ام سلمہؓ اور عامر بن سعد اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ اپنا مکان تعمیر کر رہے تھے۔ آپ ادھر سے واپس آئے چہرے پر گرد و غبار تھا (یمنی قبیلہ) بنو خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور روایت عامر بن سعد میں ہے کہ لیلیٰ عدویہ پر آپ کا گزر ہوا۔ اس نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا۔ تو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی اور کہا: "اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو میں آپ کو سو اونٹ دوں گی۔" آپ نے کہا میں نے ابھی غسل کرنا ہے پھر تیری بات سنوں گا اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنی زوجہ آمنہ بنت وھب کے پاس گئے اور ان سے مباشرت فرمائی اور یوں حضرت آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہو گئیں۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ کا اس خثعمی عورت پر اور بقول عامر بن سعد

لیلیٰ عدویہ پر گزر ہوا آپ فرمانے لگے: ابھی تیری خواہش باقی ہے؟ کہنے لگی اے عبداللہ! نہیں!! فرمایا کیوں؟ کہنے لگی اس لیے کہ جب آپ پہلی مرتبہ میرے پاس سے گزرے تھے تو اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ نبوت چمک رہا تھا اب جو آپ واپس آئے ہیں تو وہ نور آمنہ بنتِ وھب نے آپ سے لے لیا ہے۔ پس حضرت آمنہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ وجود سے حاملہ ہو گئیں۔" (۱)

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۳۸، شرف المصطفیٰ ۱/۳۴۵ میں پوری سند موجود نہیں۔ بلکہ یہ روایت "رُوِیَ عن ام سلمۃ" (صیغہ مجہول) میں موجود ہے اور السیرۃ النبویۃ، ابن ہشام ۱/۱۶۵ میں یہ روایت ابن اسحاق بن یسار سے مروی ہے۔ تاریخ الخمیس، ۱/۱۸۴

نسب اقدس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب شرافت، نجابت اور عزت و نیک نامی کا مظہر ہے۔ آپؐ کے سلسلۂ نسب میں وہ تمام محترم اور نامور بزرگ ہیں۔ جو اپنے اپنے دور میں قائد رہے۔ آپ کا نسب مبارک یہ ہے:

﴿محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ ابن کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان﴾ (۲)

آپ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا جو مسلمان قبیلہ تھا۔ (۳)

۱۔ محمد ادریس کاندھلوی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں "یہ روایت دلائل ابی نعیم میں چار طریقوں اور طبقات ابن سعد میں تین طریقوں سے مذکور ہے۔ جس کے بعض راوی ضعیف بھی ہیں۔ لیکن جو روایات اس قدر مختلف طریقوں سے مروی ہو بالفرض اس روایت کی ہر سند کا ہر راوی بھی فرداً فرداً ضعیف ہو تب بھی محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ مختلف طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ چہ جائیکہ جس روایت کے صرف بعض راوی ضعیف ہوں اور روایت مختلف طریقوں سے مروی ہو۔ اس کے مقبول اور معتبر ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے یہ روایات تاریخ طبری میں بھی سند کے ساتھ مذکور ہے (۲/۱۷۴) جس کے اکثر راوی بخاری کے راوی ہیں۔ (سیرت المصطفیٰ، ۱/۴۰، ۴۱)

۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (باب ۲۸) ص، ۲۳۶: التاریخ الکبیر، ۱/۵، السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، ۱/۱۷: الطبقات الکبریٰ، ۱/۲۳، ۲۴، البدء والتاریخ، ۲/۴۴ الاستیعاب، ۱/۱۳۳: التبیین، ص ۵۵: الانساب للسمعانی، ۱/۲۴: شذرات الذھب، ۱/۱۵

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا تسبوا مضرو ربیعۃ فانھما قد اسلما، یعنی مضر اور ربیعہ (قبیلے) کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے۔ (انساب الاشراف، ۱/۳۷)

حدثنا قیس بن حفص حدثنا عبدالواحد حدثنا کلیب بن وائل قال ﴿حدثتنی ربیبة النبی صلی الله علیه وآله وسلم زینبؓ بنت ابی سلمة قال: قلت لها أرایت النبی صلی الله علیه وآله وسلم أکان من مضر؟ قالت فممن کان انا من مضر من بنی النضر (۱) بن کنانة (۲)﴾

''کلیب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زینبؓ بنت ابی سلمہ ربیبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا تھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضر کے قبیلہ میں سے تھے یا کسی اور قبیلہ میں سے؟ انہوں نے کہا ہاں! قبیلہ مضر میں سے تھے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب المناقب (حدیث: ۳۴۹۱) ص، ۵۸۸: المستدرک، ۲/ ۶۶۱، میں ایسی ہی روایت محمد بن صالح بن ہانی، سری ابن خزیمہ اور عفان سے مروی ہے۔ عبدالواحد سے آگے سند یہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب اقدس پر مزید روشنی ام سلمہؓ کی اس روایت سے پڑتی ہے۔

قال عبدالعزیز: وحدثنی موسیٰ بن یعقوب الزمعی. من بنی اسد بن عبدالعزی. قال: اخبرنی عمی ابولحویرث، عن ابیه، ﴿عن ام سلمة: زوج النبی صلی الله علم وسلم، قالت: سمعت رسول الله، صلی الله علیه وآله وسلم، یقول: "معد بن عدنان، بن أدد، بن زند بن یری، بن اعراق" فقالت ام سلمة، فمعد: معد، وعدنان: عدنان، وأدد: ادد، وزند: همیسع، ویری: نبت، واسماعیل بن ابراهیم: أعراق الثری﴾

''ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معد بن عدنان بن ادد، بن زند، بن یری، بن اعراق، ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ معد کو معد، عدنان، عدنان اور ادد، ادد

۱۔ نضر، ان کے چہرے کی نضرت (تروتازگی) اور خوبصورتی کے باعث ان کا یہ نام پڑا۔
جمہور نسابین کا اعتماد اس بات پر ہے کہ نضر بن کنانہ بن خزیمہ.......... معد بن عدنان ہی ابا قریش ہے اور نضر بن کنانہ کی والدہ کا نام ''برہ بنت مر بن ادبن طابخة'' تھا۔ جو تمیم بن مر کی بہن تھیں۔ (نسب قریش، ص، ۱۰، الطبقات الکبری، ۱/ ۶۶، معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة، ۳/ ۹۴۷-۹۵۰، محمد احمد جاد، ایام العرب فی الجاهلیة، ص ۳۲۳)

۲۔ کنانہ کے معنی ہیں ''ترکش'' کنانہ ترکش کی طرح اپنی قوم کے لیے پردہ اور مامن تھے۔ یہ بہت معزز اور علم وفضل والے تھے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۵۱)

اور زند کو ھمیسع اور یری کو نبت اور اسماعیل بن ابراہیم کو "اعراق الثری" کہا گیا ہے۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (البیہقی)، ۱/۱۷۷، ۱۷۸: الروض الانف، ۱/ ۳۲، میں یہ روایت موسیٰ بن یعقوب سے مروی ہے، آگے سند یہی ہے۔

پیدائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے ساتھ بہت سے معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً

وروی ابو نعیم عن عبدالرحمن بن عوف (۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ﴿عن امه الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: لما ولدت آمنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقع علی یدی فاستهل، فسمعت قائلاً یقول: رحمک اللہ او رحمک ربک فاضاء ما بین المشرق والمغرب حتی انی نظرت الی بعض قصور الروم. قالت: ثم ألبسته وأضجعته فلم أنشب ان غشیتنی ظلمة ورعب وقشعریرة عن یمینی فسمعت قائلاً یقول: أین ذهبت به. قال: الیٰ المغرب واسفر عنی ذلک ثم عاودنی ذلک الرعب والقشعریرة عن یساری فسمعت قائلاً یقول: أین ذهبت به؟ قال: الی المشرق. قالت: فلم یزل الحدیث منی علی بال حتی بعثه اللہ تعالیٰ﴾

حضرت شفا بنت عمر بن عوفؓ فرماتی ہیں:

"جب حضرت آمنہؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو آپؐ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے۔ آپؐ نے کچھ گریہ کیا۔ تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا کہ اللہ آپؐ پر رحمت کرے۔ یا تیرا رب تجھ پر رحمت کرے۔ پس اس وقت مشرق سے مغرب تک سب کچھ روشن ہوگیا اور میں نے روم کے محلات دیکھ لیے"۔

مزید فرماتی ہیں:

"پھر میں نے آپ کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا۔ کچھ لمحوں کے بعد مجھ پر تاریکی اور رعب وخوف طاری ہوگیا۔ پھر میرے دائیں طرف روشنی ہوئی۔ پس میں سنا کوئی پوچھ رہا تھا "تم انہیں کہاں لے

۱۔ "عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زهرة بن کلاب"، (م۳۲ھ) انکی کنیت "ابو محمد الزهری" تھی۔ انکی والدہ "شفا بنت عوف" تھیں۔ عام الفیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے۔ دونوں ہجرتیں کیں۔ عہد جاهلیہ میں ان کا نام "عبدالکعبہ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ غزوات میں شریک ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ (تهذیب الکمال، ۱۷/ ۳۲۴-۳۲۹)

گئے تھے؟ جواب ملا: میں اسے مغرب میں لے گیا تھا۔ پھر مجھ پر بائیں طرف سے تاریکی اور رعب طاری ہوا۔ پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ کہا: میں اسے مشرق لے گیا تھا۔ وہ فرماتی ہیں۔ یہ واقعہ ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرمایا"۔

تخریج:

۱۔ سبل الهدیٰ، ۱/۳۴۴، دلائل النبوة (ابونعيم)، ۱/۴۰ (فكنت في اول الناس اسلاماً) کا اضافہ ہے۔ اس میں سند اس طرح ہے "عمر بن محمد بن جعفر قال ثنا ابراهيم بن السندى قال ثنا النضر بن سلمة قال ثنا احمد بن محمد بن عبدالعزيز الزهرى عن ابيه محمد بن عبدالعزيز الزهرى و عبدالرحمن بن حميد بن عبدالرحمن بن عوف كلاهما يحدثان عن حميد بن عبدالرحمن بن عوف عن ابيه عبدالرحمن بن عوف"۔ الوفاء، ص ۹۱، المواهب اللدنيه، ۱/۱۳۰

پیدائش سے متعلق معجزات میں سے ایک روایت حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہؓ سے مروی ہے:

واخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ، قال: حدثنا محمد بن اسماعيل، قال: حدثنا محمد بن اسحاق، قال: حدثنا ابو [بشر] مبشر ابن الحسن، قال: حدثنا يعقوب بن محمد الزهرى، قال: حدثنا عبدالعزيزابن عمران، قال: حدثنا عبدالله بن عثمان بن ابى سليمان بن جبير بن مطعم، عن ابيه، عن ابن ابى سويد الثقفى، عن عثمان بن ابى العاص(۱)، قال: ﴿حدثتنى امى(۲): انها شهدت ولادة آمنة بنت وهب رسول الله، صلى الله عليه وآله وسلم ليلة ولدته، قالت: فما شى انظر اليه فى البيت الا نور، وانى

۱۔ "عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ"، (م ۵۱ھ) عثمان بن ابی العاص ثقفی وفد ثقیف کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طائف کا عامل مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک برابر طائف کے عامل رہے۔ پھر ۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے بجائے طائف کے عمان اور بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ قبیلہ ثقیف کو مرتد ہونے سے عثمان بن ابی العاصؓ نے بچایا اور اس وقت اپنی قوم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے ثقیف! تم سب سے آخر میں اسلام لائے۔ لہٰذا سب سے پہلے پھرنے والے نہ بنو۔ اخیر عمر میں عثمانؓ نے بصرہ کی سکونت اختیار کی اور حضرت معاویہ کے زمانے خلافت ۵۱ھ یا ۵۵ھ میں بصرہ ہی میں انتقال فرمایا۔ (الاستيعاب، ۳/۱۵۳: اسدالغابة، ۳/۳۷۳)

۲۔ تمام کتب میں "عثمان بن ابی العاص کی والدہ" کا نام مذکور نہیں ہے۔ البتہ الاصابة (۴/۳۸۳) اور شرح مواهب اللدنيه (۱/۲۷) میں ان کی والدہ کا نام "فاطمہ بنت عبداللہ" مذکور ہے اور موسوعة حياة الصحابيات، ص، ۶۵۱ پر ان کا تذکرہ موجود ہے۔

لانظر الی النجوم تدنوا حتی انی لاقول: لیقعن علی﴾

عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات انکی والدہ آمنہ بنت وھب کے پاس موجود تھیں (جب ان پر ولادت کا وقت ہوا) وہ کہتی ہیں مجھے ہر طرف گھر میں نور ہی نور نظر آ رہا تھا۔ اور جب میں نے ستاروں کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف جھکنے لگے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آ گریں گے"۔

تخریج:

"دلائل النبوة (البیهقی)، ۱/۱۱۰، ۱۱۱، "الآحاد المثانی، ص ۱۳۱: میں یہ حدیث محمد بن یحییٰ ابوعمرو الباھلی سے مروی ہے "دلائل النبوة (ابو نعیم) ۱/۴۰۔ اس میں "فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البیت والدارحتی جعلت لااری الانور" کا اضافہ ہے: (تاریخ الخمیس، ۱/۲۰۳، سبل الهدی ۱/۳۴، میں بھی یہی اضافہ ہے، مجمع الزوائد، ۸/۲۰۳)

رضاعت

پیدائش کے بعد سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے تقریباً سات روز تک دودھ پلایا۔ اس کے بعد چند دنوں تک ابولہب کی لونڈی ثویبہ(۱) نے دودھ پلایا۔ اس وقت ثویبہ کی گود میں ان کا بیٹا مسروح تھا۔

اخبرنا محمد بن احمد بن الحسن قال ثناء الحسن بن الجهم قال ثنا الحسین بن الفرج قال ثناء محمد بن عمر الواقدی قال حدثنی موسی بن شیبة ﴿عن عمیرة بنت عبدالله بن کعب بن مالک عن عزیزة بنت ابی تجراة قالت: اول من ارضع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثویبة مولاة ابی لهب بلبن ابن لها یقال له مسروح ایا ماقبل ان تقدم حلیمة وکانت قدار ضعت قبله حمزة بن عبدالمطلب وارضعت بعده اباسلمة بن عبد الاسد المخزومی﴾

"عزیزہ بنت ابی تجراۃ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے مسروح کے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنی چھاتی میں دودھ

۱۔ **"ثویبہ"** ابولہب کی لونڈی تھیں۔ قیامِ مکہ کے دوران جب بھی وہ آپؐ سے ملنے آتیں۔ تو آپؐ اور حضرت خدیجہؓ ان کی بے حد تکریم کرتے۔ ہجرت کے بعد بھی آپؐ اپنی اس رضاعی ماں کے بارے میں جو مکہ میں تھیں۔ اکثر دریافت فرماتے رہتے اور تحفے بھی بھیجتے۔ ۷ھ میں خیبر سے واپسی پر آپ کو ان کی وفات کی خبر ملی۔ ان کا بیٹا مسروح پہلے ہی وفات پا چکا تھا۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ (الطبقات الکبریٰ ۱/۵۱، الاصابة ۸/۶۰)

رکھتی تھیں۔ یہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے سے چند دن پہلے کی بات ہے۔ثویبہؓ نے آپؐ سے پہلے (آپؐ کے چچا) حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپؐ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو پلایا''۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۴۷؛ الطبقات الکبری، ۱/۵۱ (محمد بن عمر بن واقد، موسیٰ بن شیبہ سے روایت کرتے ہیں)؛ الاصابۃ، ۸/۶۰؛ انساب الاشراف، ۱/۱۰۲

عرب کے شہری باشندوں کا یہ دستور تھا کہ امراض سے دور رکھنے اور خالص عربی زبان سکھانے کی خاطر اپنے بچوں کو بدوی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو رضاعت کی خاطر حضرت حلیمہؓ بنت ابی ذویب کے حوالے کیا:

> قال ابن اسحاق: وحدثنی جهم بن ابی جهم مولی الحارث بن حاطب الجمحی، عن عبدالله بن جعفر بن ابی طالب، اوعمن حدثه عنه (۱)قال:﴿كانت حليمة بنت ابی ذويب السعدية. ام رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم التی ارضعته، تحدث: انها خرجت من بلدها(۲) مع زوجها، وابن لها صغير ترضعه فی نسوة من بنی سعد بن بكر، تلتمس الرضاء. قالت: وذلك فی سنة شهباء، لم تبق لنا شيئا. قالت: فخرجت علی أتان لی قمراء، معنا شارف لنا، والله تبض بقطرة، ومانانم لی لنا اجمع من صبينا الذی معنا، من بكائه من الجوع، ما فی ثدی ما يغنيه، وما فی شارفنا ما يغذيه. قال ابن هشام: ويقال: يغذيه. ولكنا كنا نرجوالغيث والفرج فخرجت علی اتانی تلك فلقد ادمت بالركب حتی شق ذلك عليهم ضعفا وعجفاً، حتی قدمنا مكه نلتمس الرضاء، فما منا امرأة الاوقد عرض عليها رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم افتاء باه، اذ قيل لها انه يتيم، وذلك انا انما كنا نرجوالمعروف من ابی الصبی، فكنا نقول: يتيم! وما عسی ان تصنع امه وجده! فكنا نكرهه لذلك، فما بقيت امراة قدمت معی الا اخذت رضيعاً غيری، فلما أجمعنا الانطلاق قلت لصاجی: والله انی لاكرة ان ارجع من بين صواجی

۱۔ اس حدیث میں **''عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اوعمن حدثہ عنہ''** کے الفاظ قابلِ غور ہیں، جہم کا اس روایت کا خود عبداللہ بن جعفر سے سننا یقینی نہیں۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر یا کسی نے ان سے سن کر مجھ سے کہا، معلوم نہیں ''وہ'' کون تھا؟ اور کیسا تھا؟ جبکہ ذہبی ''جہم'' کے بارے میں لکھتے ہیں۔''لا یعرف'' (میزان الاعتدال، ۲/۱۵۹)

۲۔ حضرت حلیمہؓ کا تعلق **''شظمہ''** نامی پہاڑی گاؤں سے تھا۔ جو سڑک کے راستے مکہ سے تقریباً ۱۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔(اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص، ۹۸)

ولم اخذ رضيعاً والله لأذهبن الى ذلک اليتيم فلاخذنه: قال: لاعليک ان تفعلي، عسى الله ان يجعل لنا فيه بركةً، قالت: فذهبت اليه فاخذته وما حملني على اخذه الا انى لم اجد غيره. قالت: فلما اخذته، رجعت به الى رحلى، فلما وضعة فى حجرى اقبل عليه ثدى اى بماشاء من لبن، فشرب حتى روى، وشرب معه اخوه حتى روى، ثم ناما، وما كنا ننام معه قبل ذلک، وقام زوجي الى شارفنا تلک، فأذا انها لحافل، فحلب منها ما شرب، وشربت معه حتى انتهينا ريا وشبعاً فبتنا بخير ليلة، قالت: يقول صحبى حين أصحبنا: تعلمى والله ياحكيمة، لقد اخذت نسمة مباركة. قالت: فقلت: والله انى لأرجوذلک قالت: ثم خرجنا وركبت (انا) أتانى، وحملته عليها معى، فوالله لقطعت بالركب ما يقدر عليها/شيء من حمرهم، حتى ان صواحبي ليقلن لى: يابنة ابى ذويب، ويحک! اربعى علينا، أليست هذه اتانک التى كنت خرجت عليها؟ فاقول لهن: بلى والله، انها لهي هيى: فيقلن: والله ان لها لشاناً. قالت: ثم قدمنا منازلنا من بلاد بنى سعد وما اعلم ارضاً من ارض الله اجدب منها، فكانت غنمى تروح على حين قدمنا به معنا شباعاً لبنا، لبناً، فنحلب ونشرب، وما يحلب انسان قطرة لبن، ولا يجدها فى ضرع، حتى كان الحاضرون من قومنا يقولون لرعيانهم: ويلكم اسرحوا حيث يسرح راعى بنت ابى ذويب، فتروح اغنامهم جياعاً ماتبض بقطرة لبن، وتروح غنمى شباعاًلبناً، فلم نزل نتعرف من الله الزيادة والخير حتى مضت سنتاه وفصلته، وكان شباباً لايشبه الغلمان، فلم يبلغ سنتيه حتى كان غلاماً جفراً. فكلمنا امه وقلت لها: لوتركتِ بنى عندى حتى يغلظ، فانى أخشى عليه وبأ مكه، قالت: فلم نزل بها حتى ردّته معنا.﴾

حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ فرماتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر اور اپنے چھوٹے بچے جس کو وہ دودھ پلاتی تھی اور بنی سعد کی چند عورتوں کے ہمراہ اپنے شہر سے اس تلاش میں نکلی تھی کہ کہیں سے کوئی بچہ دودھ پلانے کے واسطے حاصل ہو اور وہ سال خشک سالی کا تھا۔ سب لوگ بارانِ رحمت کے منتظر تھے۔ حلیمہ فرماتی ہیں "میں اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی۔ وہ بھی بھوک پیاس سے اس قدر کمزور تھی کہ ایک قدم راہ طے نہ کر سکتی تھی اور میرے پستانوں میں دودھ بھی بالکل خشک ہو گیا تھا کہ میرا بچہ بھوک کے مارے سونے نہ دیتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ جو دودھ دینے والا جانور تھا

اسکے بھی دودھ نہ رہا تھا کہ اس کا دودھ ہی بچے کو پلاتی۔ غرض یہ کہ بہ ہزار خرابی مکہ میں پہنچی اور ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے ہی جا کر بچوں کو لے آئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی عورت نے قبول نہ کیا کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ یتیم ہیں اور یتیم کے سبب کچھ یافت کی امید نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ بچہ کا باپ مرضعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ ماں یا دادا زیادہ بہتر سلوک نہیں کرتے۔ اسی سبب سے کسی عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رضاعت میں نہیں لیا تھا۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں بھی اسی خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آئی تھی۔ مگر رات کو میں نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ صبح کو ہمارا قافلہ جانے والا ہے۔ اور میرے ہاتھ کوئی بچہ نہیں آیا صرف ایک وہ یتیم بچہ باقی ہے تم کہو تو میں اسی کو لے آؤں تاکہ بغیر بچہ کے نہ رہوں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے ہمراہیوں میں ایک قسم کی شرمندگی ہے۔ میرے خاوند نے کہا: ضرور جاؤ اور اس دریتیم کو لے آؤ۔ مجھ کو امید ہے کہ اس کے آنے ہمارے ہاں برکت ہو جائے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں اسی وقت گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر آئی۔ جس وقت میں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا اسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ آپ کا بھائی بھی آپ کی برکت سے ہی شکم سیر ہوا۔ اور دونوں نے خوب آرام فرمایا اور ہمارا جو دودھ دینے والا جانور تھا اس نے بھی اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کے دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہم نے رات گزار دی۔

صبح کو جب میں چلنے کے واسطے اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنی گود میں لیا تو اس مادہ خر کو اس قدر تیز رو پایا کہ تمام قافلہ سے آگے آگے جاتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں یہ حالت دیکھ کر کہنے لگیں حلیمہ کیا یہ تیری وہ مادۂ خر نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں نے کہا: وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں اب تو یہ بہت تیز ہو گئی ہے۔

حلیمہؓ کہتی ہیں۔ غرض یہ کہ اسی برکت اور فرحت کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے۔ اور باوجود خشک سالی کے کہ جنگل میں گھاس کا پتہ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت قدم سے ہماری بکریاں جنگل سے پیٹ بھر کے آتیں اور خوب دودھ دیتی تھیں۔ حالانکہ ہماری ساری قوم کی بکریاں بھوکی جنگل سے آتیں اور ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھیں۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی بکریاں وہیں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی اور

میری پیٹ بھری آتیں۔ غرض یہ کہ ہم نے اسی طرح کی برکتیں خدا کی طرف سے بہت سی مشاہدہ کیں۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما ایسی تھی کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کرسکتا تھا۔ جب آپؐ دو سال کے ہوئے تو ایک ہوشیار لڑکے جیسے تھے۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کو دیکھ کر مجھ کو یہی حرص تھی کہ آپؐ میرے پاس ہی رہیں۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فرزند کو میرے ہی پاس رہنے کی اجازت دیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی آب و ہوا سے ان کے واسطے اندیشہ ہے جب یہ خوب استوار ہو جائیں گے۔ اس وقت اندیشہ نہ رہے گا اور میں نے اس قدر بضد ہو کر ان سے یہ سوال کیا کہ آخر انہوں نے اجازت دے دی اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے آئی۔

تخریج:

السیرة النبویہ لابن ہشام، ۱/۱۹۹۔۲۰۱: السیرة النبویہ، لابن اسحاق ۱-۲/۱۰۰-۱۰۲، المسند (ابو یعلی الموصلی، ۲/۱۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوة، ۸/۲۰۳-۲۰۶۔ الھیثمی لکھتے ہیں۔ ”فیه انقطاع جهم بن ابی جهم لم یسمع عبدالله بن جعفر و عبدالله بن جعفر لم یدرك حلیمة وجهم لم یوثقه غیر ابن حبان“، دلائل النبوة (ابونعیم)، ۱/۴۶،۴۷۔ ”یہ سلیمان بن احمد سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن عبدالعزیز۔ محمد بن سعید الاصبهانی، عبدالرحمن بن محمد المحاربی، محمد بن احمد، محمد بن عثمان بن ابی شیبه، مسروق بن المرزبان اور زکریا بن ابی زائدہ سے آگے سند یہی ہے“۔

عہدِ شباب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے قبل بھی اپنی زندگی فطرت سلیم پر گزاری۔ اور شرک کے مرکز میں رہنے کے باوجود شرک کی پرچھائیں بھی آپؐ پر نہ پڑیں۔

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثنی ابو بکر بن عبدالله بن ابی سبرة عن حسین بن عبدالله بن عبید الله بن العباس عن عکرمة عن ابن عباس قال: ﴿حدثتنی ام ایمن قالت: کان ببوانة صنم تحضره قریش تعظمه، تنسک له النسائک، ویحلقون رؤوسهم عنده،

ویعکفون عنده یوماً الی اللیل، وذلک یوماً فی السنة، وکان ابو طالب یحضره مع قومه، وکان یکلم رسول الله، صلی الله علیه وآله وسلم، ان یحضر ذلک العید مع قومه فیابی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، ذلک، حتی رایت ابا طالب غضب علیه، ورأیت عماته غضبن علیه یومئذ اشد الغضب، وجعلن یقلن: انا لنخاف علیک مما تصنع من اجتناب الهتنا، وجعلن یقلن: ما ترید یا محمد ان تحضر لقومک عیداً ولا تکثر لهم جمعاً، قالت: فلم یزالوا به حتی ذهب فغاب عنهم ماشاء الله، ثم رجع الینا مرعوباً فزعاً، فقالت له عماته: مادهاک؟ قال: انی اخشی أن یکون بی لمم، فقلن: ماکان الله لیبتلیک بالشیطان وفیک من خصال الخیر ما فیک، فما الذی رأیت؟ قال: انی کلما دنوت من صنم منها تمثل لی رجل ابیض طویل یصیح بی وراء ک یا محمد لا تمسّه! قالت: فما عاد الی عید لهم حتی تنبّا. ﴾

حضرت ام ایمنؓ سے روایت ہے: بوانہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی) میں ایک بت تھا۔ قریش اس کے پاس حاضر ہوتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ قربانی کرتے تھے اور وہیں اپنے سر منڈواتے تھے۔ ایک دن رات اسی کے پاس معتکف رہتے تھے اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک دن ہوا کرتی تھیں۔ ابوطالب بھی اپنی قوم کے ہمراہ اس تقریب میں شریک ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ آپ بھی اس تہوار میں شرکت فرمائیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ابوطالب آپؐ سے ناخوش ہو گئے اور آپ کی پھوپھیاں سخت غضبناک ہو کر کہنے لگیں: ''تو جو ہمارے دیوتاؤں سے اجتناب کر رہا ہے تو اس وجہ سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے''۔ یہ بھی کہنے لگیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ارادہ ہے؟ کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے ہو اور نہ انکی جمعیت بڑھاتے ہو''۔

ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درپے رہے۔ ناچار آپ ﷺ کو جانا پڑا۔ تو جب تک خدا نے چاہا انکی نظروں سے غائب رہے واپس آئے تو مرعوب و دھشت زدہ تھے۔ پھوپیوں نے پوچھا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے جنون نہ ہو۔ ان سب نے کہا۔ تم میں جو نیک خصلتیں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے ابتلاء میں نہ پھنسائے گا۔ آخر تم نے کیا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: ان بتوں میں سے جس بت کے پاس میں جاتا۔ ایک سفید رنگ بلند و بالا آدمی دکھائی دیتا۔ جو للکارتا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پیچھے ہٹ جا اسے نہ

چھو۔ام ایمنؓ فرماتی ہیں اس واقعہ کے بعد قریش کے کسی تہوار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت نہ کی حتیٰ کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۵: دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/۵۹ الوفا۲۔۱/۱۳۸،۱۳۹: سبل الھدیٰ، ۲/۱۴۹

معاشی جدوجہد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر جب معاشی جدوجہد میں باقاعدہ حصہ لینے کی ہوئی تو آپؐ نے بھی مضاربت کے اصول پر دوسرے کے سرمایہ کے ساتھ اپنی محنت شامل کر کے آغاز کیا۔آپؐ قافلوں کے ساتھ شہر کے تاجروں کا مال لے کر دوسری منڈیوں میں جاتے اور مال بیچ کر منافع میں سے اپنا حصہ وصول کر لیتے۔اس کام میں آپ کو معاملہ فہمی، صداقت، امانت اور دیانت کے باعث اتنی شہرت ملی کہ مکہ میں آپ کو"صادق" اور"امین" کہا جانے لگا۔آپؐ ہر معاملہ پوری ذمہ داری سے طے فرماتے

اخبرنا محمد بن عمر، اخبرنا موسی بن شیبة عن عمیرة بنت عبید الله بن کعب بن مالک ﷺعن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منیة اخت یعلی بن منیة قالت: لما بلغ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، خمساً وعشرین سنة ولیس له بمکة اسم الا الامین، لما تکامل فیه من خصال الخیر، فقال له ابو طالب: یا ابن اخی انا رجل لا مال لی وقد اشتد الزمان علینا والحت علینا سنون منکره ولیست لنا مادة ولا تجارة، وهذه عیر قومک قد حضر خروجها الی الشام، وخدیجة ابنة خویلد تبعث رجالا من قومک فی عیراتها، فلو تعرضت لها، وبلغ خدیجة ذلک فارسلت الیه واضعفت له ما کانت تعطی غیره، فخرج مع غلامها میسرة (۱) حتی قدما بصری من الشام، فنزلا فی سوق بصری فی ظل شجرة قریباً من صومعة راهب من الرهبان یقال له نسطور، فاطلع الراهب الی میسر ة، وکان یعرفه قبل ذلک، فقال: یا میسر ة! من هذا الذی نزل تحت هذه الشجرة؟ فقال میسرة: رجل من قریش من اهل الحرم، فقال له الراهب: ما نزل تحت هذه الشجر ة قط إلانبی، ثم قال: فی عینیه حمرة؟ قال میسرة: نعم لاتفارقه، قال

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ میسرہ بعثت سے پہلے ہی وفات پا گئے۔حافظ ابن حجر عسقلانی "اصابہ" میں فرماتے ہیں کہ کسی صحیح روایت سے اب تک میسرہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوا۔(۱۸۹/۶)

الراهب: هو هو آخر الانبياء، ياليت انى ادركه حين يومر بالخروج! ثم حضر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، سوق بصرى فباع سلعته التى خرج بها واشترى غيرها، فكان بينه وبين رجل اختلاف فى شىء، فقال له الرجل: احلف باللات والعزى، فقال رسول الله، ما حلفت بهما قط وانى لامر فاعرض عنهما، قال الرجل: القول قولک، ثم قال لميسرة، وخلابه: يا ميسرة هذا والله نبى! والذى نفسى بيده انه لهو تجده احبارنا فى كتبهم منعوتاً، فوعى ذلک ميسرة، ثم انصرف اهل العير جميعاً، وكان ميسرة يرى رسول الل صلى الله عليه وآله وسلم، اذا كانت الهاجرة واشتد الحريرى ملكين يظلانه من الشمس وهو على بعيره (۱) قالوا: كان الله قد القى على رسوله المحبة من ميسرة، فكان كانه عبدالرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فلما رجعوا فكانوا بمر الظهران(۲) قال: يا محمد انطلق الى خديجة فاسبقنى فاخبرها بما صنع الله لها على وجهک، فانها تعرف ذلک لک، فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، حتى قدم مكة فى ساعة الظهيرة وخديجة فى علية لها معها نساء فيهن نفسية بنت منية، فرأت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، حين دخل وهو راكب على بعيره وملكان يظلان عليه، (۳) فارته نسائها فعجبن لذلک، ودخل عليها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فخبرهما بما ربحوا فى وجههم، فسّرت بذلک، فلما دخل ميسرة عليها اخبرته بما رأت، فقال ميسر ة: قدرأت هذا منذخرجنا من الشام، واخبرها بقول الراهب نسطور، ما قال الآخر الذى خالفه فى البيع وربحت فى تلک المرة ضعف ما كانت تربح، واضعفت له ضعف ماسمت له﴾ (۴)

۱۔ میسرہ کا بطور خرقِ عادت فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے۔ جیسے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام نے جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو دیکھا (سورہ مریم:۱۹:۱۷) حضرت ہاجرہؑ کا فرشتہ کو دیکھنا (الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الانبياء، باب يزخون النسلان فى المشى (حدیث:۳۳۶۴)ص، ۵۷۱، عمران بن حصین کا اپنے کراماً کاتبین کو دیکھنا ،الاصابة، ۳/۵۸۵)

۲۔ **"مرالظہران"**۔ مکہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر ایک مقام ہے اصمعی کے بقول "مر" بستی ہے اور ظہران وادی ہے۔ اسمیں کئی چشمے اور نخلستان ہیں۔ (اطلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ص ۲۷)

۳۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ پر ابر سایہ کرتا تھا۔ مگر ہمیشہ ایسا نہ ہوتا تھا۔ عز بن جماعہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ آپؐ پر ابر کا سایہ کرنے کی حدیث محدثین کے نزدیک درست نہیں تو ان کا یہ قول لغو اور باطل ہے۔

۴۔ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں، یہ روایت محمد بن اسحاق اور واقدی دونوں سے مروی ہے اور محمد بن اسحاق کی روایت محدثین کے نزدیک معتبر ہے۔ حسن سے کم نہیں اور واقدی کی روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن حدیثِ حسن کے لیے بلاشبہ مؤید اور شاہد بن سکتی ہے۔ (سیرت المصطفیٰ ۱/۹۷)

نفیسہ بنت منیہؓ فرماتی ہیں:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس برس کے ہوگئے۔ تو (اپنی امانت کی وجہ سے) مکہ میں ''امین'' کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ اور آپ تمام خوبیوں سے مزین تھے۔ پس ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے بھتیجے! میں ایسا شخص ہوں۔ جس کے پاس مال نہیں، زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے۔ اور ہم تنگی میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ کیونکہ نہ مال ہے نہ تجارت۔ اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں۔ جن کے سفرِ شام کا وقت آ گیا ہے۔ خدیجہ بنت خویلدؓ اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں بس تم اپنی خدمات انہیں پیش کر دو۔ یہ گفتگو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے چچا کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کو اس کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے آپ کو پیغام بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا (معاوضہ) دیتی ہوں آپ کو اس کا دوگنا پیش کروں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ملک شام کے شہر بصریٰ پہنچے۔ پس بصریٰ کے بازار کے قریب ایک درخت کے سائے میں قیام کیا جو نسطور راہب کی خانقاہ سے قریب تھا پس راہب میسرہ کے پاس جسے وہ پہلے سے جانتا تھا۔ آیا اور اس نے پوچھا: اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔ پس میسرہ نے کہا۔ اہل حرم کے قریش میں سے ایک فرد ہے۔ پس راہب نے اس سے کہا: اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی نہیں اترا۔ پھر پوچھا کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطور نے کہا۔ وہی خاتم النبیین ہے۔ کاش میں اس وقت ہوتا جب اس نبی کو نبوت سے سرفراز کیا جائے گا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بصریٰ کے بازار میں تجارتی مال و اسباب فروخت کیا۔ اس دوران ایک شخص سے کسی چیز میں اختلاف ہوگیا۔ اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لات و عزیٰ کا حلف اٹھانے کو کہا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ اور میں تو ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں۔ اس شخص نے کہا: بات تو وہی ہے جو آپؐ نے فرمائی۔ پھر تنہائی میں میسرہ سے کہا۔ اے میسرہ! خدا کی قسم یہ تو وہی پیغمبر ہے۔ جسکی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں۔ پس میسرہ نے یہ بات گرہ سے باندھ لی۔

پھر جب تمام اہل قافلہ واپس آنے لگے اور میسرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ سفر کے دوران جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں۔ جبکہ آپؐ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

وہ کہنے لگے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میسرہ کے دل میں ایسی ڈال دی۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بن گیا۔ واپس پہنچے تو مرالظہر ان میں پہنچ کر میسرہ نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس چل دیجئے اور آپ کے باعث اللہ تعالیٰ نے خدیجہؓ کو جو نفع پہنچایا ہے۔ اس کی اطلاع دیجئے۔ خدیجہؓ آپ کا یہ حق ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ظہر کے وقت مکہ میں پہنچے اور خدیجہؓ چند عورتوں کے ہمراہ جن میں نفیسہؓ بنت منیہ بھی تھیں۔ اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھی تھیں۔ پس انہوں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں پس انہوں نے یہ نظارہ خواتین کو دکھایا تو انہیں تعجب ہوا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا۔ تو خدیجہؓ خوش ہوئیں اور جو کچھ دیکھا تھا۔ میسرہ کے آنے پر ان سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا میں تو ملک شام سے واپس آیا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں۔ میسرہ نے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو نسطور راہب نے کہی تھیں اور اس شخص کی بات بھی بتا دی جس نے مال بیچنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی تھی اور اس دفعہ دوگنا منافع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو معاوضہ طے کیا تھا اسکو بھی خدیجہؓ نے دوگنا کر دیا

تخریج:

الطبقات الکبریٰ، ۱/۷۷،۷۸: السیرۃ النبویۃ لابن شام، ۱/۱۹۸-۲۰۰ (ابن اسحق سے روایت ہے): دلائل النبوۃ (ابونعیم)، ۱/۵۴ (محمد بن سعد، محمد بن عمر الواقدی سے روایت کرتے ہیں) السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر): ۱/۳۱۲،۳۱۳،۳۱۴، عیون الاثر ۱/۶۰

حضرت خدیجہؓ سے شادی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ برس ہوئی اور آپؐ ایک تاجر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ اس وقت آپؐ نے قریش کی ایک معزز ترین خاتون ''خدیجۃ الکبریٰ'' سے شادی کی۔

قال: اخبرنا محمد بن عمر بن واقد الاسلمی، اخبرنا موسی بن شیبة عن عمیرة بنت عبید الله بن كعب بن مالك ﴿عن ام سعد بنت سعد بن الربیع عن نفیسة بنت منیة قالت: كانت خدیجة بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی امرأة حازمة، جلدة، شریفة، مع ما أراد الله بها من الكرامة والخیر، وهی یومئذ اوسط قریش نسباً، واعظمهم

شرفاً، واكثرهم مالاً، وكل قومها كان حريصاً على نكاحها لو قدر على ذلك، قد طلبوها وبذلوا لها الأموال، فارسلتني دسيساً الى محمد بعد ان رجع في عيرها من الشام، فقلت: يا محمد ما يمنعك ان تزوج؟ فقال: ما بيدي ما أتزوج به، قلت: فان كفيت ذلك ودعيت الى الجمال والمال والشرف والكفاءة ألا تجيب؟ قال: فمن هي؟ قلت: خديجة، قال: وكيف لي بذلك؟ قالت قلت: علي، قال: فانا افعل، فذهبت فاخبرتها، فارسلت اليه ان ائت لساعة كذا وكذا، وارسلت الى عمها عمرو بن اسد لي زوجها، فحضر ودخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، في عمومته، فزوجه احدهم، فقال عمرو بن اسد: هذا البضع لا يقرع أنفه، وتزوجها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو ابن خمس وعشرين سنة، وخديجة يومئذ بنت اربعين سنة، ولدت قبل الفيل بخمس عشرة سنة.﴾

حضرت نفیسہ بنت مینہ کہتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اس بزرگی اور بھلائی کے ہوتے بھی جو اللہ تعالی نے ان کے لیے چاہی تھی۔ حقیقتاً ایک عاقبت اندیش، مستقل مزاج اور شریف خاتون تھیں۔ اور اس وقت تمام قریش میں بہ اعتبار خاندان کے سب سے زیادہ شریف، عزت وشرف کے اعتبار سے اور مال و دولت کے حوالے سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ (یہی وجہ تھی کہ) انکی قوم کے سب افراد ان سے نکاح کے خواہشمند تھے۔ یہ سب درخواست بھی کر چکے تھے اور سب نے ان کے لیے مال و زر بھی پیش کیے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تجارتی قافلے سے شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہؓ نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نکاح کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں جس سے نکاح کر سکوں'' میں نے عرض کی: اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال، مال اور شرف کفأت کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: اچھا تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا: ''خدیجہؓ ''۔ فرمایا۔ وہ میرے لیے کیونکر (راضی ہو سکتی ہیں)؟ میں نے عرض کی۔ یہ میرا ذمہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو میں (یہ شادی) کروں گا۔ میں نے جا کر خدیجہؓ کو خبر دی۔ تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ فلاں وقت تشریف لائیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلا بھیجا کہ وہ آ کر ان کا نکاح کر دیں چنانچہ وہ حاضر ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسم نکاح ادا کی۔ عمرو بن اسد

نے اس موقع پر یہ کہا۔ یہ وہ نکاح ہے جس پر نکتہ چینی ممکن نہیں (یعنی دونوں ہم پلہ ہیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ نکاح کیا تو آپ ۲۵ برس کے تھے اور خدیجہؓ اس وقت چالیس برس کی تھیں۔ کیونکہ اصحاب الفیل کے واقعے سے ۱۵ سال پہلے وہ پیدا ہو چکی تھیں۔

تخریج:

الطبقات الکبری، ۱/ ۶۲، عیون الاثر، ۱/ ۶۲، (یہ ابن سعد سے روایت کرتے ہیں بقیہ سند وہی ہے۔ مگر "عمیرہ بنت عبید اللہ" کی بجائے "عمیرہ بنت عبداللہ" درج ہے) صفۃ الصفوۃ، ص، ۴۴، سند موجود نہیں۔ صرف نفیسہ بنت منیہ سے روایت بیان کی گئی ہے۔

قبل از اسلام شرک سے دوری

قبل از بعثت رسول اللہ شرک کی آلودگیوں سے پاک رہے اور آپؐ نے غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ گوشت کبھی نہ کھایا۔

محمد بن علی الفقیہ فی کتابہ قال ثنا عبداللہ بن أبی داؤد قال ثنا اسحاق بن وھب العلاف قال ثنا یعقوب بن محمد الزھری قال ثنا عبداللہ بن محمد بن یحیی بن عروۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمعت زید بن عمر و ابن نفیل یعیب اکل ماذبح لغیر اللہ فما ذقت شیئا ذبح علی النصب حتیٰ اکرمنی اللہ عزوجل بما اکرمنی بہ من رسالتہ﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے سنا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کیئے جانے والے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تا آنکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مقامِ نبوت سے سرفراز کر دیا۔

تخریج:

دلائل النبوۃ (ابونعیم) ۱/ ۵۹، اس کی تائید میں "الخطابی" لکھتے ہیں۔ "وقد کان رسول اللہ لا یاکل من ذبائحھم (التی) کانوا یذبحونھا لأصنامھم" (الخطابی، حمد بن محمد، اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری، ۳/ ۱۶۵۸)

قبل از بعثت علامات نبوت ﷺ

اللہ تعالیٰ نبوت کے اسرار و رموز سے انبیاء کرام کو مانوس کرانے کے لیے کچھ غیر معمولی حالات سے دوچار کرتا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کو وحی کے حصول کے لیے ساز گار بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص

اہتمام فرمایا۔

اخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني علي بن محمد بن عبيد الله بن عبدالله بن عمر بن الخطاب عن منصور بن عبدالرحمن عن امه ﴿عن برة ابنة ابي تجراة قالت: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، حين أراد الله كرامته وابتداء ه بالنبوة، كان اذا خرج لحاجته أبعد حتى لا يرى بيتاً ويفضى الى الشعاب وبطون الاودية، فلا يمر بحجر ولا شجرة الا قالت: السلام عليك يا رسول الله، فكان يلتفت عن يمينه وشماله وخلفه فلا يرى احداً﴾(۱)

حضرت برۃ بنتِ ابی تجراۃؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکرام اور نبوت کی ابتداء منظور ہوئی تو یہ کیفیت پیش آنے لگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے۔ تو اتنی دور نکل آتے کہ کوئی گھر نظر نہ آتا۔ غاروں، دروں اور دیواروں میں چلے جاتے۔ مگر وہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا۔ "السلام علیک یا رسول الله"۔ داہنے، بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا۔

تخریج:

الطبقات الكبرى، ۱/۷۵، المستدرك، ۴/۷۹، تلخيص المستدرك، ۴/۷۰

ابن ملقن اس حدیث پر حکم لگاتے ہیں کہ "الحديث ضعيف جداً بهذا الاسناد لشدة ضعف الواقدی" کیونکہ محمد بن عمر الواقدی کو "متروک الحدیث" کہا گیا ہے۔ (مختصر استدراك الحافظ الذہبی على مستدرك ان عبدالله الحاكم ۵/۲۴۴۶: الضعفاء والمتروكين، ص ۱۵۳)

ابتدائے نبوت کی دوسری نشانی یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب دیکھتے وہ روزِ روشن کی طرح سچا ہو جاتا۔

حدثنا الانصاری اسحق بن موسیٰ حدثنا يونس بن بكير اخبرنا محمد بن اسحق حدثني الزهري عن عروة ﴿عن عائشة انها قالت: اول ما ابتدى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من النبوة حين أراد الله كرامته ورحمة العباد به ان لا يرى شيئا الا جاءت مثل فلق الصبح فمكث على ذلك ما شاء الله ان يمكث وحبب اليه الخلوة فلم يكن شئ احب اليه من ان يخلو﴾

۱۔ اس سے ملتی جلتی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لما اوحى الى، او: نبئت، او: كلمة نحوها، جعلت لا آمر بحجر ولا شجر الا قال: "السلام عليك يا رسول الله" (مجمع الزوائد، ۸/۳۳۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ ابتدائے نبوت میں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت اور رحمت ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایسا ہوتا کہ آپؐ کا ہر خواب روزِ روشن کی طرح واضح اور سچا ہوتا اور پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ حال رہا۔ ان دنوں آپ ﷺ خلوت (تنہائی) کو ہر چیز سے زیادہ پسند کیا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: فی ذکر الرؤیا الصادقة عند بدء النبوة، (حدیث:۳۶۳۲) ص، ۸۲۸، (ابوعیسیٰ کے نزدیک یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔) السیرة النبویة لابن اسحٰق، ۱/۱۶۷

آغاز وحی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپ خلوت نشینی کی طرف مائل ہو گئے۔

حدثنا یحیی بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر، ﴿عن عائشة ام المومنین رضی الله عنها انها قالت: اول ما بدی به رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الوحی الرویا الصالحة فی النوم فکان لا یری رویا الا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلای وکان یخلو بغار حرای فیتحنث فیه وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهله یتزودلذلک ثم یرجع الی خدیجة فیتزود لمثلها حتی جائه الحق وهو فیغار حرای فجائه الملک فقال: اقرا! فقلت: ما أنا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء قلت: ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال: اقراء فقلت: ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرام، فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرجف فواده فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها فقال: زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة: کلا والله! ما یخزیک الله ابدًا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی أتت به ورقة بن نوفل بن اسد

بن عبدالعزی(۱) ابن عم خدیجة و کان امرا تنصر فی الجاهلیة و کان یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ما شای الله ان یکتب و کان شیخا کبیراً قد عمی فقالت له خدیجة: یا ابن عم! اسمع من ابن اخیک فقال له ورقه یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خبر ما رأی فقال له ورقه: "هذا الناموس الذی نزل الله علی موسی یا لیتنی فیها جذعاً یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: اومخرجی هم قال: نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت به الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا موزراً ثم لم ینشب ورقه ان توفی وفتر الوحی.﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپؐ دیکھتے تھے، چنانچہ جب بھی آپؐ خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا، پھر تنہائی سے آپ کو محبت ہونے لگی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو وہاں تحنث کیا کرتے، تحنث سے مراد کئی راتیں عبادت کرنا ہے اور اس کے لئے توشہ ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ، آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپؐ بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، تو لوگوں نے کمبل اوڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا،

۱۔ **ورقہ بن نوفل:** حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے ان کا سلسلہ نسب: "ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ" ہے۔ یہ دور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور عبرانی لکھنا جانتے تھے اور عبرانی زبان میں حسب توفیق انجیل لکھا کرتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کے وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے کچھ ہی عرصے کے بعد یہ وفات پا گئے۔

(الاصابة، ۶/۴۷۴،۴۷۶، فتح الباری، ۱/۳۳،۳۵)

حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ جس قدر اللہ چاہتا، نابینا اور بوڑھے ہو گئے تھے، ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ آپؐ سے ورقہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ تو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا، بیان کر دیا، ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا، ہاں! جو چیز تو لے کر آیا ہے اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا، پھر زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا، اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الوحی باب، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ(حدیث۔۳) کتاب احادیث الانبیاء، باب واذکر فی الکتب موسیٰ، (حدیث:۳۳۹۲) ص، ۵۶۸، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول اللہ (حدیث:۱۶۰)ص،۸۰، الطبقات الکبری، ۱/ ۹۳،۹۴، الطبری، تاریخ الامم والملوك، ۲/ ۲۱۸،۲۱۹، عمدة القاری، ۱/ ۸۸، جامع البیان، ۳۰/ ۲۵۱، الخازن، محمد بن ابراہیم: لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۴/ ۴۴۶، عبدالرزاق، المصنف، ۵/ ۳۲۱، المقریزی، امتاع الاسماع ۳/ ۱۰۳، ابن کثیر، البدایة والنہایة، ۳/ ۲۰۵، الکامل فی التاریخ، ۱/ ۶۴۸/ ۶۴۹، الذہبی، تاریخ الاسلام ۱/ ۱۱۷، ابن الجوزی، المنتظم فی تواریخ الملوك والامم ۲/ ۱۱۰،۱۱۱، عیون الاثر، ۱/ ۱۰۲، الزرقانی، محمد، شرح العلامة الزرقانی، ۱/ ۳۹۰،۴۰۱، علی بن بلبان الفارسی، الاحسان صحیح ابن حبان، کتاب الوحی، (حدیث:

۳۳)، ۸۶/۱، سعود بن عبداللہ، مرویات ام المومنین فی التفسیر، ص۔ ۴۵۴

فترۃ الوحی

غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ عرصے تک وحی کا سلسلہ رکا رہا(۱)۔ جس کا آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ اس موقعہ پر سورۃ الضحیٰ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۲)

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثناء یونس بن بکیر عن هشام بن عروة، عن ابیه، ﴿عن خديجة رضي الله عنها انها قالت: لما أبطأعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الوحي جزع من ذلک جزعاً شديداً / فقلت مما رأيت من جزعه: لقد قلاک ربک لما يرى من جزعک فأنزل الله: (﴿ما ودعک ربک وما قلى﴾)

حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے میں دیر ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ بیقرار ہو گئے۔ پس میں نے جب ان کی بیقراری دیکھی تو کہا۔ ''یقیناً تیرا رب تیری بے قراری دیکھے گا تو کم کر دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ''تم کو تمہارے رب نے نہیں چھوڑا اور نہ ہی تجھ سے اس نے اپنی محبت اٹھائی۔

تخریج:

المستدرك، ۲/۲٦۷: امام حاکم کہتے ہیں۔ ''هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه لارسال فيه'' جبکہ ذہبی تلخیص میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح مرسل ہے۔

کیفیت وحی

وحی (۳) مکالمہ الٰہی کی متعدد صورتوں میں سے ایک اہم صورت ہے اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی آتی تھی تو آپؐ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

۱۔ امام سہیلی کے مطابق یہ وقفہ اڑھائی سال تھا(الروض الانف، ۲۴۰/۱) جبکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ عرصہ صرف ۴۰ دن کا تھا(المواهب اللدنيه، ۲۱۲/۱)

۲۔ الجامع الصحيح للبخاری، کتاب التفسیر میں سورۃ والضحیٰ کا شانِ نزول یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ایک بار بیمار تھے۔ چند روز راتوں کو اٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مصروف نہ ہو سکے تو ایک ہمسایہ عورت نے طعن سے کہا۔ کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا۔ میں نے اس کو تمہارے پاس دو یا تین راتوں سے آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''ماودعک ربک وما قلی'' نازل فرمائی۔ (حدیث:۴۹۵۰) ص،۱۰۷۳

۱۔ **وحی** کے لغوی معنی خفیہ اشارہ کرنا۔ چپکے سے دل میں ڈال دینا۔ اصطلاحاً وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اپنے انبیاء تک بھیجتا ہے وہ وحی ہے۔ (لسان العرب، ۲۴۰/۱۵)

دورانِ وحی سخت سردی کے دنوں میں بھی آپ کی جبین عرق آلود ہو جاتی تھی(۱) چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا اور جسم مبارک بھاری ہو جاتا۔

حدثنا فروہ حدثنا علی بن مسهر عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها ان الحارث بن هشام سال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: کیف یاتیک الوحی؟ قال: کل ذاک یاتینی الملک احیانا فی مثل صلصلة الجرس فیفصم عنی وقد وعیت ما قال وهو اشده علی ویتمثل لی الملک احیاناً رجلاً فیکلمنی فاعی ما یقول﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہر کسی وحی میں فرشتہ آتا ہے۔ کبھی گھنٹہ جیسی آواز میں۔ جب وہ وحی ختم ہوتی ہے تو میں اسے جو فرشتہ نے کہا یاد کر چکا ہوتا ہوں اور یہ وحی میرے اوپر بہت سخت ہے اور کبھی فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں اس بات کو یاد کر لیتا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة صلوات الله علیهم (حدیث:۳۲۱۵)ص،۲۵۸: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب:عرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی البرد، وحین یاتیه الوحی (حدیث:۲۳۳۳) ص،۱۰۱۵: الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: ماجاء کیف ینزل الوحی علی النبی (حدیث:۳۶۳۴) ص،۸۲۸،۸۲۹، اس میں "یاتینی فی" کا اضافہ ہے۔

تبلیغ اسلام اور قریش کے مظالم

۶۱۰ء میں آفتابِ نبوت کے نمودار ہونے کے بعد تبلیغ اسلام کا آغاز آپ ﷺ نے اپنے مبارک گھرانے سے کیا۔ آپ ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہؓ اور بیٹیاں فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئیں (۲)۔ دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ آپ ﷺ نے خفیہ تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر جب آیت (﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾) (۳) نازل ہوئی۔ تو آپؐ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔

۱۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: عرق النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی البرد و حین یاتیه الوحی، (حدیث: ۲۳۳۳) ص، ۱۰۲۸

۲۔ السیرة النبویة لابن هشام، ۱/۲۰۶، الاصابة، ۲/۲۵۰

۳۔ الشعراء، ۲۶:۲۱۴

اپنے بیگانے ہو گئے(۱) کیونکہ اسلام ان کے صدیوں کے عقائد و رسوم کو باطل کر رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ اور اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ ابولہب جو آپ ﷺ کا چچا تھا اور ہمسایہ بھی۔ انکی مخالفت وعداوت اپنی انتہا پر تھی۔

وروىٰ ابن ابى زناد، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت بين شر جارين: بين أبى لهب وعقبه بن أبى معيط، ان كان ليأتيان بالفروث فيطرحونها فى بابى. قالت عائشة: فكان النبى صلى الله عليه وسلم يقول: يا بنى عبد مناف، أى جوار هذا؟ ثم يميطه عن بابه﴾

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں دو بُرے ہمسایوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ ابی لہب اور عقبہ بن ابی معیط (یعنی ان دونوں کے درمیان میرا گھر تھا) یہ دونوں غلاظت لاتے اور میرے دروازے پر پھینک دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟ پھر وہ اسے اپنے دروازے سے ہٹا دیتے۔

تخریج:

انساب الاشراف، (حدیث:۲۶۵)، ۱/ ۳۱

سفرِ طائف

مشرکین مکہ کا ظلم وستم روز بروز بڑھتا گیا۔ ان سے مایوس ہو کر ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ۲۰ شوال ۱۰ نبوت (جون ۶۱۹ء) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف (۲) تشریف لے گئے۔ یہ مکہ سے تقریباً ساٹھ میل

۱۔ اہل عرب نے آپ ﷺ کی دعوتِ دین کو روکنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ آہستہ آہستہ ان کا جور وستم اتنا بڑھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو مارنے تک کا ارادہ کر لیا۔ مگر باری تعالیٰ نے اس مشکل وقت میں اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت خود کی۔ **ابیہ بنتِ ابی الحکم** فرماتی ہیں: ''میں نے اپنے دادا حکم سے کہا! اے گروہ بنو امیہ میں نے تم سے زیادہ عاجز تر کوئی قوم نہیں دیکھی اور نبی کریم ﷺ کے متعلق تمہاری رائے سے بدتر کوئی رائے نہیں پائی۔ دادا نے کہا: اے پوتی! ہمیں ملامت نہ کر، میں تجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بتاتا ہوں: ہم قریش کو ایک عرصہ دیکھتے رہے کہ وہ اس مسجد میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر آپ ﷺ پر آوازیں کستے تھے پھر انہوں نے اتفاق کر لیا کہ آپ ﷺ کو پکڑ کر مارا جائے۔ ہم اتفاقِ رائے کرنے کے بعد آپ کو پکڑنے آئے ہم نے اچانک ایک دہشت ناک آواز سنی۔ ہمیں یوں لگا جیسے مکہ کا ہر پہاڑ پھٹ رہا ہے اور آتش فشاں بن گیا ہے۔ ہم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا چکے تھے۔ دوسری رات ہم نے پھر وہی مذموم ارادہ کیا۔ جب آپ ﷺ مسجد میں آئے تو ہم آپ ﷺ کو مارنے کے لیے لپکے۔ اچانک صفا اور مروہ دونوں پہاڑ آپس میں مل گئے۔ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہم نے اس واقعہ سے کچھ نفع نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے دولتِ اسلام سے سرفراز کر دیا۔ (دلائل النبوة، (ابو نعیم) ۱/ ٦٧)

۲۔ **طائف** وادی ''وج'' ہے۔ جو اہل ثقیف کا مرکز تھی اور مکہ اور اس کے درمیان ۱۲ فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان، ۹/۴)

دور ہے۔ آپؐ کے ہمراہ آپؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ تھے۔ یہاں ان دنوں عمرو بن عمیر ثقفی کے تین بیٹے عبدیالیل،(۱) مسعود اور حبیب برسر اقتدار تھے۔ آپؐ طائف میں دس دن قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپؐ ان کے ہر سردار کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ مگر نا صرف ان کا حوصلہ شکن رویہ برقرار رہا۔ بلکہ انہوں نے اپنے شہر کے اوباشوں کو شہ دی۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔ کثرت سے خون نکلنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے جوتے پاؤں کے ساتھ چپک گئے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے طائف سے تین میل دور ایک باغ میں پناہ لی جو فرزندان ربیعہ، عتبہ اور شیبہ کی ملکیت تھا۔ انہوں نے اپنے ایک غلام عداس (جو نینوئی کا رہنے والا ایک عیسائی تھا) کے ہاتھ ایک انگوروں کا گچھا بھیجا۔ وہ غلام آپؐ سے بے حد متاثر ہوا۔ کچھ دیر ٹھہر کر آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شدت غم سے نڈھال تھے۔ قرن الثعالب (۲) پہنچے تو باری تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ساتھ تشریف لائے اور گزارش کی کہ اگر آپ حکم دیں تو وہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالے۔ اس واقعے کی تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس بیان سے ملتی ہے۔

حدثنا عبدالله بن يوسف اخبرنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني عروه ﴿ان عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وآله وسلم حدثته انها قالت للنبى صلى الله عليه وآله وسلم: هل اتى عليك يوم كان اشد من يوم احد، قال: لقد لقيت من قومك ما لقيت وكان اشد ما لقيت منهم يوم العقبة اذ عرضت نفسى على ابن عبد ياليل بن عبد كلال فلم يجبنى الى ما اردت فانطلقت وانا مهموم على وجهى فلم استفق الا وانا بقرن الثعالب فرفعت راسى فاذا انا بسحابة قد اظلتنى فنظرت فاذا فيها جبريل فنادانى فقال ان الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا عليك وقد بعث اليك ملك الجبال لتامره بما شئت فيهم فنادانى ملك الجبال فسلّم على ثم قال: يا محمد! فقال ذلك فيما شئت ان شئت ان اطبق عليهم الاخشبين(۳) فقال النبى صلى الله عليه وآله وسلم بل ارجو ان يخرج الله من اصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئا﴾

۱۔ **ابن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی**، تبوک سے واپسی پر رمضان ۹ھ میں یہ اپنے قبیلے کے ۵ افراد کے ہمراہ قبول اسلام کے لیے آئے اور حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی اور مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ (الطبقات الكبرى، ۱/۳۱۳، الاصابة، ۱/۳۰۷، ۳/۲۱۲)

۲۔ **قرن الثعالب**، ان کو "قرن المنازل" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اہل یمن اور طائف کا میقات ہے۔ (معجم البلدان، ۴/۳۳۲)

۳۔ **اخشبین**۔ مکہ کے دو مشہور پہاڑوں "ابوقبیس اور قیقعان" پر بولا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہاڑ علی الترتیب حرم کے جنوب وشمال میں آمنے سامنے واقع ہیں۔ اس وقت مکہ کی عام آبادی ان ہی دو پہاڑوں کے بیچ میں تھی۔ (معجم البلدان ۱/۱۲۲)

عروہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپؐ پر آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یا لیل بن عبدکلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا پھر میں رنجیدہ ہو کر سیدھا چلا ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے- انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے آپؐ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ آپؐ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی دو پہاڑوں کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیہم (حدیث:۳۲۳۱) ص، ۲۲۰، ۲۲۱، الجامع الصحیح للمسلم، باب کتاب الجہاد والسیر، : مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین (حدیث:۱۷۹۵) ص، ۳/ ۱۴۲۰

حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تزویج

شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند روز بعد ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں ابو طالب نے اور پھر تین یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا۔ ان دونوں کے انتقال کے بعد آپ کو کوئی تسلی دینے والا غمخوار نہ رہا۔ تو آپؐ نے حضرت سودہؓ سے شادی اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔

حدثنا سعید بن یحیی بن سعید، نا ابی عن محمد بن عمرو عن یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب ﴿عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: خولۃ بنت حکیم بن امیۃ ابن الأوقص امراۃ عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہما وذلک بمکۃ: ای رسول اللہ الا تتزوج

قال: ومن؟ قالت: ان شئت بكراً ان شئت ثيباً، قال: فمن البكر؟ قالت: بنت أحب خلق الله اليك عائشة بنت ابى بكر رضى الله عنه، قال: ومن الثيب؟ قالت: سودة بنت زمعة بن قيس آمنت بك واتبعتك على ما أنت عليه، قال: فاذهبى فاذكريهما على قالت: فجاء ت فدخلت بيت ابى بكر رضى الله عنه فوجدت أم رومان ام عائشة قالت: أى أم رومان ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة؟ قالت: وما ذاك؟ قالت: أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة، قالت: وددت انتظرى أبا بكر رضى الله عنه فانه آت فجاء ابوبكر رضى الله عنه فقالت: ياأبابكر ماذا أدخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة أرسلنى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخطب عليه عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قال: وهل تصلح له انما هى ابنة اخيه؟ فرجعت الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت له فقال: ارجعى اليه فقولى له: أنت أخى فى الاسلام وأنا أخوك وابنتك تصلح لى فأتت ابابكر رضى الله عنه فقال لخولة: ادعى لى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجاء ه فأنكحه وهى يومئذ ابنة ست سنين.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ''عثمان بن مظعونؓ کی اہلیہ محترمہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الأوقصؓ مکہ میں فرماتی ہیں کہ (انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ آپؐ نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپؐ کے سب سے محبوب ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی۔ آپؐ نے فرمایا: اور بیوہ کون؟ کہنے لگیں: سودہ بنت زمعہ بن قیس جو آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی تعلیمات پر بھی۔ آپؐ نے فرمایا: پس جاؤ اور ان دونوں کو میرا پیام دو''۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ابوبکر کے گھر گئی اور وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومانؓ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے کس قدر بھلائی اور بہتری کا سامان تم لوگوں کے لیے بہم پہنچایا۔ انہوں نے یہ سن کر کہا ''وہ کیا''؟ میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوبکرؓ کا انتظار کرو۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ آئے تو میں نے کہا: اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر اور برکت کا سامان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے لیے بھیجا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا تم صحیح کہہ رہی ہو؟ یہ تو انکی بھتیجی ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی اور انہیں اس جواب سے مطلع فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ سے جا کر کہو کہ تم میرے دینی بھائی ہو۔ اور تمہاری بیٹی بھی (دینی بھتیجی ہے نسبی نہیں)

پس وہ ان کے پاس آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا اور اس دن انکی بیٹی کی عمر چھ سال تھی۔

تخریج:

الآحادوالمثانی، ص ۵۹۵، سیر اعلام النبلا ۱۴۹/۲، المسند لامام احمد بن حنبل، ۳۰۱/۷، (انمیں ابوسلمہ اور یحییٰ سے روایت بیان کی گئی ہے۔)

راویوں کے احوال

۲۔ ابی عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد عمار بن یاسرؓ، یہ مشہور صحابی عمار بن یاسرؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے ان کے دادا ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر تھے۔ (التاریخ الکبیر، ۳۶۳/۸، تھذیب، ۱۶۰/۱۲)

☆ ابراہیم بن السندی بن علی بن بہرام، (م۳۱۳ھ) کنیت، "ابو اسحاق" تھی، "کثیر الحدیث" تھے۔ "صاحبِ اصول اور ثقہ" تھے۔ محمد بن ابی عبدالرحمٰن المقری اور محمد بن زیاد الزیادی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (محمود مغراوی، منهج النقد عندالحافظ ابی نعیم الا صبهانی، ۳۹۸/۱، ابو نعیم الاصبهانی، كتاب تاريخ اصبهان، ۲۳۴/۱، محمد بن جعفر بن حيان، طبقات المحدثين باصبهان والواردين عليها، ۱۴۰/۴)

☆ ابن ابی سوید الثقفی، ابن ابی سوید الثقفی کا اصل نام "محمد بن ابی سوید الثقفی" تھا یہ زیادہ تر عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں۔ (تهذيب الكمال، ۴۵۰/۳۴)

☆ ابن شہاب زہری، (م۱۲۴ھ) ان کا نام "محمد بن مسلم" کنیت "ابوبکر" اور "اعلم الحفاظ" لقب تھا۔ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان سے ۲۲۰۰ احادیث مروی ہیں ان میں سے نصف "مسند" ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ "زہری سے بڑھ کر صحیح احادیث کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا" (الطبقات الكبرىٰ، ۲۲۲/۵)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم، (م۳۴۶ھ) حاکم نیشاپوری کے شیوخ میں سے ہیں۔ ۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ "ثقہ" ہیں (سير اعلام النبلاء، ۱۶۳/۱۷؛ تذكرة الحفاظ ۸۶۰/۳۔۸۶۴)

☆ ابونعیم، احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی، (م۴۳۰ھ) رجب، ۳۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اعلام المحدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کئی کتابوں مثلاً، حلیۃ الاولیاء، تاریخ اصبہان، معرفۃ الصحابۃ، دلائل النبوۃ، وغیرہ کے مصنف ہیں۔ (وفيات الاعيان، ۹۱/۱، ۹۲)

☆ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ بن ابی رھم بن عبدالعزی، اس کا نام "عبداللہ" تھا۔ ابو حاتم رازی نے اس کا نام "محمد" بتایا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفات پائی۔ احمد بن حنبل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ احادیث گھڑتا اور جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن المدینی نے کہا ہے "كان ضعيفاً في الحديث" انہیں "منکر الحدیث" بھی کہا گیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ۸۶/۲۱۔۸۷، العلل، والمعرفة الرجال، ۵۱۰/۱، الضعفا والمتروكين، ص ۱۸۴، تهذيب، ۲۵/۱۲، ۲۶)

☆ ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، (م۹۴ھ) قریشی تھے۔ خلافتِ عمر میں پیدا ہوئے۔ (العلل ومعرفة الرجال: ۳۸۵/۲، القزويني، احمد بن خليل الخليلي، الارشاد في معرفة علماء

الحدیث، ۱/۱۸۷)

☆ احمد بن محمد بن عبدالعزیز، یہ محمد بن عبدالعزیز کے صاحبزادے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور نامعتبر ہیں۔ (سیرت النبی، ۳۔۴/۴۱۹)

☆ اسحاق بن موسیٰ انصاری، ابوموسیٰ المدنی، نیشاپور کے ''قاضی'' رہے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۱/۷۳)

☆ اسحاق بن وہب بن زیاد العلاف، (م۲۵۵ھ) کنیت ''ابویعقوب'' تھی یہ عمر بن یونس، ولید بن قاسم، یعقوب بن محمد الزہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کیا ہے۔ (تھذیب، ۱/۲۳۰، المقدسی، ابن القیسرانی، الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۳۳)

☆ البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ، (م۴۵۸ھ) شعبان، ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے۔ مگر شہرت علمِ حدیث میں پائی۔ علمِ حدیث کی طلب میں عراق، حجاز اور خراسان کے علماء سے استفادہ کیا۔ نیشاپور میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان، ۱/۷۵، ۷۶)

☆ الحاکم نیشاپوری، (م۴۰۵ھ) ان کا نام ''محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم'' تھا۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ اھل العلم والمعرفة اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ''ثقہ'' ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۱۶۲۔۱۶۶، ذھبی، تذکرة الحفاظ، ۳/۱۰۳۹)

☆ الحویرث، عبدالرحمٰن بن معاویۃ الزرقی بن الحویرث، (م۱۰۳ھ) انصاری تھے۔ مدینہ کے رہنے والے تھے اپنی کنیت ''ابوالحویرث'' سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ کچھ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار نہیں دیا۔ جبکہ یحییٰ بن معین لکھتے ہیں۔ ''ابوالحویرث لیس یحتج بحدیثہ'' (تھذیب الکمال، ۱۷/۴۱۴۔۴۱۷: تقریب، ۱/۳۵۰، تھذیب، ۶/۲۷۲)

☆ النضر بن سلمہ بن شاذان، کنیت، ''ابومحمد'' تھی، مکہ کے رہنے والے تھے۔ ابوحاتم لکھتے ہیں ''کان یفتعل الحدیث ولم یکن بصدوق'' مدینی لکھتے ہیں: ''لا تحل الراویة عنه الاعتبار'' ۔ (ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ۸/۴۸۰: الذھبی، میزان الاعتدال، ۴/۲۵۶، ۲۵۷)

☆ جہم بن ابی الجہم، مولی الحارث بن حاطب قرشی۔ ان کو ''ابن الجہم'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ ان کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲/۲۱۱، الجرح والتعدیل ۲/۵۲۱)

☆ حسان بن ابراہیم بن عبداللہ الکرمانی، (م۱۸۶ھ) انکی کنیت ''ابوھشام'' تھی اور لقب ''الکرمانی'' تھا۔ کوفہ

کے رہنے والے تھے۔ کرمان کے قاضی بھی رہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لا باس بہ" کہا ہے۔ (تهذيب الكمال، ٦/٨: تقريب، ١/١١٢)

☆ حسن بن الجہم بن جبلۃ بن مصقلہ التیمی، (م۳۰۹ھ) کنیت "ابوعلی" تھی۔ اصبہان کے ایک قریہ کے رہنے والے تھے۔ واقدی سے مروی "کتاب المغازی" ان کے پاس تھی۔ (طبقات المحدثين، ٣/١٥٢)

☆ حسین بن الفرج البغدادی، کنیت "ابوعلی" اور "ابو صالح" تھی۔ "ابن خیاط" کے نام سے مشہور تھے۔ ابن معین نے انہیں "یسرق الحدیث" اور "کذاب" قرار دیا ہے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں۔ "ذہب حدیثہ" (طبقات المحدثين، ٢/٢٣٣، الذهبي، ميزان الاعتدال، ١/٥٣٥)

☆ حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس، (م۱۴۱ھ) "ہاشمی تھے" ربیعہ بن عباد، عکرمہ، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے هشام بن عروہ، ابن جریج، ابن اسحاق وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم نے ان کو "ضعیف" قرار دیا ہے۔ جبکہ امام نسائی نے ان کو "متروک" قرار دیا ہے۔ (تهذيب، ٢/٣٤١. ٣٤٢، تقريب، ١/١٢٣)

☆ سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید، یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص بن امیہ: ان دونوں باپ بیٹوں کو علمائے اسماء الرجال نے "ثقہ" کہا ہے۔ (تهذيب الكمال، ٢٠/٨٦، ٧/٣٢٢: تقريب، ١/٣١٤)

☆ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، (م۸۰ھ) "ابوجعفر" کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ "قطب السخاء" کے نام سے مشہور تھے۔ حبشہ میں پیدا ہوئے اور ۸۰ھ میں وفات پائی۔ (التاريخ الكبير، ٤/٣٢٧، تهذيب، ٥/١٥٢، ١٥٣)

☆ عبداللہ بن داؤد، "سندیلہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ کنیت "ابو محمد" اور "عابد" کے لقب سے مشہور تھے۔ (كتاب تاريخ اصبهان. ٢/٩. ١٠، طبقات المحدثين، ٢/٣٣٠)

☆ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ، ابن "زادان" کے نام سے مشہور تھے انہیں "صاحب مناکیر و بواطیل" کہا جاتا ہے۔ (ابو نعيم الاصبهاني، كتاب الضعفا، ص، ٩٨. ٩٧)

☆ عبداللہ بن یوسف دمشقی، (م۲۱۸ھ) کنیت "ابو محمد" تھی۔ بنوکلاع سے نسبت کی وجہ سے کلاعی کہلاتے ہیں۔ دمشق کے رہنے والے تھے۔ آئمہ حدیث نے آپ کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (عمر بن احمد بن عثمان، تاريخ اسماء الثقات، ص، ١٩٣، تهذيب، ٦/٨٠)

☆ عبداللہ الحضرمی، انکی کنیت "ابوعمر والکوفی" تھی۔ لقب "تمیمی"، "العاردی" اور "الکوفی" ہیں۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی کہتے ہیں "کان یکذب" دارقطنی کہتے ہیں "لاباس بہ" (كتاب الضعفاء والمتروكين،

۱/۷۵، عبدالغفار سلیمان البغدادی، موسوعة رجال الکتب التسعة، ۱/۳۱)

☆ عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، (م۱۹۷ھ) ان کی والدہ کا نام "امۃ الرحمٰن بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف" تھا۔ وہ اپنے والد جعفر بن محمد، داؤد بن الحسین، عبداللہ بن المؤمل وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "منکر الحدیث"، "متروک الحدیث" اور "ضعیف الحدیث" قرار دیا ہے۔ (الضعفاء والمتروکین، ص ۱۲۱، الکاشف، ۲/۱۷۷، تقریب، ۱/۳۶۰)

☆ عبدالواحد بن زیاد العبدی، (م۱۸۷ھ) کنیت "ابوبشر" ہے۔ ابن سعد نے ان کو "کثیر الحدیث" اور "ابوزرعہ"، ابوحاتم اور ابوداؤد نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور محمد بن محبوب ان سے روایت کرتے ہیں۔ (کتاب الثقات، ۷/۱۲۳، تھذیب، ۶/۴۳۵)

☆ عروہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی: (م۹۴ھ) انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی اور قریش کے خاندان "بنو اسد" سے ان کا تعلق تھا۔ انکی والدہ "ذات النطاق" حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ "ثقہ"، کثیر الحدیث اور مامون فقیہ تھے۔ (التاریخ الکبیر، ۹/۳۳۹. ۳۴۰، الطبقات الکبریٰ، ۵/۹۱. ۹۳، تقریب، ۱/۳۹۹)

☆ عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ "قلیل الحدیث" اور "ثقہ" تھے۔ خلیفہ یزید بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۲۰۹، تقریب، ۱/۴۰۸)

☆ علی بن محمد: یہ ابن سعد کے اساتذہ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔ (تقریب ۱/۴۱۹)

☆ علی بن مسہر، (م۱۸۹ھ) انکی کنیت "ابوالحسن" تھی۔ عبدالرحمٰن کے بھائی تھے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی، ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۲۹۷، رجال صحیح البخاری، ۲/۵۳۳)

☆ عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد، زھری، ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کو "ضعفا الحدیث" کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل ۸/۷) امام بخاری نے ان کو "منکر الحدیث" اور نسائی نے ان کو "متروک الحدیث" کہا ہے۔ (الضعفا المتروکین ص ۱۴۸)

☆ عمر بن محمد بن جعفر، (م ۳۷۹ھ) کنیت، "ابوحفص" تھی، انہوں نے حدیث کی سماعت شام، عراق اور اصبہان میں سے کی۔ (کتاب تاریخ اصبھان، ۱/۴۲۲)

☆ فروہ بن ابی المغراء الکندی الکوفی، (م۲۲۵ھ) کنیت "ابوالقاسم" تھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" اور ابوحاتم اور ابن حجر نے انہیں "صدوق" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر ۷/۱۲۸: رجال صحیح البخاری ۲/۶۱۱)

☆ قیس بن حفص بن القعقاع التیمی، (م۲۲۷ھ) محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے یہ عبدالواحد بن زیاد، ھشیم ومعمر وطالب، خالد بن حارث اور مسلمہ بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے امام بخاری، امام ابوداؤد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔(التاریخ الکبیر، ۷/۴۰، تھذیب، ۸/۳۹۰)

☆ کلیب بن وائل بن ھبار التیمی البکری المدنی، یحییٰ بن معین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے۔ جبکہ ابن حبان نے کتاب ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ قیس بن ھبار، ابن عمر، ھانی بن قیس اور زینب بنتِ ابی سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں۔(التاریخ الکبیر، ۷/۱۱۲، تھذیب، ۸/۴۴۶،۴۴۷)

☆ لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفھمی، مصر سے ۴ فرسخ دور ایک بستی ''بقر قشندہ'' میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کو ''ثقہ ثبت، کثیر العلم اور صحیح الحدیث'' کہا ہے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۵/۴۳۶-۴۴۹)

☆ محمد بن ابی یعقوب: ابوعبداللہ الکرمانی، (م۲۴۴ھ) ان کا اصل نام ''اسحاق'' تھا، ابوعبداللہ الکرمانی کے نام سے مشہور ہوئے یہ بصرہ کے رہنے والے اور ''ثقہ'' تھے۔(رجال صحیح البخاری، ۲/۶۳۸، الجمع بین رجال الصحیحین، ۲/۵۸)

☆ محمد بن احمد بن الحسن بن اسحاق بن صواف، (م۳۴۹ھ) یہ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ امام ابونعیم کے شیوخ میں سے ہیں۔ انہوں نے امام ترمذی، اسحاق بن حسن، اور بشر بن موسیٰ وغیرہ سے حدیث سماعت کی۔ ''ثقہ و مامون'' ہیں۔ (منھج النقد، ۱/۸۱)

☆ محمد بن اسحاق، (م۱۵۱ھ) کنیت ''ابوبکر'' تھی۔ ممتاز حافظ حدیث اور ''مغازی'' کے مستند مصنف ہیں۔ آپ کو خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انسؓ کو دیکھنے کا فخر حاصل ہے۔ علم کا خزانہ تھے۔ امام یحییٰ نے ان کو ''ثقہ'' امام شعبہ نے ان کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۳/۱۸)

☆ محمد بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف، یہ ابی الزناد اور زہری سے روایت کرتے ہیں ان کو بخاری نے ''منکر الحدیث'' امام نسائی نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔ جبکہ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بھائی محمد، عبداللہ اور عمران ہیں۔ انکی حدیث مستقیم نہیں ہے۔(الضعفا والمتروکین، ص ۱۴۸)

☆ محمد بن عبداللہ بن احمد البسطامی الزرھاجی، بہت بڑے علامہ، محدث، ادیب، ''فقیہ'' اور شافعی تھے۔ ابو بکر البیھقی کے اساتذہ میں سے تھے۔ (دلائل النبوۃ البیھقی، ۱/۱۰۸)

☆ محمد بن علی الفقہ، (م۳۲۵ھ) ''کثیر الحدیث''، ''ثقہ'' اور صاحب اصول ہیں۔ اصبہان کے شیوخ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔(طبقات المحدثین . ۳.۴/۲۴۳)

☆ محمد بن عمر الواقدی: (م۲۰۷ھ) تاریخ اسلام کے قدیم ترین مورخین میں سے ہیں حفاظ حدیث میں ان

کا شمار ہوتا ہے۔ محدثین ابن معین، ابو حاتم، ابن عدی وغیرہ نے انکو "ضعیف" جبکہ امام بخاری نے ان کو "متروک الحدیث"، امام شافعی اور امام احمد نے ان کو "کذاب" بتایا ہے جبکہ علماء کی ایک قلیل جماعت نے ان کو توثیق کی ہے۔ البتہ یہ سیرت اور مغازی کے امام ہیں۔ (الکاشف، ۷۳/۳: الضعفاء والمتروکین، ص، ۱۵۲)

☆ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی: ابو حاتم کے مطابق "صالح الحدیث" ہیں۔ نسائی نے "لیس بہ بأس"، جبکہ ابن حبان نے "کان مخطی" لکھا ہے۔ (تهذیب الکمال، ۱۱۴/۱۷)

☆ معاویہ الزرقی بن الحویرث، یہ ابوالحویرث، عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ لیکن اسماء الرجال کی اہم کتب، التاریخ الکبیر، الکاشف، تہذیب التہذیب اور کتاب الجرح والتعدیل میں ان کا تذکرہ موجود نہیں۔

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث بن طلحہ، (م۱۳۸ھ) محمد بن عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ والدہ کا نام "صفیۃ بنت شیبہ" ہے۔ ابو حاتم نے انہیں "صالح الحدیث"، جبکہ ابن سعد اور نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تهذیب الکمال، ۳۹۵/۱۸،۳۹۶: تقریب، ۲۰۴/۲)

☆ موسیٰ بن شیبہ بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بن مالک، یہ عام طور پر اپنے والد، خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک، نعمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور عمیرہ بنت عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو "منکر الحدیث" اور ابن حجر نے انہیں "لین الحدیث" اور ابو حاتم نے انہیں "صالح الحدیث" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۶۳/۷، تهذیب الکمال، ۷۳/۱۸،۴: تقریب، ۲۱۰/۲)

☆ موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وھب بن زمعۃ، کنیت، "ابو محمد" تھی۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ"، علی ابن المدینی نے ان کو "ضعیف الحدیث" اور "منکر الحدیث" کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب "الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ خلیفہ ابی جعفر منصور کے عہد میں وفات پائی۔ (تهذیب الکمال، ۵۲۲/۱۸،۵۲۳: تقریب ۲۱۴/۲)

☆ ھشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام القرشی الاسدی، (م۱۴۶ھ) ان کی کنیت "ابوالمنذر" تھی۔ مدینہ کے رہنے والے ہشام "ثقہ ثبت، کثیر الحدیث اور حجت" تھے۔ انہوں نے ابن عمر اور ابن زبیر سے سماعت کی اور جابر بن عبداللہ اپنے والد زھری اور وھب بن کیسان کو دیکھا۔ (التاریخ الکبیر، ۸۲/۸، ۸۳، تقریب، ۲۳۶/۲، تهذیب الکمال، ۲۶۶/۱۹-۲۷۰)

☆ یحیی بن عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ: (م۱۰۴ھ) ابو محمد/ابوبکر، ان کا تعلق "مذحج" سے تھا۔ اھل مدینہ میں سے تھے۔ محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تهذیب الکمال، ۱۵۸/۲۰: تقریب،

۶۶۲/۲)

☆ یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر، (م۲۳۱ھ) ابو زکریا البصری مفتی تھے اور وسیع علم رکھتے تھے۔ امام نسائی نے ان کو ''ضعیف'' جبکہ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (کتاب الضعفا والمتروکین، ۱۹۸/۳،۲: الکاشف، ۲۲۸/۳، تھذیب، ۳۶۸/۴)

☆ یعقوب بن محمد الزہری، امام یحییٰ بن معین نے ان کو ''ثقات'' میں شمار نہیں کیا۔ اور محدثین نے ان کو ''کثیر الوھم'' کہا ہے۔ (تقریب. ۶۸۱/۲، ابن عدی، الکامل فی ضعفا الرجال ۲۶۰۶/۷، ۲۶۰۷)

☆ یعقوب بن محمد بن عیسیٰ بن عبد الملک بن حمید...... الزہری، (م۲۱۳ھ) کنیت ''ابو یوسف'' تھی۔ ابن حجر نے ان کو ''صدوق'' ''کثیر الوھم والروایۃ عن الضعفاء'' قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۷۲/۸: تقریب، ۶۸۱/۲، تھذیب، ۳۴۵/۱۱)

☆ یونس بن بکیر، (م۱۹۹ھ) کنیت ''ابوبکر'' تھی۔ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، نامور مؤرخ اور ممتاز عالم ہیں ''کتاب المغازی'' کے مصنف ہیں۔ آپ نے اعمش، ہشام بن عروہ، عمر بن ذر، ابن اسحٰق اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ یحییٰ بن معین نے ''صدوق''، ابو حاتم نے ''راست گو'' کہا جبکہ امام ابو داؤد کے مطابق ''حجت'' نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳۲۶/۱، تھذیب، ۴۶۶/۴، ۴۶۷)

☆ یونس بن یزید بن ابی نجاد: (م۱۵۹ھ) انکی کنیت ''ابو یزید'' تھی۔ انہوں نے زہری اور نافع سے حدیث کی سماعت کی۔ اور ان سے لیث بن سعد، ابن المبارک، سلیمان بن بلال اور حسان بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۸۱۹/۲)

فصل دوم: مدنی دور

- ☆ ہجرت مدینہ
- ☆ مسجد قبا کی تعمیر
- ☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی
- ☆ غزوۂ خندق
- ☆ غزوۂ بنو قریظہ
- ☆ غزوۂ خیبر
- ☆ فتح مکہ
- ☆ عام الوفود
- ☆ حجۃ الوداع
- ☆ مرض الموت
- ☆ وصال

ہجرت مدینہ

۱۲ا نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ مدینہ منورہ (۱) کی جانب ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہجرت کی ابتداء کر دی۔ مشرکین مکہ میں انکی روانگی سے غم و الم کے لاوے پھوٹ پڑے۔ چنانچہ انہوں نے دارالندوہ کے اجتماع میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ کا ایک مضبوط جوان ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے۔ چنانچہ قتل کی اس مجرمانہ قرارداد کے بعد آپ کو باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی آگاہ کیا اور ہجرت کی اجازت دے دی۔

یثرب کے حالات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت (۲) کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مدینہ (یثرب) کے حالات پہلے سے آپؐ کے لیے سازگار کر رکھے تھے۔

حدثنا عبيد بن اسماعيل حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت كان يوم بعاث(۳) يوماً قدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فقدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد افترق ملوهم وقتلت سرواتهم وجرحوا فقدمه الله لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم فى دخولهم فى الاسلام﴾

۱۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام یثرب تھا "یثرب" دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی، "یثرب بن قانیہ بن مھلائل" تھا۔ جس نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ اس کے نام پر شہر کا نام بھی "یثرب" پڑ گیا۔ بطلیموس کے جغرافیہ میں یثرب کا نام یثربہ (Jathripa) آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو اس کا نام "**مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**" مشہور ہوا جو کثرت استعمال سے "مدینہ" کہلانے لگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یثرب یا مدینہ کا نام "طیبہ" یا "طابہ" رکھ دیا۔ قرآن مجید میں یثرب اور مدینہ دونوں نام آئے ہیں۔ یہ مکہ سے ۳۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ (الدکتور جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۲۸/۴، ۱۲۹: اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص. ۱۵۴)

۲۔ **ہجرت:** ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (الزمخشری، اساس البلاغہ، ۳۶۲/۲) اصطلاحاً اس سے مراد وہ ہجرت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی۔ البتہ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مکہ مکرمہ آئے وہ مہاجرین میں شمار نہیں ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ﴿لا هجرة بعد الفتح﴾ (الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الجهاد و السير، (حديث: ۲۶۳۱)

۳۔ **یوم بعاث:** ایام جاهلیہ میں ایک اہم دن تھا۔ اس روز اوس اور خزرج کے درمیان آخری جنگ ہوئی۔ اس دن خزرج کا سردار "عمر بن النعمان بن صلاۃ بن عمرو" جبکہ اوس کا سردار "حضیر الکتائب بن سماک بن عتیک" تھا۔ اس روز خزرج کو شکست جبکہ اوس کو فتح ملی تھی۔ ظہور اسلام کے وقت اوس کے سردار سعد بن معاذ تھے۔ (المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۴۰/۴، اعلام الحديث ۱۷۰۰/۳: ايام العرب فى الجاهلية، ص ۷۳-۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کا دن خدا تعالیٰ نے اپنے رسول (کی کامیابی) کے لیے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب (مدینہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کی جماعتیں پراگندہ ہوگئی تھیں اور ان کے کچھ سردار زخمی اور کچھ مارے گئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لیے جو بعد میں انصار(۱) کے لقب سے نوازی گئیں مقرر کر رکھا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب الانصار۔ (حدیث:۳۷۷۷)، ص ۷۷۳

ہجرت مدینہ کی تیاری

جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی۔ تو بہت سے لوگ مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور سفرِ ہجرت کے لیے تیاری شروع کر دی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

﴿فقال النبی صلی الله علیه و آله وسلم للمسلمین انی اریت دار هجرتکم ذات نخل بین لابتین وهما الحرتان فهاجر من هاجر قبل المدینة ورجع عامة من کان هاجر بارض الحبشه الی المدینة وتجهز ابو بکر قبل المدینة فقال له رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم علی رسلک فانی أرجو ان یوذن لی فقال ابو بکر: وهل ترجو ذلک بأبی أنت قال نعم فحبس ابو بکر نفسه علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لیصحبه وعلف راحلتین کانتا عنده ورق السمر وهو الخبط أربعة أشهر.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مجھے (خواب) میں تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے کہ وہ کھجور کے درخت ہیں اور وہ دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی تو مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کو گئے تھے ان میں سے اکثر مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱۔ **انصار:** انصار اصل میں یمن کے رہنے والے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں مشہور سیلاب ''سیل عرم'' کے بعد یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہوئے۔ یہ دو بھائی تھے جو **''ثعلبہ بن عمرو''** کی اولاد تھے ان کی والدہ کا نام ''قیلۃ'' تھا۔ اوس اور خزرج تمام انصار ان ہی دو کے خاندان سے ہیں۔ (وفا الوفاء، ۱/۱۷٦، اٹلس سیرت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم، ص ۱۵۵)

وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کچھ ٹھہرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (فرط مسرت سے) عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ پھر حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے رک گئے اور دو اونٹنیاں جو ان کے پاس تھیں انہیں چار مہینہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، مناقب الانصار، باب: ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ. (حدیث:۳۹۰۵) ص ۷۹۹۔۸۰۰)

إذن ہجرت

مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے اور مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جینا دوبھر ہو گیا۔ تو باری تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ جسکا نام پہلے "یثرب" تھا۔ ہجرت کا حکم دے دیا۔

حدثنا ابراھیم بن موسی اخبرنا ھشام عن معمر وقال اللیث حدثنی عقیل قال ابن شھاب فاخبرنی عروہ بن الزبیر ﴿ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت: لم اعقل ابوی الا وھما یدینان الدین ولم یمر علیھما یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفی النھار بکرۃ وعشیۃ فبیما نحن جلوس فی بیت ابی بکر فی نحر الظھیرۃ قال قائل ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ساعۃ لم یکن یاتینا فیھا قال ابو بکر ما جای بہ فی ھذہ الساعۃ الا امر قال انی قد اذن لی بالخروج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کو دیندار ہونے کے سوا کچھ نہیں پایا اور کوئی روز ایسا نہیں گزرتا تھا جس کے دونوں کناروں یعنی صبح وشام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، میں ایک دن ابوبکرؓ کے گھر عین ٹھیک دوپہر کے وقت بیٹھی ہوئی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میرے پاس تشریف لا رہے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں آپ کسی اہم کام کی وجہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب ھل یزور صاحبہ، کل یوم اوبکرۃ و

عشیاً (حدیث:۲۰۷۹)ص۔۱۰۲۱

زادِ سفر

سفر کے لیے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے کھانا تیار کیا اور اپنے کمر بند سے ناشتہ دان باندھا۔

حدثنا عبید بن اسماعیل حدثنا ابو اسامة عن هشام قال اخبرنی ابی وحدثنی ایضاً ﴿فاطمة عن اسمای رضی الله عها قالت: صنعت سفرة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی بیت ابی بکر حین اراد ان یهاجر الی المدینة قالت: فلم نجد لسفرته ولا لسقائه ما نربطهما به فقلت لابی بکر: والله ما اجد شیئا اربط به الا نطاقی قال فشقیه باثنین فاربطیه بواحد السقای وبالآخر السفرة ففعلت فلذلک سمیت ذات النطاقین.﴾

حضرت فاطمہ الزہرہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حضرت صدیق اکبر کے گھر میں اس وقت کھانا تیار کیا جب آپؐ مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کر چکے تھے۔ مجھے آپ کے کھانے اور پانی کے برتن باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی جس سے میں باندھ دیتی تو میں نے صدیق اکبرؓ سے کہا: اللہ کی قسم! اس کے باندھنے کے لیے سوائے میرے کمر بند کے اور کوئی چیز نہیں ملی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم اس کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے پانی کا برتن اور دوسرے سے ناشتہ دان باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسی لیے میرا نام ''دو کمر بند والی'' پڑ گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب حمل الزاد فی الغزو (حدیث:۲۹۷۹) ص، ۴۹۲

روزِ ہجرت مدینہ

قال ابن شهاب: ﴿قال عروة: قالت عائشة: فبینما نحن یوما جلوس فی بیت ابی بکر فی نحرِ الظهیرة، قال قائل لابی بکر: هذا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متقنعاً، فی ساعة لم یکن یاتینا فیها، فقال ابوبکر: فداء له ابی وامی، والله ما جاء به فی هذه الساعة الا أمر، قالت: فجاء رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاستأذن، فاذن له فدخل، فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم لابی بکر: (أخرج من عندک). فقال ابوبکر: انما هم اهلک، بابی انت یا رسول الله، قال: (فانی قد اذن لی فی الخروج). فال ابوبکر:

الصحابة بابی انت یا رسول الله؟ قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم: (نعم) قال ابوبکر: فخذ. بابی انت یا رسول الله. احدی راحلتی هاتین، قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: (بالثمن) . قالت عائشة: فجهزنا هما احث الجهاز، وصنعنا لهما سفرة فی جراب، فقطعت اسماء بنت ابی بکر قطعة من نطاقها، فربطت به علی فم الجراب، فبذلک سمیت ذات النطاقین، قالت: ثم لحق رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم وابوبکر بغار فی جبل ثور، فکمنا فیه ثلاث لیال: یبیت عندهما عبدالله بن ابی بکر،(۱) وهو غلام شاب، ثقف لقن، فیدلج من عندهما بسحر، فیصبح مع قریش بمکة کبائت، فلا یسمع امراً یکتادان به الا وعاه، حتی یاتیهما بخبر ذلک حین یختلط الظلام، ویرعیٰ علیهما عامر بن فهیرة(۲) مولی ابی بکر منحة من غنم، فیریحها علیهما حین تذهب ساعة من العشاء، فیبیتان فی رسل، وهو لبن منحتهما ورضی فهما، حتی ینعق بها عامر بن فهیرة بغلس، یفعل ذلک فیکل لیلة من تلک اللیالی الثلاث، واستاجر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابوبکر رجلاً (۳) من بنی الدیل، وهو من بنی عبد بن عدی، هادیاً خریتاً، والخریت الماهر بالهدایة، قد غمس حلفاً فی آل العاص بن وائل السهمی، وهو علی دین کفار قریش، فامنا، فدفعا الیه راحلتیهما، وواعداه غار ثور بعد ثلاث لیال، فاتاهما براحلتیهما صبح ثلاث، وانطلق معهما عامر بن فهیرة، والدلیل، فاخذ بهم طریق السواحل﴾

حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں ٹھیک دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے ابوبکر

۱۔ **عبداللہ بن ابی بکر:** یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بھائی تھے ان کی والدہ کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبداسعد بن نصر بن مالک" تھا۔ ان کی شادی عاتکہ بنت زید بن عمرو سے ہوئی جو سعید بن زید کی بہن تھی۔ ہجرت مدینہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بے حد مدد کی۔ اپنے والد کی خلافت کے دوران شوال ۱۱ھ میں وفات پائی۔ (نسب قریش، ص، ۲۷۵-۲۷۷، اسد الغابة، ۱۸۸/۳، الاصابة، ۲۸/۲)

۲۔ **عامر بن فہیرہ:** انکی کنیت "ابوعمر" تھی۔ طفیل بن حارث جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماموں تھے ان کے مملوک تھے۔ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار میں پناہ لی تو وہاں دونوں کو دودھ پلاتے رہے۔ سفر ہجرت میں وہ خدمت کے لیے ساتھ تھے۔ غزوۂ بدر واحد میں شریک رہے اور صفر ۴ھ میں بیئر معونہ کے دن یہ شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبری، ۳۳۰/۳، ۳۳۱: انساب الاشراف، ۱۹۳/۱، ۱۹۴)

۱۔ **عبداللہ بن اریقط الدیلی:** ان کا تعلق "کنانہ ابن خزیمہ" سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے لیے روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے راستہ بتانے کے لیے اجرت پر ان کو رکھا تھا۔ (انساب الاشراف، ۲۶۰/۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا (دیکھو) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ پر چادر ڈالے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری ایسے وقت تھی جس میں آپ کبھی تشریف نہ لاتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان بخدا ضرور کوئی بات ہے جبھی تو آپؐ اس وقت تشریف لائے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور آپؐ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ کو اجازت مل گئی آپؐ اندر تشریف لائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؐ پر فدا ہوں، جائیں یہاں تو صرف آپ کی گھر والی ہیں آپؐ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں مجھے بھی رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں (رفیق سفر تم ہو گے) حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے (ماں) باپ آپؐ پر قربان، میری ایک اونٹنی آپ ﷺ لے لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم تو با قیمت لیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے ان دونوں کے لیے جلدی میں جو کچھ تیار ہو سکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لیے چمڑے کی ایک تھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلی کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب (ذات النطاق) ازار بند والی ہو گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ جبل نور کے ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دن تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابو بکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ آپ حضرات کے پاس رات گزارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گزاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آ کر بتا دیتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرت ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گزارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح اندھیرے منہ ان بکریوں کو ہانک لے جاتے اور ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، مزدور رکھا۔ وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو

غار ثور پر لانے کا وعدہ لے لیا (چنانچہ وہ حسب وعدہ آ گیا) اور ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے اور رہبران کو ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: هجرة النبی صلی الله علیه وآله وسلم واصحابه الی المدینة (حدیث:۳۹۰۵) ص ۸۰۰۔۸۰۱

سفر ہجرت

قریش کے منصوبہ قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار ثور میں پناہ لی اور تین راتیں وہاں گزاریں۔ ربیع الاول ا ھ (بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲) عبداللہ بن اریقط سواریاں لے کر آ گیا اور آپؐ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ عامر بن فہیرہ بھی ہمراہ تھے۔ رہنما عبداللہ بن اریقط نے ساحل کا راستہ اختیار کیا اور سفر کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے قبا پہنچے۔

اخبرنا ابو بکر احمد بن کامل بن خلف القاضی، ثنا موسی بن اسحاق القاضی، ثنا مسروق بن المرزبان، ثنا یحیی بن زکریا بن ابی زائدة قال: قال ابن اسحاق، حدثنی محمد بن جعفر بن الزبیر، و محمد بن عبدالرحمن بن عبدالله بن حسین، عن عروة بن الزبیر، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الغارمها جراً ومعه ابوبکر و عامر بن فهیرة مردفه ابوبکر و خلفه عبدالله بن اریقط اللیثی فسلک بهما اسفل من مکة ثم مضی بهما حتی هبط بهما علی الساحل اسفل من عسفان ثم استجاز بهما علی اسفل امج ثم عارض الطریق بعد ان اجاز قدید الم سلک بهما الحجاز ثم اجاز بهما ثنیة المرار ثم سلک بهما الحفیاء ثم اجاز بهما مدلجة ثقف ثم استبطن بهما مدلجة صحاح ثم سلک بهما مذحج ثم ببطن مذحج من ذی الغضن ثم ببطن ذی کشد ثم اخذ الجباجب ثم سلک ذی سلم من بطن اعلی مدلجة ثم اخذ القاحة ثم هبط العرج ثم سلک ثنیة الغائر عن یمین رکوبه ثم هبط بطن ریم فقدم قباء علی بنی عمرو بن عوف.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد غار ثور سے نکلے تو ان کے ساتھ ابو بکرؓ اور عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے تھے اور ان کے پیچھے عبداللہ بن اریقط تھے۔ پس وہ ان دونوں کے ساتھ زیریں مکہ سے چلے پھر ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے زیریں عسفان کے پاس سے گزرے پھر ان کے ساتھ زیریں امج سے گزرتے ہوئے

آگے بڑھے۔ قدید پار کرنے کے بعد پھر راستہ کاٹا اور وہیں سے آگے بڑھتے ہوئے حجاز اور پھر ثنیۃ المرار سے گزرے پھر حنیا سے آگے بڑھتے ہوئے مدلجہ کی طرف بڑھے اور مدلجہ کے اندر داخل ہوئے پھر وہاں سے چلتے ہوئے مذجج اور پھر مذجج کی وادی سے ہوئے ہوئے ذی الغضن کے موڑ کے نشیب میں چلے پھر جاجب کا راستہ اختیار کرتے ہوئے مدلجہ وادی، ذی سلم سے گزرے۔ پھر قاحہ کا رخ کیا پھر عرج میں اترے۔ پھر رکوبہ کے داہنے ہاتھ ثنیۃ الغائر میں چلے یہاں تک کہ وادی ریم میں اترے۔ پھر قبا میں بنی عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچ گئے۔

تخریج:

المستدرک، ۳/۹، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱-۲/۲۹۲-۲۹۳

دوران ہجرت قیام

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالرحمن بن محمد بن شعبة، ثنا حزام بن هشام ابن حبيش بن خالد بن خليد بن ربيعة الخزاعي، ثنا ابي عن جده ﴿عن اخته ام معبد واسمها: عاتكة بنت خالد الخزاعية قالت: لما ان هاجر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من مكة وخرج منها يريد المدينة ومعه ابوبكر الصديق ومولى لابي بكريقال له: عامر بن فهيرة وعبدالله بن الأريقط الليثي دليلهم، فمروا بنا فدخلوا خيمتي وانا مختبئة بفناء خيمتي اسقي واطعم المارين فقال: الاهل من لحم؟ فبعثت اليهم بشاة ذات لبن فردها، وبعثت اليه بعناق جذعته فقبلها وقال: انما رددنا الشاة لانها ذات لبن فهل عندک من تمر؟ فقلت: لا والله ولو كان عندى ما تطلبون ما جاوزتم خيمتي وكانوا مرملين مجهودين، فنظر النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاذا شاة بالفناء فقال: ما هذه الشاة يا ام معبد؟ فقلت: شاة خلفها الراعى من الجهد ليس بها لبن ولا لحم، قال: تاذنين لنا ان ندنو منها ونحلب، قلت: نعم ان رأيت بها حلاباً بابى انت وامى فدعا بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فمسح بيده ضرعها وقال: بسم الله ودعا ربه فتفاجت ودرت واجترت وكلفت، ثم دعا بالاناء فاتيته باناء لنا اذا ملأناه يربض الرهط فحلب منها حتى امتلأ وتدفق فسقانى حتى رويت، ثم سقى ابابكر، ثم رجلاً رجلاً ممن معه ثم شرب النبى صلى الله عليه وآله وسلم ثم ارتحل وارتحل اصحابه عنا وبايعه اهل الماء على الاسلام ثم جاء زوجى من الرعى يسوق اعنزاً لنا عجافاً، فقربت الى زوجى اللبن واخبرته خبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم واخبرته ببركته فقال: صفيه لى قلت: نعم رجل ظاهر

الوضاء ة، ابلج الوجه، حسن الخلق، بسام وليس نحيلاً ولا مدلماً ولا مطهماً ابيض وسيم ثقيل ادعج العينين، اهدب الاشفار منعطف، جهير الصوت كان عنقه سطح قمر، كث اللحية، ازج الحواجب مقرون اذا تكلم علاه البهاء، واذا سكت فعليه الوقار اجمل الناس واباه من بعيد، واحلى الناس واحسنه من قريب، شهي المنطق فضل لا فضول ولا هذرمة اذا تكلم نظم الدر والمرجان لانزر ولانقصان، رجل فوق الربعة غصن بين غصنين انظر الثلاثة واطراه احسنهم منظراً واتمهم جسماً اذا جلس حضوابه، واذا تكلم انصتوا، واذا قام قاموا حوله، واذا امربا مرابتدروه فيمايا مرهم محضود محشود يحسده قومه لما الله نوره لاعابس، ولايعتدى على احد بشر اطهر الناس خلقاً واكرمهم عوداً صلى الله عليه وآله وسلم. فقال لى زوجى: هذا والله صاحب قريش الذى ذكر لنا من امره كيت و كيت بمكة ولقد هممت ان آتيه فاصحبه، ولافعلن ان وجدت الى ذلك سبيلا ان شاء الله.

ام معبدؓ جنکا نام ’’عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ‘‘ تھا۔ فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ ہجرت فرمائی اور مدینہ کا ارادہ کرتے ہوئے وہاں سے نکلے تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، اور ان کا غلام جسکا نام عامر بن فہیرہ تھا اور عبداللہ بن اریقط اللیثی بھی ساتھ تھے۔ پس ان کا گزر میرے خیمے کے پاس سے ہوا اور میں اپنے خیمے میں مسافروں کو کھلانے پلانے کے لیے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی تھی۔ پس انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس کچھ گوشت ہے؟ پس میں نے ان کی طرف ایک دودھ والی بکری بھیجی انہوں نے وہ واپس کر دی اور پھر میں نے ان کی خدمت میں ایک سال سے کم عمر کی بکری بھیجی تو انہوں نے فرمایا۔ ہم یہ بکری واپس لوٹا رہے ہیں کیونکہ یہ دودھ دینے والی ہے۔ پس کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا۔ نہیں خدا کی قسم۔ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جسکو تم میرے خیمے میں طلب کر رہے ہو تو میں تم سے نہ چھپاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمے کے گوشے میں ایک بکری کو دیکھا تو پوچھا: اے ام معبدؓ یہ بکری کیسی ہے؟ پس میں نے کہا کہ کمزوری کی وجہ سے چرواہے نے اسکو پیچھے رہنے دیا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ دودھ ہے نہ گوشت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیں اجازت دو گی کہ ہم اس کا دودھ دوھ لیں اور پی لیں۔ میں نے کہا: ہاں میرے ماں باپ تم پر قربان، اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے۔ تو ضرور دوھ لو۔ پس آپؐ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا اور دعا کی۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیے۔ تھن میں بھرپور دودھ اتر آیا پھر آپ نے ایک برتن لیا پس میں برتن لائی۔ جب آپ نے اسکو دودھ

سے بھر لیا تو جھاگ اوپر آ گئی پس آپؐ نے مجھے پلایا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی پھر حضرت ابوبکرؓ کو اور دونوں دوسرے ساتھیوں کو پلایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پیا پھر آپؐ اور آپ ﷺ کے ساتھی مجھ سے رخصت ہو کر آگے چلے گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میرا شوہر اپنی کمزور بکریوں کو ہانکتا ہوا لے کر آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر کو دودھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی برکت کی خبر دی۔ پس اس نے کہا: ان کے اوصاف مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ چمکتا رنگ، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا پیکر، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، سفید و سیاہ آنکھیں، سیاہ سرگیں پلکیں، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمکدار کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک و پر جمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں۔ گفتگو میں چاشنی، بات واضح اور دوٹوک' نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ و خوش منظر ہے۔ رفقاء آپؐ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے، کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں۔ کوئی حکم دیں تو لپک کر بجا لاتے ہیں، مطاع و مکرم، نہ ترش رو، نہ لغوگو۔

تخریج:

الاحادوالمثانی۔ ص،۲۸۳۔۲۸۴: دلائل النبوۃ (البیھقی) میں یہ روایت حبیش بن خالد سے مروی ہے۔ ۱/۲۷۸-۲۷۹، الطبقات الکبری میں ابن سعد، حر ابن الصباح سے اور وہ ابی معبد الخزاعی سے تمام واقعہ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ (الطبقات الکبری ۱/۲۳۰،۲۳۱)

ہجرت مدینہ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اہل وعیال کا ردعمل

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثنا احمد بن عبدالجبار، ثنا یونس ابن بکیر، عن ابن اسحاق، عن یحیی بن عباد بن عبدالله بن الزبیر، عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما قالت: لما توجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من مکة الی المدینة و معه ابوبکر حمل ابو بکر معه جمیع ماله خمسة الف اوستة الف درهم فاتانی جدی ابوقحافة وقد ذهب بصره فقال: ان هذا والله قد فجعکم بماله مع نفسه فقلت: کلایاابت قد ترک لنا خیراً کثیراً فعمدت الی احجار/ فجعلتهن فی کوة البیت و کان

ابو بکر یجعل امواله فیها وغطیت علی الاحجار بثوب ثم جئت فاخذت بیده فوضعتها علی الثوب فقال: اما اذا ترک هذا فنعم قالت: وواللہ ما ترک قلیلاً ولا کثیراً

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ کی جانب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال، متاع ۵۰۰۰ یا ۶۰۰۰ درہم اپنے ساتھ لے لیا۔ پس (ان کے جانے کے بعد) میرے دادا ابوقافہ جنکی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ آئے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم ابو بکرؓ نے تمہیں اپنی ذات کے ساتھ ساتھ مال سے بھی محروم کر دیا ہے)۔ پس میں نے کہا ہر گز نہیں اے دادا جان ہمارے والد ہمارے لیے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔ پس میں نے چند پتھر جمع کئے اور ان کو مکان کے طاق میں رکھ دیا جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنا مال رکھا کرتے تھے اور پتھروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیا پھر میں دادا کو لائی اور ان کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھا۔ انہوں نے کہا اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر گئے ہیں تو بہت اچھی بات ہے اور خدا کی قسم وہ ہمارے لیے کم یا زیادہ کچھ بھی نہ چھوڑ گئے تھے۔

تخریج:

المستدرك، ۳/۶،۷، (امام نیشاپوری کے مطابق یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)، المسند، امام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۶۴۱۷)، ۷/۴۹۰، السیرة النبویة لابن ہشام، ۱.۲/۲۹۱

مسجد قبا کی تعمیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوی (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کو قبا(۱) میں تشریف لائے۔ مسلمانانِ مدینہ آپؐ کا بے قراری سے انتظار کر رہے تھے۔ آپ کی آمد کے بعد انہوں نے آپ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ آپؐ نے قبا میں کلثوم بن الھدم کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپؐ نے قبا میں کچھ دن قیام فرمایا اور اسی دوران مسجد قبا(۲) کی بنیاد رکھی۔ یہ آپ کی نبوت کے بعد پہلی مسجد ہے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

قال: ابو یحییٰ محمد بن عبدالرحیم، ثنا یعقوب بن محمد عن عاصم بن سوید بن عامر عن عتبه بن ودیعة ﴿عن الشموس بنت النعمان قالت: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه

۱۔ **قبا:** یہ یثرب کی بیرونی بستی ہے جسے عالیہ بھی کہا جاتا تھا۔ قباء ایک کنویں کا نام تھا جسکی نسبت سے بستی کا نام قبا مشہور ہو گیا۔ یہ مدینہ منورہ سے تقریباً ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۱۵۱)

۲۔ **مسجد قبا:** احمد بن یحییٰ بن جابرؓ کہتے ہیں۔ پہلے پہل ہجرت کر کے آنے والوں میں سے جو قبا میں قیام پذیر ہوئے انہوں نے ایک مسجد بنائی جس میں یہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو قبا میں قیام فرمایا اور باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی۔ یہ مسجد تقویٰ کہلاتی ہے۔ (اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۱۵۱)

وآله وسلم يبنى مسجد قباء فرأيته أخذ حجراً فصهده الى بطنه فجاء بعض اصحابه فقال: يا رسول الله! اعطنى احمله عنك، قال: (اذهب فخذ مثله)﴾

الشموس بنت نعمانؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ مسجدِ قبا کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ پس میں نے دیکھا کہ آپؐ نے پتھر (تعمیر کے لیے) اپنے پیٹ پر اٹھائے ہوئے ہیں پس بعض صحابی آپؐ کے پاس آئے اور کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ پتھر) مجھے دے دیجئے۔ آپ کی بجائے میں اٹھالیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ (اور انکی بجائے) اسی طرح کے اور پتھر اٹھالاؤ۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص۔ ۲۸۵: الاصابة، ۴/ ۳۴۳

مکہ اور مدینہ میں مدتِ قیام

حدثنا ابو نعيم حدثنا شيبان عن يحى عن ابى سلمه ﴿عن عائشة وابن عباس رضى الله عنهم ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم لبث بمكة عشر سنين ينزل عليه القران وبالمدينة عشراً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے بعد دس سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں قرآن کریم آپؐ پر برابر نازل ہوتا رہا، پھر ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور دس برس قیام فرمایا۔(۱)

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب المغازی، باب: وفاة النبى صلى الله عليه وآله وسلم (حديث:۴۴۶۵)ص ۹۲۰

ہجرتِ مدینہ کے بعد

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے اور دل ہی دل میں مکہ مکرمہ کی یاد بھی انہیں بے چین رکھتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور تمام مہاجرین کے لیے دعا فرمائی۔ کہ مدینہ منورہ میں دل لگ جائے۔

۱۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ وحی کے بعد آنحضور ۱۳ برس مکہ میں رہے پھر انہیں ہجرت کا حکم ملا۔ (الجامع الصحيح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبى ﷺ...... (حديث: ۳۹۰۲)ص، ۷۹۹، الطبقات الكبرى، ۱/ ۲۳۵)

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن هشام بن عروة ﴿عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: اللهم حبب الینا المدینة کما حببت الینا مکة او اشد وانقل حماها الی الحجفة اللهم بارک لنا فی مدنا وصاعنا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یااللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر دے جیسا کہ تو نے مکہ کی محبت دی ہے اور اس کے بخار جحفہ کی طرف منتقل کر دے، یااللہ ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعا، باب، الدعا برفع الوباء والوجع (حدیث:۶۳۷۲) ص، ۱۳۴۷ ، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی صلی الله علیه وآله وسلم، اصحابه المدینة، (حدیث:۳۹۲۶) ص، ۸۰۶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح مکہ مکرمہ میں کیا تھا۔ رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔

حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا حماد وحدثنا بشر بن خالد حدثنا ابو اسامة قالا حدثنا هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تزوجنی وانا بنت سبع اوست فلماً قدمنا المدینة أتین نسوة وقال بشر فاتتنی ام رومان وأنا علی ارجوحة فذهبن بی وهیاننی وصنعننی فأتی بی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فبنی بی وانا ابنة تسع سنین﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: کہ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو چند عورتیں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی، بال میرے چھوٹے چھوٹے سے تھے وہ مجھے لے گئیں، مجھے تیار کیا، بنایا سنوارا اور مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپؐ نے میرے ساتھ شب بستری فرمائی میں اس وقت نو برس کی لڑکی تھی۔

تخریج:

السنن (لابوداؤد) کتاب الادب،باب: فی الأرجوحه (حدیث:۴۹۳۳) ص، ۲۹۵

اس شادی کا مزید احوال اس روایت سے پتہ چلتا ہے۔

حدثنی فروه بن ابی المغرای حدثنا علی بن مسهر عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: تزوجنی النبی صلی الله علیه و آله وسلم وأنا بنت ست سنین فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن خزرج فوعکت فتمرق شعری فوفی جمیمة فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحة ومعی صواحب لی فصرخت بی فاتیتها لا أدری ما ترید بی فاخذت بیدی حتی اوقفتنی علی باب الدار، وانی لانهج حتی سکن بعض نفسی ثم اخذت شیئا من مای فمسحت به وجهی وراسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ضحی فاسلمتنی الیه وأنا یومئذ بنت تسع سنین﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح ہوا۔ پھر ہم (ہجرت کر کے) مدینہ آئے تو بنی حارث بن خزرج (کے مکان) میں اترے۔ پھر مجھے (اتنا شدید) بخار آیا کہ میرے سر کے بال گرنے لگے اور وہ کانوں تک رہ گئے پھر (ایک دن) میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں اور مجھے زور سے آواز دی۔ میں ان کے پاس چلی گئی حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ انہوں نے کیوں بلایا ہے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ ذرا دم میں دم آیا۔ پھر انہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ پھر مکان کے اندر داخل کر دیا تو میں نے کمرہ میں چند انصاری عورتوں کو دیکھا۔ انہوں نے کہا: ''خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ''۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ پھر دوپہر کے وقت آنحضرت تشریف لائے تو انہوں نے مجھے آپؐ کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب: تزویج النبی عائشه وقدومها المدینة وبنائه بها۔ (حدیث:۳۸۹۴) ص، ۶۹۷

شادی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۹ برس تھی

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم تزوجها وهی بنت ست سنین وادخلت علیه وهی بنت تسع ومکثت عنده تسعا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ آپؐ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپؐ کے نکاح میں رہی، پھر آپؐ کا وصال ہو گیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: النکاح الرجل ولده الصغار، (حدیث ۵۱۳۲)ص، ۱۱۱۵

شادی سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھلائی جا چکی تھی۔

حدثنا محمد اخبرنا ابو معاوية اخبرنا هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم: اريتک قبل ان اتزوجک مرتين رأيت الملک يحملک فی سرقة من حرير فقلت له: اکشف، فکشف فاذا هی انت فقلت: ان يکن هذا من عند الله يمضه ثم أريتک يحملک فی سرقة من حرير فقلت: اکشف، فکشف فاذا هی انت فقلت: ان يک هذا من عندالله يمضه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شادی سے پہلے تمہیں دو مرتبہ خواب میں دیکھا۔ میں نے فرشتے کو دیکھا کہ تم کو ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا کہ اس کو "کھول"۔ اس نے کھولا تو تم تھیں۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو ضرور پورا کرے گا، پھر مجھ کو تم دکھلائی گئی کہ تمہیں ریشمی کپڑے میں (فرشتہ) اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا کہ "کھول"، اس نے کھولا، تو تم نظر آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا کروں گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التعبیر، باب ثیاب الحریر فی المنام (حدیث:۷۰۱۲) ص ۱۲۰۹

غزوات

غزوۂ احد

غزوۂ بدر میں شکست فاش کے بعد قریش مکہ کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ چنانچہ شوال ۳ھ میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا اور کوہ اُحد (۱) کے مغربی جانب خیمہ زن ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "۷۰۰" صحابہ کے ہمراہ جبل احد کے جنوب مغربی کونے کے قریب صف آرا ہوئے اور جبل الرماۃ پر ۵۰ تیر انداز حضرت عبداللہ بن جبیر (۲) کی قیادت میں متعین فرمائے اور حکم دیا کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔ مقابلہ میں پہلے پہل مسلمانوں کو فتح ہوئی تو عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے وہ درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ خالد بن ولید (۳) نے اسی درے سے حملہ آور ہو کر جنگ کا پانسا پلٹ دیا۔

حدثنا زکریای بن یحیی حدثنا ابو اسامة قال هشام اخبرنا عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها قالت: لما کان یوم احد هزم المشرکون فصاح ابلیس ای عباد الله اخراکم فرجعت اولاهم فاجتلدت هی و اخراهم فنظر حذیفة(۴) فاذا هو بأبیه الیمان فقال ای عباد الله أبی أبی والله ما احتجزوا حتی قتلوه فقال حذیفة: غفر الله لکم قال: عروة فما زالت فی حذیفة منه بقیه خیر حتی لحق بالله عزوجل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن جب کفار بھاگنے لگے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے مسلمانو! اپنے پیچھے والوں کو مارو (کہ کافر ہیں حالانکہ پیچھے بھی مسلمان تھے) لہٰذا آگے والے پیچھے کی طرف لوٹ پڑے اور باہم لڑنے لگے۔ حذیفہؓ نے اپنے والد یمانؓ کو

۱۔ **کوہ احد:** اس پہاڑ کا نام ہے جس کے پاس غزوۂ احد ہوا۔ مدینہ منورہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حمزہؓ اور ۷۰ مسلمان شہید ہوئے جو یہاں ہی دفن ہیں۔ احد پہاڑ حرم میں داخل ہے۔(معجم البلدان ۱۰۹/۱)

۲۔ **عبداللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امری ءالقیس:** ان کا اوس کے قبیلہ بنو ثعلبہ سے تعلق تھا۔ بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے اور احد کے دن شہید ہوئے (اسد الغابة، ۱۹۴/۳، الاستعیاب، ۱۴/۳)

۳۔ **خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم:** کنیت "ابو الولید" تھی۔ والدہ کا نام "لبابہ" تھا آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ "میمونہ بنت الحارث" کے بھانجے تھے۔ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو "سیف اللہ" کا لقب دیا۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔ (اسد الغابة، ۱۴۰/۲-۱۴۴، معرفة الصحابه، ۱۸۲/۲)

۴۔ **حذیفہ بن الیمانؓ،** (م۳۶ھ) انکی کنیت "ابوعبداللہ" تھی۔ والد کا نام "یمان حسیل بن جابر" تھا۔ جبکہ "یمان" لقب تھا۔ بنی عبس سے تعلق تھا۔ انکی والدہ انصاری تھیں۔ جنکا نام "رباب بن کعب" تھا۔ حذیفہ کا شمار کبار صحابہؓ میں کیا جاتا تھا۔ مختلف غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ کے زمانے میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۳۹۳/۱،۳۹۴) النووی، یحییٰ بن شرف، تهذیب الاسماء واللغات، ۱۵۸/۱،۱۵۹)

دیکھا (کہ مسلمان ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان تھے) تو کہنے لگے کہ اے مسلمانو! میرے والد میرے والد (مسلمان ہیں) مگر خدا کی قسم وہ نہ رکے حتیٰ کہ ان کے باپ کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حذیفہؓ کو برابر اس بات کا رنج رہا حتی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں کی شہرت اور ساکھ پر بہت بُرا اثر پڑا مخالفین کے دل سے مسلمانوں کی ہیبت جاتی رہی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، باب: صفة ابلیس و جنوده (حدیث ۳۲۹۰)ص، ۵۴۷

غزوۂ حمراء الاسد

اُحد کے روز جب مشرکین واپس چلے گئے۔ تو آپؐ نے شہداء کی تدفین اور اللہ عزوجل کی ثناء و دعا کے بعد مدینے کا رخ فرمایا۔ اور ۷ شوال ۳ھ کو سر شام مدینہ پہنچے۔ مسلمان زخموں سے چُور چُور ہونے کے باوجود مدینے کے راستوں پر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے ہوئے گزاری۔ آپؐ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین مکہ دوبارہ پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں چنانچہ آپؐ نے فیصلہ کیا کہ مکی لشکر کا تعاقب کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے ۸ شوال ۳ھ کو علی الصباح اعلان فرمایا کہ دشمن کے مقابلے کے لیے چلنا ہے۔ (۱)

حدثنا محمد حدثنا ابو معاوية عن هشام عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها الذين استجالو لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم قالت لعروة يا ابن اختى كان ابواک منهم الزبير وابو بكر لما أصاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما أصاب يوم احد وانصرف عنه المشركون خاف ان يرجعوا قال من يذهب فى اثرهم فانتدب منهم سبعون رجلاً قال كان فيهم ابو بكر والزبير.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانا ان میں سے جو نیک پرہیزگار ہیں ان کو بہت ثواب ملے گا۔ اے میرے بھانجے! تمہارے والد زبیرؓ اور نانا ابوبکر صدیقؓ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ بات یہ ہوئی کہ اُحد کے دن رسول ﷺ کو جو صدمہ پہنچا تھا، پہنچا اور کافر مکہ کو واپس گئے تو آپ ﷺ کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کافر کہیں

۱. الطبقات الکبری، ۲/ ۴۸، ۴۹

پھر لوٹ نہ آئیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کافروں کا تعاقب کون کرتا ہے؟ یہ حکم سن کر ستر حضرات نے اس حکم کی تعمیل منظور کی جس میں زبیرؓ اور ابو بکرؓ بھی شامل تھے۔

آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد (۱) پہنچ کر خیمہ زن ہوئے اور تین دن ۹،۱۰،۱۱ شوال ۳ھ تک وہیں مقیم رہے۔ ادھر مشرکین مکہ جب مدینہ سے ۳۶ میل دور مقام روحاء پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ ہونے کا سوچا کہ "معبد بن ابی معبد خزاعی" وہاں پہنچا اور اس نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کی حوصلہ شکنی کر دی۔ اس سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور ان پر گھبراہٹ اور رعب طاری ہو گیا اور وہ مکہ واپس چلے گئے آپؐ وہاں تین دن قیام کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب الذین استجابو لله والرسول (حدیث:۴۰۷۷) ص، ۸۳۹

غزوۂ خندق

غزوۂ خندق (۳) شوال ۵ ھ میں پیش آیا غزوۂ بدر غزوۂ احد میں شکست کھانے کے بعد یہودیوں کے بھڑکانے پر مشرکین مکہ نے تمام قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے مدینہ کے اردگرد خندق کھودی۔ خندق کی کھدائی کے دوران نبوت کی کئی نشانیاں بھی جلوہ فگن ہوئیں۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی، ثنا الفضل بن سلیمان، حدثنی فائد مولی عبید الله بن علی بن ابی رافع، حدثنی عبید الله ﴿ان جدته سلمی اخبرته: ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعث الی ابی رافع بشاة وذلک فی یوم الخندق فیما اعلم فصلاها ابو رافع وجعلها فی مکتل ولیس خبز فلقیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم راجعاً من الخندق فقال: ((یا ابا رافع ضع الذی معک فوضعه ثم قال: یا ابا رافع ناولنی الذراع فناولته، ثم قال: ناولنی الذراع فناولته، ثم قال یا أبا رافع ناولنی الذراع فقلت: یا رسول الله هل للشاة غیر ذراعین؟ فقال: لوسکت لناولتنی ما سألتک وانها صنعت لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، فاکلها ومعه ناس من اصحابه وبقی منها قلیل، فمر بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم أعرابی فاخذها الأعرابی فاکلها بیده فقال له النبی صلی الله علیه وآله

۱۔ **"حمراء الاسد"**: ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے (عیون الاثر ۲/ ۵۲)

۲۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۴۸، ۴۹

۳۔ **خندق**: خندق کی لمبائی ۵۵۴۴ میٹر، چوڑائی ۴۶۲ ۴ میٹر اور گہرائی ۳۲۳۴ میٹر تھی۔ (اٹلس سیرت نبویؐ، ص، ۲۷۸)

وسلم: ضعها فوضعها ثم قال: سم الله وخذ من أدناها تشبع قال: فشبع منها وفضلت فضلة))﴾

عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی سلمیٰؓ نے انہیں خبر دی کہ ان کے علم کے مطابق یوم خندق کو نبی کریمﷺ نے ابو رافعؓ کو ایک بکری دے کر بھیجا۔ پس ابو رافعؓ نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کو ہنڈیا میں پکایا جبکہ روٹیاں نہیں تھیں۔ پس خندق سے واپسی پر نبی کریمﷺ اس کو ملے اور فرمایا: اے ابو رافعؓ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو رکھ دو۔ پس انہوں نے اسے رکھ دیا پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے ان کو پکڑا دیا۔ آپؐ نے تیسری بار پھر فرمایا: اے ابو رافعؓ مجھے دستی (کا گوشت) پکڑاؤ۔ پس میں نے کہا: یا رسول اللہﷺ کیا کسی بکری کے دو سے زیادہ بھی بازو ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جو میں نے تم سے سوال کیا تھا (یعنی دستی کے گوشت کا) تم مجھے دیتے رہتے اور میں نے اس (سالن) کو نبی کریمﷺ کے لیے رکھ دیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ میں سے جو لوگ تھے سب نے کھایا اور تھوڑا سا بچ رہا۔ اسی دوران نبی کریمﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے بھی وہ سالن لیا اور اپنے ہاتھ سے کھانے لگا۔ نبی کریمﷺ نے اس کو فرمایا: کہ اس کو رکھ دو جب اس نے اس کو رکھ دیا تو آپؐ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر تھوڑا سا لو تم سیر ہو جاؤ گے۔ حضرت عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ وہ اعرابی اس سے سیر ہو گیا اور پھر بھی کچھ سالن بچ گیا۔

تخریج:

الاحاد و المثانی، ص، ۶۷۱، مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، (حدیث:۱۴۱۳۵) ۵/۵۴۶، ۵۴۷

غزوۂ بنی قریظہ

غزوۂ خندق کے دوران مسلمان محاذ جنگ پر مصروف تھے اور یہودی قبیلہ "بنو قریظہ" اپنی سازشوں میں مصروف تھا۔ ان کا سردار "کعب بن اسد قرظی" نے (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کر چکا تھا کہ جنگ کے موقع پر آپ کی مدد کرے گا) حیی بن اخطب سے عہد کیا کہ قریش اگر غزوۂ خندق میں "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو ختم کر کے واپس ہوئے تو وہ حیی بن اخطب کے ساتھ ملکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے گا۔ اس عہد کے بعد قریظہ کے یہود عملی طور پر جنگی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے حتی کہ "فارع" نامی قلعہ (جس میں مسلمان عورتیں اور بچے موجود تھے) پر بھی ایک یہودی نے معلومات حاصل کرنے کے لیے چکر لگایا۔ جنگِ خندق کے بعد آپ کو "بنو قریظہ پر" حملہ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔(۱)

۱. السیرۃ النبویۃ (لابن ہشام)، ۱/۵۵۹-۵۶۴

حدثنا زکریای بن یحی حدثنا عبدالله بن نمير حدثنا هشام عن ابيه ﴿عن عائشة رضي الله عنها قالت: اصيب سعد يوم الخندق رماه رجل من قريش يقال له حبان بن العرفة وهو حبان بن قيس من بني معيص بن عامر بن لوى رماه في الاكحل فضرب النبي صلى الله عليه وآله وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلما رجع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الخندق وضع السلاح واغتسل فاتاه جبريل عليه السلام وهو ينفض راسه من الغبار فقال: قد وضعت السّلاح والله ما وضعته اخرج اليهم قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: فأين فأشار الى بني قريظة - فاتاهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فنزلوا على حكمه فرد الحكم الى سعد قال: فاني احكم فيهم ان تقتل المقاتلة وان تسبى النساى والذريه وان تقسم اموالهم قال هشام فاخبرني ابي عن عائشة ان سعداً قال: اللهم انک تعلم انه ليس أحد أحب الى ان اجاهدهم فيک من قوم كذبوا رسولک صلى الله عليه وآله وسلم واخرجوه اللهم فاني اظن انک قد وضعت الحرب بيننا وبينهم فان كان بقي من حرب قريش شي فابقتني له حتى اجاهدهم فيک وان كنت وضعت الحرب بيننا وبينهم فان كان بقي من حرب قريش شي فابقني له حتى أجاهدهم فيک وان كنت وضعت الحرب فافجرها واجعل موتتي فيها فانفجرت من لبّة فلم يرعهم وفي المسجد خيمة من بني غفار الا الدم يسيل اليهم، فقالوا ياأهل الخيمة ما هذا الذي ياتينا من قبلكم فاذا سعد يغذو جرحه دما فمات منها رضي الله عنه

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ سعد کو جنگ خندق میں حبان بن عرفہ ایک قریشی نے تیر مارا جو کہ ہفت اندام کی رگ میں لگا- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تا کہ انکی دیکھ بھال کر سکیں، پھر آپؐ جنگ خندق سے واپس آئے ہتھیار اتارے غسل کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے اور وہ اپنے سر سے گرد وغبار دور کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے ہتھیار اتار دیے- خدا کی قسم! میں نے ابھی تک نہیں کھولے- چلئے! بنی قریظہ کی طرف چلیں- چنانچہ آپؐ نے جا کر بنی قریظہ کو گھیر لیا آخر آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہو کر بنو قریظہ قلعہ سے اتر آئے آپؐ نے فرمایا: سعدؓ جو فیصلہ کر دیں منظور کر لو- پھر سعد آئے اور انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو لڑائی کے لائق ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے انہیں لونڈی غلام

بنایا جائے اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے(۱) ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد دعا کی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھ کو کسی قوم سے اور خصوصاً اس قوم سے جس نے تیرے رسول کو جھوٹا کہا اور مکہ سے نکال دیا، لڑنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کردی پھر بھی اگر کوئی لڑائی باقی ہو تو مجھے تو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں میں ان سے جہاد کروں اور اگر تیری طرف سے لڑائی کا سلسلہ بند کردیا گیا ہو پھر میرے زخم کو جاری رکھ تاکہ میں اسی میں شہید ہو جاؤں۔ چنانچہ ان کے سینہ سے خون جاری ہوگیا جو ڈیرہ سے بہہ بہہ کر مسجد میں آرہا تھا۔ لوگ ڈر گئے اور بنی غفار سے پوچھنے لگے کہ یہ تمہارے خیمہ سے کیا بہہ بہہ کر آرہا ہے؟ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے۔ آخر وہ اس میں فوت ہو گئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم من الاحزاب ومخرجه الی بن قریظه و محاصرته ایاهم۔ (حدیث:۴۱۲۲) ص، ۸۴۹

غزوۂ خیبر

خیبر(۲) مدینہ کے شمال میں تقریباً ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ جہاں یہودیوں کے مضبوط قلعے اور کھیتیاں تھیں۔ خیبر سازشوں و دسیسہ کاریوں کا گڑھ تھا۔ اہل خیبر نے ہی جنگ خندق میں مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ کر محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس غزوۂ میں آپؐ کے ہمراہ ۱۴۰۰ صحابہؓ تھے۔(۳)

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة، ثنا زید بن الحباب، ثنا رافع بن سلمة الأشجعی، ثنا حشرج

۱۔ اس غزوۂ میں مسلمان لشکر کی تعداد ۳۰۰۰ تھی۔ ۲۵ روز تک ''بنو قریظہ'' کی بستی کا محاصرہ جاری رہا۔ آخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مناسب فیصلے کے لیے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کردیا آپؐ نے سعد بن معاذؓ کو حکم بنادیا چنانچہ ان کے فیصلہ کے مطابق مدینہ کے بازار میں خندقیں کھود کر بنو قریظہ کے تمام یہودی مردوں کی گردنیں ماردی گئیں۔ (السیرۃ النبویة (لابن هشام)، ۱/۵۵۹-۵۶۴)

۲۔ خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ''قلعہ'' کے ہیں۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر ہے۔ عرب میں یہودی قوت کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہ سطح سمندر سے ۲۸۰۰ فٹ بلند ہے۔ خیبر ایک حرہ (آتش فشانی چٹانوں کا) سلسلہ ہے خیبر میں ''عنیزہ'' قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔ (معجم البلدان، ۲/۴۶۸، اٹلس سیرت نبوی، ص ۳۳۰)

۳۔ الطبقات الکبری، ۲/۱۰۶

بن زياد الأشجعي عن جدته ام ابيه: انها غزت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم خيبر سادسة ست نسوة فبلغ النبي صلى الله عليه وآله وسلم فبعث اليها، فقال: باذن من خرجتن ورأينا فيه الغضب؟ فقلنا: يا رسول الله خرجنا ومعنا دواء نداوى به الجرحى ونناول السهام ونسقي السويق ونغزل الشعر ونعين في سبيل الله، فقال لنا: أقمن فلما ان فتح الله عليه خيبر قسم لنا كما قسم للرجال، فقلت: وما كان ذلك؟ قالت: تمرًا

حضرت ام زیادہ الاشجعیہؓ سے روایت ہے: کہ یومِ خیبر میں چھ سات خواتین (اپنی خواہش سے) جہاد کیلئے فوج کے ہمراہ ہولیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے ان کو بلا بھیجا اور غضب کے لہجے میں فرمایا۔ کس کے حکم سے تم آئیں؟ پس ہم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس لئے آئی ہیں کہ ہمارے پاس دوائیں ہیں۔ جو ہم زخمیوں کو پلائیں گی۔ ہم تیر اٹھا کر لائیں گی اور ہم ستو پلائیں گی اور چرخہ کات کر کچھ پیدا کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مدد کریں گی۔ آپؐ نے ہمیں ٹھہرنے کا حکم دے دیا۔ پس جب خیبر فتح ہوا(۱) تو آپؐ نے مال غنیمت میں ہمیں بھی مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا۔ وہ حصہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کھجوریں۔

تخریج:

الآحادوالمثاني، ص، ۶۲۵، المعجم الكبير، ۱۳۷/۲۵، تهذيب الكمال، ۵۳۹/۴

غزوۂ خیبر سے متعلق ایسی ہی ایک رویات ام ضحاک بنت مسعودؓ سے مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالرحيم، ثنا كثير بن هشام، حدثني يزيد المديني، حدثني رجل من بني حارثة يقال له: عبدالله بن عبدالرحمن عن سهل بن أبي حثمة ﴿ان ام الضحاك بنت مسعود قالت: لما خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى خيبر، خرج معه من قومنا منهم أخواها حويصة ومحيصة فقالت: انى خارجة معكم، قالوا: اين تخرج معنا؟ فقالت: اسقيكم الماء وأقيم على جرحاكم ومعها امراة اخرى منهم فضرب لهما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بسهم.﴾

حضرت ام ضحاک بنت مسعودؓ فرماتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو ہماری قوم میں سے ہمارے بھائی حویصہؓ اور محیصہؓ بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پس وہ کہنے لگیں۔ میں

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر پہنچ کر وہاں کا محاصرہ کیا وہاں کے مشہور قلعے آٹھ تھے۔ پہلے قلعہ ناعم پھر قلعہ صعب، قلعہ زبیر، قلعہ حصن ابی، قلعہ نزار اور نطاۃ اور شق کا علاقہ فتح کیا۔ اس کے بعد کچھ شرائط پر صلح ہوگئی۔ مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ (الطبقات الكبرى، ۱۰۶/۲-۱۱۷)

بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ وہ کہنے لگے۔ تم ہمارے ساتھ کہاں جاؤ گی؟ پس وہ کہنے لگیں۔ میں تمہیں میدان جنگ میں پانی پلاؤں گی اور تمہارے زخموں کی مرہم پٹی کروں گی۔ ان کے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو مالِ غنیمت میں حصہ دیا۔(۱)

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص، ٦٨١

صلح حدیبیہ کے بعد

محمد بن الحکم سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے اور محرم آ گیا۔ تو یہود کے وہ روساء جو مدینے میں باقی تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے مگر درحقیقت وہ منافق تھے۔ یہ لوگ عبید بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی زریق کا حلیف اور سحر کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ ان لوگوں نے اسکو تین دینار دینا مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کرے۔ اس نے آپؐ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں۔ قصد کیا گرہیں لگائیں تھوکا اور موتی کھجور کے نیچے دفن کیا پھر اسے لے جا کر ایک کنویں کے قریب حوض میں دفن کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی ذات کے لیے بدلہ لینے سے گریز فرماتے تھے اور فساد بھڑکانے کی بجائے امن و آشتی کو پسند فرماتے تھے۔

حدثنا أبو كريب حدثنا ابن نمير عن هشام عن ابيه ﴿عن عائشة قالت سحر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يهودى من يهود بني زريق يقال "له لبيد بن الاعصم" قالت: حتى كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخيل اليه انه يفعل الشى وما يفعله حتى اذا كان ذات يوم أو ذات ليلة دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم دعا ثم قال يا عائشة! اشعرت ان الله افتاني فيما استفتيته فيه جائني رجلان فقعد احدهما عند راسى والاخر عند رجلى فقال الذى عند راسى للذى عند رجلي او الذى عند رجلى للذى عند راسى: ما وجع الرجل؟ قال: مطبوب قال: من طبّه قال: لبيد بن الأعصم قال: فى اى شى قال فى مشط ومشاطة قال وجف طلعة ذكر قال فاين هو قال في بئر ذى أروان قالت: فاتاها رسول الله صلى الله عليه وسم فى اناس من اصحابه ثم قال: يا عائشة! والله بكان مانها نقاعة الحناى ولكان نخلها رؤس الشياطين قالت: فقلت يا رسول الله! افلاحرقته قال: لا عافانى اما انا فقد الله كرهت ان اثير على الناس شراً

۱. الطبقات الكبرى، ۲/۱۰٦، ۱۰۷

فامرت بها فدفنت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنوزریق کے یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا۔ جسے "لبید بن اعصم" کہا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ آپ فلاں کام کر رہے ہیں حالانکہ آپؐ وہ کام نہ کر رہے ہوتے۔ یہاں تک کہ ایک دن یا رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی پھر دعا مانگی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے کہ جو چیزیں میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی اللہ نے وہ مجھے بتا دی ہیں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک آدمی میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس موجود تھا۔ ایک نے دوسرے کو کہا یا جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے میرے سر کے پاس موجود سے کہا کہ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: یہ جادو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں اور کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس نے کہا اب وہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔ سیدہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر گئے پھر فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم اس کنویں کا پانی مہندی کے رنگ دار پانی کی طرح تھا اور گویا کہ کھجور کے درخت شیطانوں کے سروں کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ نے انہیں جلا کیوں نہ دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے عافیت عطا کر دی اور میں نے لوگوں میں فساد بھڑکانے کو ناپسند کیا اس لیے میں نے حکم دیا تو انہیں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام، باب السحر، (حديث:۲۱۸۹)،۴/۱۷۱۹،
الجامع الصحيح للبخارى، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده (حديث:۳۲۶۸)، ص ۲۶۷، كتاب الطب، باب: هل يستخرج السحر (حديث:۵۷۶۵) ص ۱۲۳۷۔

جادو کا اثر

حدثنی محمد بن المثنی حدثنا یحیی حدثنا هشام قال حدثنی ابی ﴿عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وآله وسلم سحر حتی کان یخیل الیه انه صنع شیئاً ولم یصنعه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آپؐ پر جادو کیا گیا تھا اس کا اثر یہ ہوا تھا کہ آپ

۱۔ بعد میں حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے کنویں کو منہدم کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبید بن الاعصم کو معاف کر دیا۔

خیال فرماتے تھے کہ فلاں کام کر چکے ہیں حالانکہ وہ کام آپ نے انجام نہ دیا ہوتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب. هل یعفی عن الذمی اذاسحر؟ (حدیث:۳۱۷۵) ص، ۲۴۸

فتح مکہ

فتح مکہ وہ فتح اعظم ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت بخشی۔ قریش مکہ نے جب معاہدہ حدیبیہ توڑنے کا اعلان کیا۔ تو آپ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو دس ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ساتویں دن "مر الظهران" کے مقام پر ٹھہرے اور یہاں سے اسلامی لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف سمتوں سے مکہ پر قبضہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ خود آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے۔ (۱)

حدثنا الهيثم بن خارجة حدثنا حفص بن ميسرة عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿ان عائشة رضى الله عنها اخبرته أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم دخل عام الفتح من كداى التى بأعلى مكه.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح (مکہ) کے دن کداء سے جو مکہ کے اوپر والے حصہ میں ہے داخل ہوئے۔ (۲)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب دخول النبی صلی الله علیه وآله وسلم من اعلى مكة (حديث:۴۲۹۰)ص، ۷۲۶۔ السنن لابوداؤد، کتاب الحج: باب دخول مكه، (حديث: ۱۸۶۸) وہ ہارون بن عبداللہؒ ابواسامہ سے روایت کرتے ہیں اور اضافہ ہے کہ "ودخل فى العمرة من كدى"

حدثنا مصرف بن عمرو اليامى حدثنا يونس يعنى ابن بكير حدثنا ابن اسحق حدثنى محمد بن جعفر، بن الزبير، عن عبيد الله بن عبد الله بن ابى ثور ﴿عن صفية بنت شيبة

---

۱. السیرة النبویة (لابن اسحاق)، ۱-۲/۵۲۱: الطبقات الکبری، ۲/۳۱۷-۳۲۲

۲۔ آپ تمام فوجوں کی کمان فرما رہے تھے۔ چاروں لشکر مکہ فتح کرتے ہوئے "کوہ صفا" پر رسول اللہ سے جا ملے۔ آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ حجر اسود کو چوم کر بیت اللہ کا طواف کیا اور وہاں موجود "۳۶۰" بتوں کو ٹھوکر مار مار کر گرا دیا۔ پھر خانہ کعبہ کھول کر اندر تشریف لائے اور موجود تصویریں مٹانے کا حکم دیا۔ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور دروازے میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ خطبے میں تمام اہل مکہ کو معاف فرما دیا۔ فتح مکہ فیصلہ کن معرکہ اور فتح عظیم ہے۔ اس فیصلہ کن غزوۂ کے بعد پورے جزیرہ العرب کے سیاسی و دینی افق پر مسلمانوں کا سورج چمکا۔ (الطبقات الکبری ۲/۳۱۷۔ ۳۲۲)

قالت: لما اطمأن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمكة عام الفتح طاف على بعير يستلم الركن بمحجن في يده قالت وأنا أنظر إليه﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان حاصل ہو گیا تو آپؐ نے ایک اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ٹیڑھے سر کی لکڑی تھی جس سے آپ حجر اسود کو مس کر رہے تھے اور میں یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: الطواف الواجب، (حدیث:۱۸۷۷) ص، ۲۷۴

غزوۂ موتہ

غزوۂ موتہ(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والا سب سے خونریز معرکہ تھا۔ جو جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں پیش آیا۔ اس معرکے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو اپنا خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس روانہ کیا۔ تو قیصر روم کے گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا۔ آپؐ نے اس علاقہ پر فوج کشی کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار کیا۔ اس کا سپہ سالار زید بن حارثہؓ(۲) مقرر کیا اور فرمایا زید قتل کر دیئے جائیں تو جعفر طیار (۳) اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ(۴) سپہ سالار ہوں گے۔ یہ اسلامی لشکر شال کی طرف معان (۵) پہنچا اور بلقاء کی ایک

۱۔ **موتہ:** یہ شام کی حدود میں بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اردن کے مشرق میں ایک زرخیز میدان ہے۔ بحیرہ مردار کے جنوبی کونے کے مشرق میں اور کرک کے مغرب میں دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک مقام ہے۔ (معجم البلدان ۲۵۵،۲۵۴/۵)

۲۔ **زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی:** "ابو اسامہ" انکی والدہ، "سعدی بنت ثعلبۃ بن عبد عامر بن افلت" تھیں۔ حکیم بن حزام نے زمانہ جاہلیہ میں انہیں حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے لیے خریدا تھا۔ انہوں نے یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کے بعد حبہ کر دیا تھا۔ نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا سفر طائف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ارض شام میں ۸ھ میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۵۴۶-۵۴۲/۲)

۳۔ **جعفر طیارؓ بن أبي طالب:** حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ کنیت "ابو عبداللہ" تھی۔ خلق اور خُلق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد مشابہ تھے۔ حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں اولین تھے۔ ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب، ۲۴۲/۱)

۴۔ **عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبۃ بن امری القیس بن عمرو......:** کنیت "ابو محمد" تھی۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ (الاستیعاب، ۸۹۹،۸۹۸/۳)

۵۔ **معان:** یہ شام کی طرف ایک شہر کا نام ہے۔ جو بلقاء کے نواح میں واقع ہے۔ (معجم البلدان، ۱۷۹/۵)

بستی ''مشارف'' میں ہرقل کی فوجوں سے سامنا ہوا۔ اس غزوۂ میں تینوں سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ (۱)

حدثنا قتيبه حدثنا عبدالوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد قال ﴿اخبرتني عمرة قالت: سمعت عائشة رضي الله عنها تقول: لما جاي قتل ابن حارثه و جعفر بن ابي طالب و عبدالله بن رواحة رضي الله عنهم جلس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعرف فيه الحزن قالت عائشة: وانا اطلع من صائر الباب تعني من شق الباب فاتاه رجل فقال اى رسول الله ان نساى جعفر قال وذكر بكائهن فامره ان ينهاهن قال: فذهب الرجل ثم اتى فقال قد نهيتهن وذكر انه لم يطعنه قال فامر ايضاً فذهب ثم اتى فقال والله لقد غلبنا فزعمت ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال فاحث في افواههن من التراب قالت عائشة فقلت: ارغم الله انفک فو الله ما انت تفعل وما ترکت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من العناى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ جب (زید) بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) تشریف فرما ہوئے اور آپؐ پر آثار حزن پائے جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں دروازہ کی جھریوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جعفر کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا انہیں منع کر دے، وہ شخص گیا پھر آ کر کہا کہ میں نے انہیں منع کیا، مگر وہ مانتی ہی نہیں، آپ نے پھر منع کرنے کا حکم دیا، وہ گیا اور پھر آ کر کہنے لگا، بخدا (وہ تو مانتی نہیں ہیں بلکہ) ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پھر ان کا منہ مٹی سے بھر دے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے اس سے کہا اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے۔ تو نہ تو وہ کر سکتا ہے، (کہ انہیں رونے سے روک دے) اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا چھوڑتا ہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موته من ارض الشام (حدیث: ۴۲۶۳) ص۔ ۷۲۲

عام الوفود

۹ ھ میں فتح مکہ اور حنین سے واپسی پر اہل عرب کی سفارتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج

۱۔ الطبقات الکبری: ۳۱۴/۱: ابن عبدالبر الدرفی اختصار المغازی والسیر، ص ۲۲۲، ۲۲۳ ایام العرب فی الاسلام، ص، ۹۴

داخل ہونے لگے اور ستر سے زائد وفود خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان ہی وفود میں ''قبیلہ عبدالقیس'' بھی شامل تھا۔ اس وفد کا سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھا۔(۱) یہ وفد رملہ بنت حارث کے ہاں ٹھہرا اور دس دن قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔(۲)

حدثنا محمد بن عیسی بن الطباع حدثنا مطر بن عبدالرحمن الاعنق ﴿حدثنی ام ابان بنت الوازع بن زارع عن جدها زارع وکان فی وفد عبدالقیس قال: لما قدمنا المدینة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل یدالنبی صلی الله علیه وآله وسلم ورجله قال وانتظر المنذر الاشج حتی اتی عیبته فلبس ثوبیه ثم اتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال له ان فیک خلتین یحبهما الله ''الحلم والاناة'' قال: یا رسول الله! انا اتخلق بهما أم الله جبلنی علیهما قال بل الله جبلک علیهما قال: الحمد لله الذی جبلنی علی خلتین یحبهما الله ورسوله﴾

حضرت ام ابانؓ بنت الوداع بن زارع اپنے دادا زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں اور وہ عبدالقیس میں شامل تھے وہ کہتے ہیں۔ ''جب ہم مدینہ آئے تو ہم لوگ اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور منذ الاشج انتظار کرتے رہے اور اپنی گٹھڑی کے پاس آئے اور کپڑے پہن لیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ بے شک تیرے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں''۔ ''بردباری اور متانت سنجیدگی''۔ منذرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ دو عادتیں میں نے خود اختیار کی ہیں یا اللہ نے میری جبلت میں یہ رکھی ہیں۔ فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تمہاری سرشت میں یہ رکھی ہیں۔ منذرؓ نے کہا کہ تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے میری سرشت میں یہ دونوں عادتیں رکھ دی ہیں جنہیں اللہ اور اللہ کا رسول محبوب رکھتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابی داؤد، کتاب الادب، باب: قبلة الرجل (حدیث:۵۲۲۵)ص، ۸۳۳

---

۱. الاشج العصری کا اصل نام ''المنذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر......'' تھا۔ (الطبقات الکبریٰ ۵/۵۵۹)

۲. الطبقات الکبری، ۵/۵۵۷-۵۵۹، ۱/۳۱۴،۳۱۵

حجۃ الوداع

مکہ مکرمہ کو روانگی

عام الوفود کے بعد جب دعوت وتبلیغ کا کام پورا ہو گیا اور نئے اسلامی معاشرے کی تعمیر وتشکیل کا عمل مکمل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاریخی حج مبرور کے لیے اپنے ارادے کا اعلان فرمایا اور ذی قعدہ ۱۰ھ میں سنیچر کے دن مکہ مکرمہ کوچ کی تیاری فرمائی۔

حدثنا عبدالله بن مسلمه حدثنا مالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير، ﴿عن عائشة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وآله وسلم قالت: خرجنا مع النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيحجة الوداع فاهللنا بعمرة ثم قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم: من كان معه هدى فليهل بالحج مع العمرة ثم لا يحل حتى يحل منهما جميعا فقدمت مكة وانا حائض ولم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة فشكوت ذلک الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال انقضى راسک وامتشطى واهلى بالحج ودعى العمرة ففعلت فلما قضينا الحج أرسلنى النبى صلى الله عليه وآله وسلم مع عبدالرحمن بن ابى بكر الى التنعيم فاعتمرت فقال هذه مكان عمرتک قالت: فطاف الذين كانوا اهلو بالعمرة بالبيت وبين الصفا والمروة ثم حلوا ثم طافوا طوافاً آخر بعد ان رجعوا من منى واما الذين جمعوا الحج والعمرة فانما طافوا طوافاً واحدًا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع میں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو، وہ حج اور عمرے دونوں سے اس کا احرام باندھے، پھر احرام نہ کھولے، یہاں تک کہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔ میں مکہ پہنچی اس حال میں کہ میں حائضہ تھی- میں نے خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان طواف کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تو آپؐ نے فرمایا: سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام تنعیم کی طرف بھیجا، تو میں نے عمرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے عمرے کا بدلہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، خانہ کعبہ کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا اور پھر احرام کھول دیا، پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک دوسرا طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا

تھا ان لوگوں نے صرف ایک طواف کیا۔

تخریج:

مالک بن انسؓ، الموطا، کتاب الحج، باب دخول الحائض مکة (حدیث:۹۴۰) ص، ۲۶۵، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب: کیف تهل الحائض والنفساء (حدیث:۱۵۵۶) ص، ۲۵۲

احرام:

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے احرام کے لیے غسل فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آپ کو خوشبو لگائی۔

حدثنا علی بن عبدالله حدثنا سفیان حدثنا عبدالرحمن بن القاسم انه سمع اباه و کان افضل اهل زمانه یقول ﴿سمعت عائشة رضی الله عنها تقول: طیبت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بیدی هاتین حین احرم ولحله حین أحل قبل ان یطوف وبسطت یدیها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی جس وقت کہ آپؐ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے کے وقت طواف کرنے سے پہلے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بتایا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، باب الطیب بعد رمی الجمار والحلق قبل الافاضة (حدیث:۱۷۵۴) ص، ۲۸۳

سعی

اتوار ۴ ذی الحجہ ۱۰ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہاں آپؐ نے مسجد حرام پہنچ کر پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا سریج قال ثنا عبدالله بن المومل عن عطاء بن ابی رباح ﴿عن صفیه بنت شیبه عن حبیبه بنت ابی تجزئة قالت: رأیت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یطوف بین الصفاء والمروة والناس بین یدیه وهو وراء هم وهو یسعی حتی رأی رکبتیه من شدة السعی یدور به ازاره وهو یقول: اسعوا فان الله کتب علیکم

السعی.﴾

حضرت حبیبہ بنت ابی تجزیہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ لوگ آپؐ کے آگے تھے اور آپؐ ان کے پیچھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعی کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ تیز دوڑنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھٹنوں کے گرد تہہ بند گھومتے ہوئے دیکھا اور وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے "سعی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سعی تم پر فرض کر دی ہے۔"

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۷۸۲۲) ۷/۵۷۲، اسد الغابة، ۷/۶۱

رمی جمرات

حجۃ الوداع میں ۱۰ ذی الحج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے۔ آپؐ کے پیچھے حضرت فضل بن عباس سوار تھے۔ آپؐ نے جمرۂ کبریٰ کو سات کنکریاں ماریں۔

حدثنا احمد بن حنبل حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم عن زید بن ابی انیسة عن یحیی بن حصین ﴿عن ام الحصینؓ حدثته قالت: حججنا مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم حجة الوداع فرایت اسامة وبلالا واحدهما اخذ بخطام ناقة النبی صلی الله علیه وآله وسلم والآخر رافع ثوبه لیستره من الحر حتی رمی جمرة العقبة.﴾

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔ میں نے دیکھا کہ اسامہؓ اور بلالؓ میں سے کوئی ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے ہے اور دوسرے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کپڑے کے ذریعے سے سایہ کر رکھا ہے یہاں تک کہ آپؐ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب المناسک، باب: فی المحرم یظلل (حدیث:۱۸۳۴) ص،۲۶۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "رمی جمرات" کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیة، ثناء علی بن مسهر عن یزید بن ابی زیاد عن سلیمان بن عمرو بن الأحوص ﴿عن امه قالت: رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عند

جمرة العقبة وهو راكب على بغلة ورجل خلفه يستره من الناس، فسألت عن الرجل فقيل لي: هذا الفضل بن العباس فازدحم الناس عليه فقال: ((ياايها الناس، لا يقتل بعضكم بعضاً، واذا رميتم الجمرة فارموها بمثل حصا الخذف، ثم استبطن الوادي فرمى الجمرة بسبع حصيات يكبر مع كل حصاة ثم انصرف))﴾

حضرت ام سلیمان بن عمرو بن الاحوص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "جمرۃ العقبہ" کے قریب دیکھا۔ وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے ایک شخص سوار تھا۔ جو آپ کو لوگوں سے چھپا رہا تھا۔ پس میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا، تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ "فضل بن عباس" ہیں۔ پس آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے اور جب تم جمرہ کو کنکریاں مارو تو کنکریاں انگلیوں سے پھینکنا پھر آپ بطن وادی (محسر) میں پہنچے تو آپ نے سات کنکریاں جمرہ کو ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے۔ پھر آپ واپس لوٹ گئے۔

تخریج:

الاحادوالمثانی، ص ۶۴۴-۶۴۵، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۹۰) ۵۲۴/۷

قربانی

رمی جمرات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت علیؓ کو سونپ دیا انہوں نے بقیہ ۳۷ اونٹ ذبح کئے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا عبدالواحد حدثنا الاعمش حدثنا ابراهيم عن الاسود ﴿عن عائشة رضى الله عنها قالت: كنت افتل القلائد للنبى صلى الله عليه وآله وسلم فيقلد الغنم ويقيم فى اهله حلالا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہار بٹتی تھی تو آپ بکریوں کے گلے میں ہار ڈالتے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ احرام سے باہر رہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب الحج، باب تقليد الغنم، (حدیث: ۱۷۰۲) ص، ۲۷۵

قربانی

حجة الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کی طرف سے بھی قربانی کی۔

حدثنا عبدالله بن یوسف اخبرنا مالک عن یحی بن سعید ﴿عن عمرة بنت عبدالرحمن قالت: سمعت عائشة رضی الله عنها تقول: خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم لخمس بقین من ذی القعده لانری الا الحج فلما دنونا من مکة أمر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من لم یکن معه هدی اذا طاف وسعی بین الصفا والمروة ان یحل قالت: فدخل علینا یوم النحر بلحم بقر فقلت: ما هذا؟ قال: نحر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم عن ازواجه﴾

حضرت عمرۃؓ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول نقل کرتی ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذی قعدہ کے مہینہ میں نکلے، جب کہ اس مہینے کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم صرف حج ہی کا خیال کر کے نکلے تھے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو، جب وہ طواف کر لے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر لے تو احرام سے باہر ہو جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ ہمارے پاس قربانی کے دن گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غیر امرهن (حدیث:۱۷۰۹) ص، ۲۷۶

خطبہ حجة الوداع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۲ ذی الحجہ ۱۰ھ یوم النحر کو چاشت کے وقت خطبہ دیا۔ اس وقت آپؐ ایک خچر پر سوار تھے اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کے ارشادات صحابہؓ کو سنا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی بن عبدالکریم ثنا أبو عاصم، ثنا ربیعة بن عبد الرحمن بن حصین، ﴿حدثتنی جدتی سراء بنت نبهانؓ و کانت ربة بیت فی الجاهلیة انها سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی حجة الوداع فی الیوم الذی یدعونه یوم الرؤوس یقول:

((ای یوم هذا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا اوسط ایام التشریق' قال: ای بلد هذا؟ قالوا: الله ورسوله اعلم، قال: هذا المشعر الحرام، قال: الا ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام بعضکم علی بعض کحرمة یومکم هذا، فی بلدکم هذا الا انی لا ادری لعلی لا ألقاکم بعد هذا الیوم فلیبلغ ادناکم أقصاکم الاهل بلغت))؟ : فقالوا: نعم ثم رجع الی المدینة فتوفی بها صلی الله علیه و آله وسلم﴾

حضرت سراء بنت نبہانؓ جو زمانہ جاہلیہ میں بیت اللہ کے قریب رہتی تھیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں یوم الرؤس کے دن فرماتے سنا: یہ دن کونسا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ ایام تشریق (قربانی) کا درمیانی دن ہے۔ پھر فرمایا: یہ شہر کونسا ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں: فرمایا: یہ مشعر الحرام ہے پھر فرمایا۔ خبردار تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے۔ جیسے تمہاری اس شہر میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ خبردار! میں نہیں جانتا کہ اس دن کے بعد تم سے مل سکوں گا یا نہیں۔ پس چاہئے کہ جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک (میری باتیں) پہنچا دے۔ کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہؓ نے جواب دیا: ہاں۔ پھر آپؐ مدینہ منورہ لوٹ گئے اور وہاں وفات پائی۔

تخریج:

الاحاد و المثانی۔ ص، ۶۴۸، تہذیب الکمال ۹/۱۲۲،۱۲۳، السنن لا بوداؤد۔ باب ای یوم یخطب بمنی (حدیث:۱۹۵۳)

مرض الوفات کا آغاز

حجۃ الوداع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات و احساسات، احوال و ظروف اور گفتار و کردار سے ایسی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ اس حیات مستعار کو اور اس جہانِ فانی کے باشندگان کو الوداع کہنے والے ہیں۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے واپسی پر آپؐ کے سر میں سر میں درد شروع ہو گیا۔

اخبرنا الحکم بن المبارک ثنا محمد بن سلمة عن ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبة عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبدالله بن عتبة ﴿عن عائشة قالت: رجع الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعاً وانا اقول واراساه قال: بل انا یا عائشة واراساه قال: وما ضرک لومت قبلی فغسلتک و کفنتک وصلیت علیک ودفنتک فقلت: لکانی بک والله لو فعلت ذلک لرجعت الی بیتی

فعرفت فيه ببعض نسائک قالت: فتبسم رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ثم بدى في وجعه الذى مات فيه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک جنازے میں شرکت کر کے) بقیع قبرستان سے واپس میری طرف آئے۔ پس انہوں نے مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں شدید درد تھا اور میں کہہ رہی تھی "ہائے میرا سر" نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ! میں بھی سر میں درد محسوس کر رہا ہوں اور فرمایا: تمہیں کیا نقصان ہوتا اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا جاتیں تو میں تمہیں غسل دیتا، کفن پہناتا، تمہاری نمازِ جنازہ پڑھاتا اور تمہیں دفناتا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! اگر آپؐ ایسا کرتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی اور آپ کسی اور عورت سے شادی کر لیتے۔ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) حضور ﷺ مسکرائے اور پھر وہ مرض شروع ہوا جس میں آپؐ نے وصال فرمایا۔

تخریج:

السنن للدارمی باب فی وفاة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/۳۷، ۳۸: تاریخ الخمیس ۱/۲۰۳

مرض الوفات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت جب روز بروز مضمحل ہوتی چلی گئی اور ضعف بڑھتا گیا تو اس کے باوجود آپؐ نے ازواج مطہرات کے گھروں میں باری کے مطابق جانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب چلنا پھرنا بالکل ہی دشوار ہو گیا۔ تو آپؐ نے کنایۃً حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی اجازت چاہی۔

حدثنا حبان بن موسى ومحمد قالا اخبرنا عبدالله اخبرنا معمر و يونس عن الزهرى قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبه بن مسعود ﴿ان عائشة رضى الله عنها زوج النبي صلى الله عليه و آله وسلم قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم استاذن أزواجه ان يمرض في بيتي فاذن له﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ازواج مطہرات سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ کا علاج معالجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کیا جائے۔ جس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی۔

آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ جسکا دروازہ مسجد کی صف اول کے عین مقابل کھلتا تھا۔

آپؐ میں جب تک طاقت رہی آپ نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ماجاء فی بیوت ازواج النبیﷺ وما نسب من البیوت الیهن (حدیث:۳۰۹۹) ص۔ ۲۳۰

حالتِ نزع

حدثنا بشر بن محمد اخبرنا عبدالله اخبرنی معمر ویونس عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله ﴿ان عائشة وابن عباس رضی الله عنهم قالا: لما نزل برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم طفق یطرح خمیصة علی وجه فاذا اغتم کشفها عن وجهه فقال: وهو کذلک لعنة الله علی الیهود والنصاری اتخدوا قبور انبیائهم مساجد یحذر ما صنعوا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت نزع شروع ہوئی تو آپؐ نے ایک چادر منہ پر ڈال لی۔ پھر جب بڑی معلوم ہوئی تو اسے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور آپؐ نے اسی حالت میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ آپؐ ان کے اس فعل سے (مسلمانوں کو) بچانا چاہتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل (حدیث:۳۴۵۳،۳۴۵۴) ص، ۵۸۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا۔

حدثنا اسحق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک بن انس عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشة: یا رسول الله أن ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس قالت: فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة: فقلت لحفصة قولی له ان ابا بکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکای فامر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصه فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انکن لانتن صواحبات یوسف

مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصه لعائشة ما کنت لاصیب منک خیراً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کی نماز کی امامت کریں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے، جس کی وجہ سے لوگ ان کی قراءت نہیں سن سکیں گے۔ لہٰذا عمرؓ کو حکم دیجئے کہ امامت کریں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ اس مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپؐ سے کہو کہ ابوبکرؓ رو پڑیں گے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم عورتیں ہی ہو جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ جانے پر مجبور کر دیا۔ اور ابوبکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ پھر حفصہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگیں کہ تم سے مجھے کبھی خیر نہیں پہنچی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب "مروا ابابکر فلیصل بالناس (حدیث:۳۶۷۲) ص،۸۳۶

حدثنا عبدالله بن یوسف حدثنا اللیث قال حدثنی ابن الهاد عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: مات النبی صلی الله علیه وآله وسلم وانه لبین حاقنتی وذاقنتی فلا اکره شدة الموت لاحد ابداً بعد النبی صلی الله علیه وآله وسلم﴾

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وفات پائی تو آپ کا سر مبارک میرے سینہ سے لگا ہوا تھا اور جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نزع کو دیکھا ہے۔ کسی کے لیے موت کی سختی کو برا خیال نہیں کرتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب "مرض النبی صلی الله علیه وآله وسلم ووفاته (حدیث:۴۴۴۶)ص، ۷۵۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات سے پہلے مسواک کی

حدثنا محمد حدثنا عفان عن صخر بن جویریة عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه ﴿عن عائشة دخل عبدالرحمن بن ابی بکر علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم وانا مسندته الی صدری ومع عبدالرحمن سواک رطب یستن به فأبده رسول الله صلی الله علیه

وآلہ وسلم بصرہ فاخذت السواک فقصمتہ ونفضتہ وطیبتہ ثم دفعتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاستن بہ فما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استّن استناناً قط احسن منہ فما عدا أن فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدہ أو أصبعہ ثم قال: "فی الرفیق الاعلی" ثلاثا ثم قضی و کانت تقول مات بین حاقنتی وذاقنتی. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں آپؐ میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایک ہاتھ میں ہری مسواک لئے داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے لے کر دانتوں سے نرم کر کے دھو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی۔ آپؐ نے اچھی طرح مسواک کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے اچھی مسواک کرتے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اللھم فی الرفیق الاعلی" یہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور آپ کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپؐ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے قریب ٹکا ہوا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب: مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووفاتہ (حدیث:۴۴۳۸) ص، ۹۱۵

وقتِ آخر

حدثنا زھیر بن حزب واسحق بن ابراھیم قال اسحق اخبرنا وقال زھیر واللفظ لہ حدثنا جریر عن الاعمش عنی ابی الضحی عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتکی منا انسان مسحہ بیمینہ ثم قال: اذھب الباس رب الناس واشف أنت الشافی لا شفای الا شفاوک شفای لا یغادر سقما فلما مرض رسول اللہ صی اللہ علیہ وسلم وثقل اخدت بیدہ لاصنع بہ نحو ماکان یصنع فانتزع یدہ من یدی ثم قال: "اللھم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الاعلی" قالت: فذھبت انظر فاذا ھو قد قضی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے، پھر فرماتے: تکلیف کو دور کر دے، اے لوگوں کے پروردگار، شفاء دے

تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا دینے والا ہے تیری شفا کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری شدید ہو گئی تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تا کہ میں بھی آپؐ کے ہاتھ سے اسی طرح کروں جس طرح آپ کرتے تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے'' سیدہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپؐ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسم، کتاب السلام، باب استحباب رقیة المریض (حدیث:۵۷۰۷) ص، ۹۷۲

آخری کلمات

بعض روایات میں وصال مبارک سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری الفاظ یہ بیان کیے گئے ہیں۔

حدثنا معلی بن اسد حدثنا عبدالعزیز بن مختار حدثنا ھشام بن عروة عن عباد بن عبداللہ بن الزبیر ﴿ان عائشة اخبرته: انھا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصغت الیہ قبل ان یموت وھو مسند الی ظھرہ یقول: ''اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق''﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا وقت قریب ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میں نے سنا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ ''اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق'' یااللہ مجھے بخش دے، رحم فرما اور بلند رفیقوں سے ملا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المغازی باب، مرض النبی ﷺ ووفاته (حدیث:۴۴۴۰) ص، ۷۵۵، کتاب المرض، باب: تمنی المریض الموت (حدیث:۵۶۷۴) ص،

سال وفات

وحدثنی عبدالملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقیل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم توفی وهو ابن ثلاث وستین سنة﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: کم سن النبی صلی الله علیه وآله وسلم یوم قبض (حدیث: ۲۳۴۹) ص،۱۰۳۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: وفاة النبی صلی الله علیه وآله وسلم (حدیث:۳۵۳۶) ص،۷۲۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے دن پیدا ہوئے سوموار کے دن ہی آپؐ نے وصال فرمایا۔

حدثنا محمد بن حاتم، حدثنا عمار بن صالح، عن هشام بن عروه عن ابیه، ﴿عن عائشة، رضی الله عنها قالت: توفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم الاثنین.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث:۳۹۶) ص ، ۳۸۵

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن موسیٰ، (م۲۲۰ھ) کنیت "ابواسحاق" تھی۔ نسب: "ابراہیم بن موسی بن یزید بن زادان التیمی" تھا۔ تقریب میں ان کو "ثقہ حافظ" کہا گیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۵۸)

☆ ابن ابی عاصم، (م۲۸۷ھ) ان کا اصل نام "احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک بن مخلد الشیبانی" تھا۔ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ اصبہان میں ۲۶۹-۲۸۲ھ تک قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔ (الآحاد والمثانی، ص، ا)

☆ ابن الھاد، ان کا اصل نام "یزید بن عبداللہ بن اسامہ" ہے۔ کنیت "ابوعبداللہ" ہے۔ "ثقہ" ہیں اور مکثرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یہ زہری اور عبداللہ بن خباب سے روایت کرتے ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۸/۲۲۵، تقریب، ۲/۶۷۳)

☆ ابو بکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) ان کا اصل نام "عبداللہ ابن محمد بن ابی شیبہ" تھا۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ "العجلی" کہتے ہیں۔ "وکان حافظاً للحدیث" (تھذیب الکمال ۱۶/۳۴-۴۱)

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب، (م۹۴ھ) والدہ کا نام "تماضر بنت الأصبغ" تھا۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور خاندان "بنوزھرۃ" سے ہے۔ آپ نامور حافظِ حدیث اور مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ "ثقہ، لائق اعتماد عالم اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ، ۵/۸۰، ۸۱)

☆ ابو عاصم الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم...... (م۲۲۱ھ) "ابوعاصم النبیل البصری" کے نام سے مشہور تھے۔ کثیر الحدیث اور فقیہ تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۳/۲۸۱-۲۸۸)

☆ ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید الحرانی، (م۱۴۴ھ) ان کو "ابن ابی یزید" بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سماک بن رستم کے نام سے مشہور ہیں۔ یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۸/۲۱۸)

☆ ابومعاویہ، (م۱۹۴ھ) ان کا اصل نام "محمد بن خازم التیمی" تھا۔ مشہور "ابومعاویہ" کے نام سے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ ابوداؤد کا کہنا ہے کہ وہ "مرجئہ" میں سے تھے۔ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۲۵/۱۲۳-۱۳۳)

☆ ابونعیم: الفضل بن دکین بن حماد بن زہیر، آل طلحہ بن عبیداللہ التیمی کے آزاد کردہ غلام ہیں "ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث" ہیں۔ معتصم کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبریٰ، ۶/۵۵۰)

☆ ابو یحییٰ محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر، (م۲۵۵ھ) انکی کنیت "ابو یحییٰ" تھی۔ لقب، "عدوی، البغدادی

البزاز" وغیرہ تھے۔ "صاعقۃ" کے نام سے معروف تھے۔ عبداللہ بن احمد اور نسائی نے انکو "ثقۃ" کہا ہے۔ جبکہ ابو حاتم نے ان کو "صدوق" قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۶۴)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان الاصم: حاکم نیشاپوری کے شیخ ہیں اور "ثقۃ" ہیں۔ ابن ملقن لکھتے ہیں کہ وہ اپنے وقت کے امام محدث تھے۔ (مختصر استدراک ۳/۱۵۹۷، ۳/۱۲۹۹)

☆ ابوالنعمان: محمد بن الفضل السدوسی، محدثین نے ان کو "ثقہ اور رجل الصالح" قرار دیا ہے۔ (تقریب. ۲/۲۰۹)

☆ احمد بن حنبل، (م۲۴۱ھ) ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد بن ادریس، ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام المحدثین تھے۔ کتاب "المسند" کے علاوہ کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ بغداد میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان، ۱/۶۳، ۶۴)

☆ "احمد بن محمد بن نیزک بن حبیب البغدادی طوسی" کے نام سے مشہور تھے۔ ابن حبان نے "ثقۃ" قرار دیا ہے۔ (تهذیب الکمال. ۱/۴۷۵، ۴۷۶)

☆ اعمش کاہلی کوفی، (م۱۴۸ھ) آپ کی کنیت "ابومحمد" نام "سلیمان بن مہران" اور "اعمش" لقب ہے۔ بنو کاہلہ کا موالی ہونے کیوجہ سے کاہلی کہلاتے ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث ہیں۔ حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے۔ ابن مدینی کے مطابق آپ سے تقریباً "۱۳۰۰" احادیث مروی ہیں۔ آپ سب سے زیادہ کتاب اللہ کو پڑھنے والے سب سے زیادہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد رکھنے والے اور سب سے زیادہ علم میراث کو جاننے والے تھے۔ آپ علم نافع اور عمل صالح میں اونچے درجے پر فائز ہیں۔ ۸۷ سال عمر میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ. ۱/۱۵۴)

☆ بشر بن خالد، ابومحمد الفرائضی، (م۲۵۵ھ) ابوحاتم نے "شیخ" جبکہ نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تهذیب الکمال ۴/۱۱۷، ۱۱۸)

☆ بشر بن محمد، ابومحمد السختیانی المروزی، "صدوق" ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲/۷۱؛ تقریب، ۱/۱۰۷، رجال صحیح البخاری، ۱/۱۱۱)

☆ جیش بن خالد بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن جیش، (م۸ھ) یہ خزاعی اور کعبی ہیں۔ کنیت "ابوصخر" اور ابوخالد ہے یہ ام معبد کے بھائی ہیں۔ اسلام لائے اور فتح مکہ میں رسول اللہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن شہید ہوئے۔ (اسد الغابۃ، ۱/۶۸۴۔۶۸۷)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار السلمی ابومحمد المروزی (م۲۳۳ھ) انہوں نے ابن المبارک اور داؤد بن عبدالرحمٰن سے سماعت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے۔ "لیس صاحب حدیث" ولاباس به" (تهذیب الکمال،

۳۴۶/۵)

☆ حشرج بن زیاد الاشجعی، یہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ "کتاب الثقات" میں کیا ہے۔ ابن حزم اور ابن القطان نے ان کو "مجہول" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۰۷/۳: تهذیب الکمال، ۵۳۹/۴)

☆ حفص بن میسرہ، العقیلی، ابو عمر الصنعانی: عسقلان کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ، صالح الحدیث لیس بہ بأس" کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۱۰)

☆ حکم بن مبارک، الباهلی (م۲۱۳ھ) ان کا تعلق بلخ سے تھا۔ محدثین نے انہیں "ثقہ" کہا ہے۔ یہ ابراہیم بن صدقہ حجاج بن محمد، حفص بن حمید، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تهذیب الکمال، ۱۳۱/۷-۱۳۳، تقریب ۱۳۴/۱، ۱۳۵)

☆ حماد بن سلمہ بن دینار، ابو سلمہ، (م۱۶۷ھ) بہت بڑے امام تھے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تهذیب، ۴۸۱/۱، ۴۸۲، الکاشف، ۱۸۸/۱)

☆ رافع بن سلمہ الاشجعی بن زیاد بن أبی الجعد الاشجعی: ان کا دادا "زیاد بن ابی الجعد" تھا۔ جو سالم بن ابی الجعد کے بھائی تھے۔ یہ ثابت البنانی، حشرج بن زیاد اور اپنے بھائی سلمہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تهذیب الکمال، ۱۰۵/۶)

☆ ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصن الغنوی، یہ اپنی صحابیہؓ دادی "سراء بنت نبهان" سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے آپ کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تهذیب الکمال ۱۲۲/۹، ۱۲۳)

☆ زہیر بن حرب بن اشتال، نسائی (م۲۳۴ھ) انکی کنیت "ابوخیثمہ" تھی۔ آپ بنوقریش بن کعب بن عامر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے مسند تصنیف فرمائی اور اس کی تمام صنفیں لکھیں۔ آپ نے بغداد میں ربیع الآخر میں وفات پائی۔ آپ "ثقہ اور ثبت" ہیں۔ (الطبقات الکبری، ۱۷۱/۷: التاریخ الکبیر، ۳۵۵/۳)

☆ زکریا بن یحییٰ بن عمر بن صالح بلخی، (م۳۳۰ھ) آپ کی کنیت "ابو یحییٰ" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ۔ حجت اور چوٹی کے عالم ہیں۔ آپ نے ابو مطیع۔ حکم بن عبداللہ۔ ابو اسامہ۔ عبداللہ بن نمیر اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا اور ان سے امام بخاری۔ احمد بن سیار۔ یحییٰ بن منصور وغیرہ مستفید ہوئے۔ (تذکرة الحفاظ، ۵۱۷/۲، ۵۱۸)

☆ زید بن ابی انیسہ، (م۱۲۴ھ) ان کا تعلق "کوفہ" سے تھا۔ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (التاریخ الکبیر، ۳۸۸/۳)

☆ زید بن الحباب، ابوالحسین العکلی التیمی الکوفی (م۲۰۳ھ): انہوں نے ثوری اور معاویہ بن صالح سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۳/۳۲۷، الطبقات الکبری، ۶/۵۵۲)

☆ سریج بن النعمان بن مروان الجوھری، ابوالحسین، (م۲۱۷ھ) "ثقہ" ہیں۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۳۳۶، تھذیب، ۳/۳۹۸)

☆ سلیمان بن عمرو بن الأحوص، ان کو "الازردی الکوفی" بھی کہا جاتا ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر "کتاب الثقات" میں کیا ہے۔ اس سے ۱۴ احادیث مروی ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۱۲/۴۹، ۵۰)

☆ سہل بن ابی حثمہ، ان کا نام "عبداللہ" تھا کنیت "ابوعبدالرحمٰن" تھی اور نام "ابویحیٰ" تھا۔ صحابیؓ تھے۔ (تھذیب الکمال ۱۲/۱۷۷-۱۷۹)

☆ شعیب بن لیث بن سعد الفھمی: "ابوعبدالملک" کنیت تھی۔ "ثقہ" تھے اور "فقیہ" تھے۔ (تقریب: ۱/۳۴۵)

☆ صخر بن جویریہ، ابونافع البصری، بنی تیم یا بنی ھلال کے موالی ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ (الکاشف، ۲/۲۴؛ تقریب، ۱/۳۶۵)

☆ عاصم بن سوید بن عامر الانصاری، مدینہ کی بستی قبا کے رہنے والے تھے۔ یحیٰ بن معین سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "لا أعرفہ" ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱/۴۸۹، کتاب الجرح والتعدیل، ۶/۳۴۴، السخاوی، التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ ۲/۳، تھذیب الکمال، ۱۳/۴۹۱)

☆ عامر بن صالح بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر: امام احمد کا کہنا ہے "ثقہ لم یکن یکذب" جبکہ ابن معین نے ان کو "کذاب" کہا ہے۔ (الکاشف، ۲/۶۵)

☆ عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام، یہ مشہور صحابی زبیر بن العوام کے پوتے اور عبداللہ بن زبیر کے صاحبزادے ہیں۔ "ثقہ" ہیں۔ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سماعت کی اور ان سے ابن ابی ملیکہ اور ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۹/۴۱۲، ۴۱۳)

☆ عبدالرحمٰن بن قاسم، (م۱۲۶ھ) آپ کی کنیت "ابومحمد" اور نام "عبدالرحمٰن" ہے۔ سلسلہ نسب: ابومحمد عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر بن قحافہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ مدینہ کے رہنے والے نامور فقیہ ہیں۔ ثقہ، پرہیزگار اور جلیل القدر امام تھے۔ شام میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری، ۵/۲۳۴، ۲۳۵، تھذیب الکمال، ۱۷/۳۴۷-۳۵۲)

☆ عبدالعزیز بن مختار، انکی کنیت "ابواسحاق" تھی۔ انہوں نے ثابت البنانی، عبداللہ بن فیروز اور ھشام بن عروہ سے سماعت کی۔ اور ان سے معلی بن اسد اور مسدد نے روایت کیا ہے۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (رجال

صحیح البخاری، ۱/۴۷۶)

☆ عبداللہ بن احمد بن حنبل الحافظ، ابوعبدالرحمٰن (م۲۹۰ھ) ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ''ثقہ'' ہیں (الکاشف، ۸۳/۲)

☆ عبداللہ بن المومل المخزومی المکی: ابن معین نے ان کو ''صالح الحدیث'' جبکہ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا ہے ''لیس بقوی'' (تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۹۳)

☆ عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمٰن الحنظلی، (م۱۸۱ھ) ۱۱۸ھ میں ''مرو'' میں پیدا ہوئے۔ یہ بے شمار خصائل و فضائل کے مالک تھے۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فصاحت، زھد، قیام الیل، عبادت، شجاعت وغیرہ میں بے مثال تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۲۹)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ابوعبدالرحمٰن المدینی، (م۲۲۱ھ) بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ''ثقہ'' ہیں۔ مکہ میں محرم ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۳۰، ۴۳۱)

☆ عبدالملک بن شعیب بن اللیث: مصر سے ان کا تعلق تھا۔ انکی کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی ''ثقہ'' ہیں۔ انکی روایت کردہ احادیث صحیح مسلم واربعین، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔ (تقریب، ۱/۳۶۷)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن ابی ثور، یہ ابن عباس زہری اور محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (الکاشف ۲/۲۶۲)

☆ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی، (م۹۵ یا ۹۸ھ) مشہور ''فقیہ'' ہیں۔ ''کثیر الحدیث'' اور ''شاعر'' ہیں۔ ابوزرعہ نے ان کو ''ثقہ مامون امام'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال ۱۹/۷۳-۷۶، الکاشف، ۲/۲۰۰)

☆ عبید بن اسماعیل، (م۲۵۰ھ) انکی کنیت ''ابومحمد الکوفی'' تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ''عبداللہ'' تھا مگر پہچانے عبید کے نام سے تھے۔ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ابو معاویہ اور ابو اسامہ سے سماعت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۵/۲۸۰: تھذیب الکمال، ۱۹/۱۸۶، ۱۸۷: الجرح والتعدیل، ۵/۴۰۲)

☆ عتبہ بن ودیعۃ، یہ الشموس بنت نعمان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کتب اسماء الرجال میں مذکور نہیں۔ البتہ الاصابۃ میں ان کا ذکر موجود ہے کہ الشموس بنت نعمان ان سے روایت کرتی ہیں۔ (الاصابۃ، ۴/۳۴۳)

☆ عطا بن ابی رباح، ابومحمد القرشی، (م۱۱۴ھ) ان کا اصل نام ''اسلم'' تھا۔ ''جند'' میں پیدا ہوئے اور مکہ میں پلے بڑھے۔ ''ثقہ حجۃ'' ہیں۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۴۵۲: رجال صحیح البخاری، ۲/۵۲۶)

☆ عقیل بن خالد بن عقیل: ''ایکہ'' کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ ثبت'' کیا ہے۔ پہلے مدینہ میں

سکونت اختیار کی پھر شام چلے گئے اور پھر مصر۔ (میزان الاعتدال ۱۱۱/۵، تقریب ۴۰۷/۲)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی ابوالحسن ابن المدینی، (م۲۳۴ھ) ''علی بن المدینی'' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ''صاحب التصانیف'' ہیں۔ (تھذیب الکمال، ۵/۱۷. ۳۴)

☆ علی بن مسہر ابوالحسن الکوفی، (م۱۸۹ھ) موصل کے قاضی رہے۔ محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۱۳۵/۲۱-۱۳۸)

☆ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، (م۱۰۶ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' ہے۔ قریش کے مشہور قبیلہ ''بنوتمیم'' سے تعلق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں۔ مدینہ منورہ کے ممتاز ''فقیہ'' ہیں۔ ان سے تقریباً ''۲۰۰'' احادیث مروی ہیں۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ مشلّل میں دفن کیے گئے۔ (الطبقات الکبری، ۹۵/۵-۹۹، رجال صحیح البخاری، ۲۱۶/۲)

☆ کثیر بن ھشام، (م۲۰۷ھ) کنیت ''ابوسھل'' تھی۔ بغداد کے رہنے والے تھے۔ محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۲۱۸/۷، تھذیب الکمال، ۱۶۴/۲۴. ۱۶۵)

☆ محمد بن جعفر بن زبیر الاسدی المدنی، (م۱۱۲ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ ابن سعد ان کے بارے میں لکھتے ہیں ''کان عالماًوله احادیث'' (تھذیب، ۹۳/۹، التاریخ الکبیر، ۵۵/۱، الکاشف، ۱۹/۳)

☆ محمد بن حاتم بن سلیمان الذمی ابوجعفر (م۲۴۷ھ) ''ثقہ'' ہیں۔ (تھذیب، ۸۵/۹)

☆ محمد بن سلام بن الفرج، (م۲۲۷ھ) کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی ابو حاتم نے ان کو ''ثقہ صدوق'' قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲۵۳/۲)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ (م۱۹۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے اپنے ماموں ''ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید'' کے علاوہ خصیف، ابن عجلان، ہشام بن حسان، ابن اسحاق اور ایک دوسری جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں آپ ''ثقہ'' اور ''فاضل'' ہیں۔ علم حدیث کا درس دینے کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔ (تھذیب الکمال ۲۸۹/۲۵-۲۹۱)

☆ محمد بن عیسیٰ بن الطباع، (م۲۱۴ھ) کنیت ''ابوجعفر'' تھی۔ شام کے رہنے والے تھے۔ احادیث کے عالم تھے۔ ''۴۰ ہزار'' احادیث یاد تھیں۔ (التاریخ الکبیر ۲۰۳/۱، تھذیب الکمال ۲۶۱/۲۶-۲۶۳)

☆ محمد بن مثنیٰ بن عبید العنزی، (م۲۵۲ھ) آپ کی کنیت ''ابوموسیٰ'' ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور حجت ہیں۔ ٹانگوں سے معذور اور ''محدث بصرۃ'' کے لقب سے مشہور تھے۔ (تقریب ۵۵۰/۲: تاریخ اسماء الثقات ص، ۳۹۵)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبدالکریم بن نافع الازدی، (م۲۵۲ھ) ''ابوعبداللہ بن ابی حاتم البصری''، محدثین نے ان

کو"ثقہ" قرار دیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ۲۶/۲۳۳، ۲۳۶)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس، (م۲۷۸ھ) ابوعبداللہ نیشاپوری "امیر المومنین فی الحدیث" اور اپنے زمانے کے "آئمہ العارفین، حفاظ المتقنین، ثقات آئمۃ المومنین" تھے۔ (الكاشف ۳/۹۴، تهذيب الكمال، ۲۶/۶۱۷-۶۲۹)

☆ محمد بن یوسف البخاری بن واقد بن عثمان، (م۲۱۲ھ) کنیت "ابوعبداللہ الفریابی" تھی ساحل شام کے قریب "قیساریہ" کے رہائشی تھے احمد بن حنبل نے کہا "كان الفريابى رجلاً صالحاً"۔ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تهذيب الكمال ۲۷/۵۲-۶۱)

☆ مسروق بن المرزبان بن مسروق بن معدان: ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابوحاتم لکھتے ہیں "ليس بقوى يكتب حديثة" (الطبقات الكبرى ۶/۵۵۷، تهذيب الكمال، ۲۷/۴۵۸، ۴۵۹)

☆ مصرف بن عمرو الیامی، (م۲۴۰ھ) ان کو "الایامی" بھی کہا جاتا ہے اور "ابوعمر و الکوفی" بھی۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تهذيب الكمال، ۲۸/۱۶-۱۷)

☆ مطر بن عبدالرحمٰن الاعنق، کنیت "ابوعبدالرحمٰن البصری" تھی۔ ابو حاتم نے ان کو "صادق" قرار دیا ہے ابن حبان نے کتاب "الثقات" ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تهذيب الكمال ۲۸/۵۵، ۵۶)

☆ معلّٰی بن اسد، (م۲۱۸ھ) انکی کنیت "ابوالہیثم" تھی اور یہ بھز بن اسد کے بھائی ہیں حدیث کی سماعت انہوں نے وھیب، عبدالعزیز بن مختار اور عبدالواحد بن زیاد اور یزید بن زریع سے کی ہے۔ (رجال صحيح البخارى، ۲/۷۲۴)

☆ معمر بن راشد بصری، (م۱۵۳ھ) آپ کی کنیت "ابوعروہ" تھی۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے عالم تھے۔ معمر نے دس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ملک یمن میں حدیث لکھنے والے پہلے مصنف ہیں۔ ماہ رمضان میں وفات پائی۔ (الطبقات الكبرى، ۵/۳۵۴)

☆ معن بن عیسٰی القزاز، (۱۹۸ھ) حدیث کے آئمہ میں سے تھے۔ "ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت مامون" تھے۔ (ذكر اسماء التابعين، ۱/۲۴۴)

☆ موسیٰ بن اسماعیل المقری، ابو سلمہ التبوذکی البصری، (م۲۲۳ھ) "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں۔ (الكاشف. ۳/۱۵۹: تهذيب، ۴/۱۶۹، ۱۷۰)

☆ ہشام بن حبیش بن اشعر، ابو حاتم بن حبان کے مطابق یہ "صحابی" ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سماع کیا۔ (اسدالغابة ۵/۳۷۱)

☆ ہیثم بن خارجہ، (م۲۲۷ھ) بغداد کے رہنے والے تھے۔ کنیت "ابو احمد" تھی۔ حفص بن سیر، جراح بن ملیح، ابراہیم بن ادھم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے انکو "ثقہ" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۱۰۴/۸، تھذیب الکمال، ۳۴۱/۱۹، ۳۴۰)

☆ یحییٰ بن حصین الاحمسی البجلی، محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ یہ "طارق بن شھاب" اور اپنی دادی "ام الحصین" سے روایت کرتے ہیں۔ (تھذیب الکمال ۲۷۱/۳۱، ۲۷۲)

☆ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ (م۱۸۳ھ) ابن معین اور ابن المدینی وغیرہ نے ان کو "مقنن ثبت صاحبِ سنۃ" کہا ہے۔ جبکہ ابوحاتم نے بھی ان کو "صدوق ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال، ۳۰۵/۳۱-۳۱۱)

☆ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل ابو سعید الانصاری، (م۱۴۴ھ) "مدنی، تابعی اور ثقہ" ہیں اور نیک انسان تھے۔ (رجال صحیح البخاری، ۷۹۱/۲، ۷۹۲)

☆ یحییٰ بن سعید قطعان بصری، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت "ابوسعید" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے "عالم" اور "سید الحفاظ" ہیں۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے اہل زمانہ کے "امام" ہیں۔ ہر رات قرآن کریم ختم کرتے۔ "ثقہ، حجت، مامون اور اونچے مرتبہ کے حامل" تھے۔ ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ (التاریخ الکبیر، ۱۵۷/۸: میزان الاعتدال، ۱۸۲/۷)

☆ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر بن العوام: عبداللہ بن زبیرؓ کے پوتے ہیں۔ ان کی والدہ "عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام" تھیں صحیح بخاری، مسلم میں ان کی روایات موجود ہیں۔ محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (زبیر بکار جمھرۃ نسب قریش و اخبارھا، ص، ۷۱: تھذیب الکمال: ۲۹۳/۳۱، ۲۹۵)

☆ یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی، "ابوعبداللہ" الکوفی کنیت تھی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کو "ضعیف الحدیث" جبکہ ابوزرعہ نے ان کو "لین الحدیث" کہا ہے۔ (تھذیب الکمال ۱۳۵/۳۲۰-۱۴۰)

☆ یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی المدنی، (م۱۲۸ھ) ابن سعد، ابن معین و ابو حاتم نسائی اور دار قطنی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (تھذیب، ۳۴۱/۱۱)

☆ یعقوب بن محمد عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن الزھری، (م۲۱۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی، (م۱۹۹ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

☆ یونس بن یزید بن ابی النجاد، (م۱۵۲ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

باب چہارم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات

- ☆ معمولاتِ عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت و قرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بسترِ استراحت

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ تبسم
- ☆ حیاء
- ☆ طرزِ گفتگو
- ☆ ہیبت و وقار
- ☆ عیادت
- ☆ خطاب عام میں اصلاح
- ☆ معاملات میں خوش معاملگی
- ☆ حزم و احتیاط
- ☆ طبِ نبوی ﷺ
- ☆ زہدِ نبوی ﷺ
- ☆ عدلِ نبوی ﷺ
- ☆ رحمۃ للعالمین
- ☆ معجزات

تعارف باب چہارم

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہمہ جہت، ہمہ پہلو، عظیم ومنفرد مجمع کمالات، پیکر اخلاق اور پوری انسانیت کے لیے دائمی نمونہ عمل اور عدیم النظیر ہے- اس لیے باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے لحہ لحہ کو امتِ مسلمہ کے لیے محفوظ رکھا- آپ ﷺ کی عبادات، دعائیں اور اخلاق پوری نسلِ انسانی کے لیے "اسوۂ حسنہ و اسوۂ کاملہ" ہیں- اس باب میں روایتِ صحابیاتؓ کی روشنی میں ان تمام احادیث کو شامل کیا گیا ہے- جن سے آپ ﷺ کے مقدس "لیل ونہار کے معمولات" اور "مکارمِ اخلاق" اُجاگر ہوتے ہیں-

فصل اول:

نبی کریم ﷺ کے صبح و شام کے معمولات

- ☆ معمولات عبادات (وضو، نماز، روزہ، تلاوت و قرأت)
- ☆ دعائیں
- ☆ حضور اکرم ﷺ کے طعام
- ☆ پسندیدہ مشروب
- ☆ پسندیدہ لباس
- ☆ بستر استراحت

معمولات عبادات

عبادت دراصل اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی حمد و ثناء اور اس کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق پر وابستگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ''اسوۂ حسنہ'' تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ دن ہو یا رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام وقت ذکرِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات میں تنوع تھا۔

نماز کے سلسلہ میں اسوۂ نبوی کا بیان

حدثنا الحسن بن عبد العزيز حدثنا عبدالله بن يحيى اخبرنا حيوة عن ابى الاسود سمع عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها، أن نبى صلى الله عليه وسلم كان يقوم من الليل حتى تتفطر قدماه فقالت عائشة: لم تصنع هذا يا رسول الله، وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال: افلا أحب أن أكون عبدًا شكوراً فلما كثر لحمه صلى جالساً فاذا أراد أن يركع قام فقرا ثم ركع﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر کھڑے ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پھٹ جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے پسند نہیں کہ میں شکرگزار بندہ بنوں۔ پھر جب آپؐ کے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر کچھ قرأت کرتے پھر رکوع کرتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب التفسير، باب: سورة فتح، انا ارسلنك شاهداً و بشيراً و نذيراً (حديث:۴۸۳۷)، ص، ۸۵۲

مسجد میں داخل ہونے کے آداب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور باہر لوٹتے ہوئے دعائیں کرتے تھے۔

حدثنا على بن حجر، حدثنا اسماعيل بن ابراهيم، عن ليث عن عبدالله بن الحسن، ﴿عن امه فاطمة بنت الحسين، عن جدتها فاطمة الكبرى قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلى ذنوبى

وافتح لی ابواب رحمتک)) واذا خرج صلی علی محمد وسلم وقال: ((رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک))﴾

عبداللہ بن حسن اپنی والدہ فاطمہ بنت الحسین اور وہ اپنی دادی فاطمہ کبریٰؓ سے نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک" اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو درود شریف پڑھتے اور فرماتے "رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک"

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ، باب، ماجاء ما یقول عنددخول المسجد (حدیث:۳۱۴) ص، ۸۲، (ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔ کیونکہ فاطمہ بنت حسین، فاطمہ الکبریٰ کو پا نہ سکیں)السنن لابن ماجہ، کتاب المساجد، والجماعات، باب الدعاء عندد خول المسجد، (حدیث:۷۷۱) ص، ۱۱۰، المسند الامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۵۸۷۷)، ۷/۲۰۲

وضو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہوئے سر کا مسح اس طرح کرتے تھے۔

حدثنا قتیبة، حدثنا بکر بن مضر، عن ابن عجلان، عن عبدالله بن محمد ابن عقیل، ﴿عن الربیع بنت معوذ بن عفراء انها رأت النبی صلی الله علیه وسلم یتوضأ، قالت: مسح راسه ومسح ما اقبل منه وما ادبر وصدغیه واذنیه مرة واحدة﴾

حضرت ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا آگے اور پیچھے سے مسح کیا اور دونوں کنپٹیوں اور کانوں کا ایک بار مسح کیا۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الطهارة، باب: ماجاء ان مسح الراس مرة (حدیث: ۳۴)ص، ۱۰،۱۱، السنن لابوداؤد، کتاب، الطهارة، باب، صفة وضوالنبی ﷺ (حدیث:۱۲۹)ص، ۲۹، تحفة الاشرف (حدیث:۱۵۸۳۸)۱۱/۳۰۲، السنن لابن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، باب: الرجل یستعین علی وضوئه فیصب علیه (حدیث:۳۹۰) ص،۱۵۸

کیفیت نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز اور اختتام اس طرح فرماتے:

﴿اخبرنا﴾ جعفر بن عون عن سعید بن ابی عروبة ثنا بدیل العیقلی عن ابی الجوزا

﴿عن عائشة: قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یفتتح الصلاة بالتکبیر ویفتتح القراة بالحمدلله رب العالمین ویختمها بالتسلیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ سے، قرأت کا آغاز "الحمد لله رب العالمین" سے اور نماز کا اختتام سلام کے ساتھ فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی،باب فی افتتاح الصلاة (حدیث:۱۲۳۹)، ۲۸۱/۱

رکوع وسجدے کا بیان

رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا حفص بن عمر قال: حدثنا شعبة، عن منصور، عن ابی الضحی، عن مسروق،

﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول فی رکوعه وسجوده (سبحانک اللهم ربنا وبحمدک، اللهم اغفرلی)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں فرمایا کرتے تھے۔ "سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی" اے اللہ تو پاک ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری ہی حمد بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الدعافی الرکوع (حدیث:۷۹۴) ص،۱۲۸،۱۲۹، کتاب المغازی، (حدیث:۴۲۹۳) ص، ۷۲۶، کتاب التفسیر، سورة اذا جاء نصر الله، باب (۲) (حدیث:۴۹۶۸) ص، ۸۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں:

﴿ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقول فی رکوعه: سبوح قدوس رب الملائکة والروح﴾

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرمایا کرتے تھے: "سبوح قدوس رب الملائکة والروح"

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۲۹۰۲)، ۷/۲۵۲

سجدہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا مروان ثنا عبيد الله بن عبدالله بن الاصم عن يزيد بن الاصم ﴿عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سجد خوى بيديه يعني فتح حتى يرى وضح ابطيه من ورائه واذا قعد اطمأن على فخذه اليسرى﴾

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور جب بیٹھتے تھے تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۳۳۷) ۱/۳۰۶، السنن للنسائی، کتاب الصلاۃ باب التجافی فی السجود (حدیث:۱۱۱۰) ص، ۱۵۳

نماز فجر

حدثنا أبو اليمان قال: اخبرنا شعيب، عن الزهري قال: اخبرني عروة بن الزبير: ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سكت الموذن بالاولى من صلاة الفجر، قام فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر، بعد ان يستبين الفجر، ثم اضطجع على شقه الايمن، حتى ياتيه الموذن للاقامة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب موذن فجر کی اذان کہہ کر چپ ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے فرض سے پہلے بعد صبح ہو جانے کے دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔ پھر اپنے بائیں پہلو پر آرام فرماتے۔ جب مؤذن اقامت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا پھر آپ اٹھ جاتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: من انتظر الاقامۃ (حدیث:۶۲۶) ص، ۱۰۳

﴿وقالت ام سلمة: قراء النبی صلی الله علیه وسلم بالطور﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۂ طور تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الأذان، باب القرأة فی الفجر (حدیث:۷۷۱) ،ص ۱۲۴

جبکہ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''سورۃ الکافرون'' اور ''سورۃ الاخلاص'' فجر کی دو رکعتوں میں تلاوت فرماتے۔

اخبرنا سعید بن عامر عن هشام بن محمد ﴿عن عائشة قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یخفی ما کان یقرا فیهما وذکرت قل یا ایها الکافرون وقل هو الله احد قال سعید فی رکعتی الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں جو کچھ تلاوت فرماتے وہ مخفی ہوتا تھا اور وہ ذکر کرتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''قل یایها الکافرون اور قل هو الله احد'' تلاوت فرماتے تھے۔ سعید بن عامر کہتے ہیں کہ فجر کی دو رکعتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ان دونوں سورتوں کی) تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن للدارمی، باب القرأة فی رکعتی الفجر، ۳۳۶/۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر وحضر میں معمول رہا کہ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

حدثنا ابو نعیم قال: حدثنا شیبان، عن یحیی، عن ابی سلمة، ﴿عن عائشة: کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی رکعتین خفیفتین، بین النداء والاقامة من صلاة الصبح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان واقامت کے درمیان میں دو رکعتیں ہلکی سی پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حدیث:۶۱۹) ص،۱۰۲، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب، صلاة المسافرین، باب: استحباب رکعتی سنة الفجر (حدیث:۷۲۴) ص، ۲۹۳، السنن للنسائی، کتاب الصلاة، باب تخفیف رکعتی الفجر، (حدیث:۹۴۷) ص،۱۳۲

نماز فجر

حضرت حفصہؓ کی روایت سے مزید اسی بات کی توثیق ہو جاتی ہے۔

حدثنا عبدالله بن يوسف قال: اخبرنا مالك، عن نافع، عن عبدالله بن عمر قال: ﴿اخبرتني حفصة: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اعتكف المؤذن للصبح، وبدا الصبح، صلى ركعتين خفيفتين قبل ان تُقام الصلاة.﴾

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: کہ مجھ سے حضرت حفصہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہنے کھڑا ہو جاتا اور صبح کی اذان ہو جاتی تو ہلکی سی دو رکعتیں فرض کے قائم ہونے سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الاذان، باب: الاذان بعد الفجر (حديث:٦١٨) ص،١٠٢، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب: استحباب ركعتي سنة الفجر (حديث:٧٢٣)، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:٢٥٨٩٠)، ٣٠٢/٧

نماز ظہر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا هناد بن السري، حدثنا وكيع، عن سفيان، عن حكيم بن جبير، عن ابراهيم، عن الاسود، ﴿عن عائشة قالت: ما رأيت احداً كان اشد تعجيلاً للظهر من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا من ابي بكر ولا من عمر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ میں نے ظہر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلدی کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی ابوبکر و عمر میں سے۔

تخریج:

الجامع للترمذي، ابواب الصلاة، باب ماجاء في التعجيل بالظهر، (حديث:١٥٥) ص،٤٢، امام عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث "حسن ہے": المسندللامام احمد بن حنبل، (حديث:٢٥٢٨١) ٣٠٨/٧

نماز عصر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز غروب آفتاب سے کافی پہلے پڑھ لیتے تھے جبکہ دن ابھی روشن ہوتا تھا۔

حدثنا ابراهيم بن المنذر قال: حدثنا انس بن عياض عن هشام عن ابيه ﴿ان عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى العصر، والشمس لم تخرج من حجرتها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے جب دھوپ ان کے کمرہ کے اندر ہوتی تھی۔

تخریج:

الموطا كتاب وقوت الصلاة باب وقوت الصلاة (حديث:۲) ص، ۹، اس میں الفاظ ہیں "كان يصلى العصر والشمس فى حجرتها قبل ان تظهر" الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب: وقت العصر، (حديث ۵۲۲۔۵۲۵۔۵۲۶) ص ۱۱۳

نماز ظہر و عصر کے معمولات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز جلدی ادا فرماتے تھے۔

حدثنا على بن حجر، حدثنا اسماعيل ابن علية، عن ايوب، عن ابن ابى مليكة، ﴿عن ام سلمة: انها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلاً للظهر منكم وانتم اشد تعجيلاً للعصر منه﴾

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں سے ظہر میں جلدی کرتے اور تم عصر میں اُن صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی کرتے ہو۔

تخریج:

الجامع للترمذى، ابواب الصلاة، باب ما جاء فى تاخير صلاة العصر، (حديث:۱۶۱) ص،۵۰، ۴، ابوعیسیٰ کا کہنا ہے کہ یہی حدیث اسماعيل ابن علية، ابن جريج، عن ابن ابى مليكة، اور ام سلمہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔(تحفة الاشراف (حديث:۱۸۱۸۴) ۱۳/ ۲۰۔۲۱، المسند لأبى يعلى الموصلى، (حديث:۶۹۵۶)

وتر کے معمولات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے نوافل عموماً تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے اور رات کے تقریباً ہر حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لیے نماز تہجد ادا فرمائی ہے۔یعنی رات کے پہلے پہر، درمیانی حصے میں اور رات کے آخری حصے میں بھی وتر ادا فرمائے ہیں۔

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال حدثنی عروه ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی احدی عشرة رکعة کانت تلک صلاته تعنی باللیل فیسجد السجدة من ذلک قدر ما یقرا احدکم خمسین آیة قبل أن یرفع راسه ویرکع رکعتین قبل صلاة الفجر، ثم یضطجع علی شقه الایمن حتی یاتیه المؤذن للصلاة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے اور یہ نماز آپ کی رات کی نماز تھی۔ آپ سجدہ کرتے تھے اتنی دیر تک کہ تم میں سے کوئی شخص ان کے سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، پھر اپنے دائیں بازو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن نماز کیلئے بلانے کو آتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، (حدیث:۹۹۴) ص ۱۶۰،

حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنی مسلم عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: کل اللیل اوتر رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتهی وتره الی السحر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وتر رات کے تمام حصوں میں پڑھا ہے اور ان کا وتر صبح تک ختم ہوتا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر (حدیث:۹۹۶) ص ۱۶۰،

معمولاتِ تہجد

رات کے وقت اللہ تعالیٰ کا قرب خاص ہوتا ہے اور مناجات الٰہی کا خاص وقت ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں نماز تہجد کا اہتمام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ شروع رات میں سو جاتے اور آرام فرماتے اور کبھی نصف شب یا اس کے دو تہائی گذرنے کے بعد اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔

حدثنا عبدان اخبرنا ابی عن شعبة عن اشعث قال سمعت ابی قال سمعت مسروق ﴿قال سألت عائشة رضی الله عنها: ای العمل کان احب الی النبی صلی الله علیه وسلم قالت: الدائم قال قلت: فای حین کان یقوم قالت: کان یقوم اذا سمع الصارخ﴾

مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کون سا عمل نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب تھا، انہوں نے کہا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے، مسروق کا بیان ہے، پھر میں نے پوچھا کہ تہجد کے لیے کس وقت اٹھتے تھے، انہوں نے کہا، آپؐ اس وقت اٹھتے جب مرغ کی اذان سنتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب، القصد والمداومة علی العمل (حدیث:۶۴۶۱) ص،۱۱۲۱

حدثنا عبید الله بن موسى قال: اخبرنا حنظلة، عن القاسم بن محمد، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة ركعة، منها الوتر وركعتا الفجر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات (تہجد) کی نماز میں ۱۳ رکعتیں پڑھتے تھے ان میں وتر اور دو رکعتیں فجر کی ہوتی تھیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التھجد، باب: کیف کان صلاۃ النبی، وکم کان النبی یصلی من اللیل (حدیث:۱۱۳۹،۱۱۴۰) ص ۲۲۲، السنن لابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ اللیل، (حدیث: ۱۳۳۹) ص، ۱۹۹

نماز تراویح

حدثنا یحیی بن بكیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی عروة ﴿ان عائشة اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج ذات لیلة من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاته فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اكثر منهم فصلوا معه فأصبح الناس فتحدثوا فكثر اهل المسجد من اللیلة الثالثة فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلوا بصلا ته فلما كانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن اهله حتی خرج لصلاة الصبح فلما قضی الفجر أقبل علی الناس فتشهد ثم قال اما بعد فانه لم یخف علیّ مكانكم لكنی خشیت ان تفرض علیكم فتعجزوا عنها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار (رمضان میں)

آدھی رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی، تو لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگوں نے اسے صبح کو بیان کیا تو (دوسرے روز) اس سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا، تو تیسری رات میں اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات آئی تو مسجد میں جگہ نہ رہی، یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لیے باہر نکلے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے، تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر تشہد پڑھ کر فرمایا: اما بعد تم لوگوں کی یہاں موجودگی ہم سے مخفی نہیں تھی، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو۔

تخریج:

الموطاء، کتاب الصلاۃ فی رمضان، باب الترغیب فی الصلاۃ فی رمضان (حدیث:۲۵۰) ص، ۴۲، آخر میں "وذلک فی رمضان" کا اضافہ ہے۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجمعة، باب من قال فی الخطبه بعد الثناء أما بعد (حدیث:۹۲۲) ص، ۱۲۸

نمازِ کسوف

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل نماز ادا فرمائی اور نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا اور ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا جو سورج گرہن کے لیے عرب میں رائج تھے۔

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالک عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة انها قالت: خسفت الشمس فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالناس فقام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع ثم قام فاطال القیام وهو دون القیام الاول ثم رکع فاطال الرکوع وهو دون الرکوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم فعل فی الرکعة الثانیة مثل ما فعل فی الاولی ثم انصرف وقد انجلت الشمس فخطب الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال: ان الشمس والقمر آیتان من آیات الله لایخسفان لموت احد ولالحیاته فاذا رأیتم ذلک فادعوالله وکبر واوصلوا تصدقوا ثم قال یا أُمة محمد والله ما من احد اغیر من الله ان یزنی عبده اوتزنی أمته یا امة محمد والله! لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج گرہن میں لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا پھر رکوع

کیا تو طویل رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے، لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ رکوع کیا تو طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ پھر نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب دونوں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت وحیات کے سبب سے گہن میں نہیں آتے، جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو پھر فرمایا: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں۔ اسے غیرت آتی ہے کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو میں جانتا ہوں اگر تم اسے جان لو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الكسوف، باب الصدقة في الكسوف (حديث:١٠٢٢) ص، ١٦٧، مسلم، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف، (حديث:٢٠٠٥)

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا سفيان عن ﴿يحيى عن عمرة عن عائشة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم بهم فى كسوف الشمس أربع ركعات في سجدتين الأول الأول أطول﴾

حضرت عمرہؒ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سورج گرہن میں نماز پڑھائی اور چار رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھیں، جن میں پہلی رکعت دوسری سے طویل تھی۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الكسوف، باب الركعة الأولى في الكسوف أطول (حديث:١٠٦٤) ص، ١٤٢

نماز پڑھنے کے بعد کا معمول

اخبرنا يزيد بن هارون اباعاصم عن ابى الوليد هو عبدالله بن الحارث ﴿عن عائشةؓ قالت: ما كان النبى صلى الله عليه وسلم يجلس بعد الصلاة. الاقدر ما يقول: اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ياذوالجلال والاكرام﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صرف اتنی

دیر بیٹھتے تھے کہ کہہ سکیں۔ "اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام"

تخریج:

السنن للدارمی، ۱/ ۳۱۱

تلاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات پڑھا کرتے تھے۔

حدثنا هناد، حدثنا عبدة بن سليمان' عن محمد بن اسحاق، عن الزهری، عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبه، عن ابن عباس، ﴿عن امه ام الفضلؓ قالت: خرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عاصب راسه فی مرضه فصلی المغرب فقرا بالمرسلات قالت: فما صلاها بعد حتی تفی الله﴾

عبداللہ بن عباسؓ اپنی والدہ ام الفضل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوںؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں "سورۂ مرسلات" پڑھی اور اس کے بعد وفات تک یہ سورۂ نہ پڑھی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الصلاۃ: باب ماجاء فی القرأۃ فی المغرب۔ (حدیث:۳۰۸)ص،۸۴، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان باب: القراۃ فی المغرب، (حدیث:۷۶۳) ص، ۱۲۲: کتاب المغازی، باب: مرض النبی ووفاته (حدیث:۴۴۲۹) ص، ۷۵۳: الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصحیح (حدیث:۱۷۳)، ص، ۱۹۳: السنن لابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب: قدرالقرأۃ فی المغرب (حدیث:۱۸۰)ص، ۱۲۶: السنن للنسائی، کتاب الافتتاح، باب: القرأۃ فی المغرب (المرسلات (حدیث:۹۸۶) ص،۱۳۷: السنن لابن ماجه، کتاب: اقامة الصلاۃ، باب: القرأۃ فی صلاۃ المغرب (حدیث:۸۳۱) ص، ۱۱۸، المسند للابی عوانة بیان صفة القراۃ فی المغرب (حدیث:۱۷۶۳) ص، ۴۷۵

معمولاتِ تلاوت وقرأت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان شیریں اور باوقار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کہ

مخاطب الفاظ گن سکتا تھا اور آواز اتنی بلندی ہوتی تھی کہ دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

حدثنا محمود بن غیلان قال حدثنا وکیع قال حدثنا مسعر عن ابی العلای العبدی عن یحیی بن جعدة ﴿عن ام هانی قالت: کنت اسمع قراته النبی صلی الله علیه وسلم باللیل وانا علی عریشی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، (حديث:۳۲۰) ص،۳۹۱، السنن للنسائي، کتاب الافتتاح، باب: رفع الصوت بالقرآن، (حديث:۱۰۱۴) ص، ۱۴۱: السنن لابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، باب: ماجاء في القرأة في صلاة الليل (حديث:۱۳۴۹)ص،۱۹۱

حدثنا علی بن حجر: حدثنا یحیی بن سعید الأموی، عن ابن جریج، عن ابن ابی ملیکة، ﴿عن ام سلمه رضی الله عنها. قالت: "کان النبی صلی الله علیه وسلم یقطع قراء ته یقول: (الحمد لله رب العالمین) ثم یقف، ثم یقول: (الرحمن الرحیم) ثم یقف، و کان یقراء (مالک یوم الدین)﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ (﴿الحمد لله رب العالمین﴾) پر ٹھہرتے پھر (﴿الرحمن الرحیم﴾) پر وقف کرتے پر ملک یوم الدین پڑھتے۔

تخریج:

الشمائل النبوية (حديث:۳۱۸)ص،۳۸۸، السنن لابوداؤد، کتاب الحروف والقرأت، (حديث:۴۰۰۱)، ص، ۵۶۲: الجامع للترمزي، کتاب القرأت، باب: في فاتحة الكتاب، (حديث:۲۹۲۷) ص، ۶۵۸

تلاوت

زمانۂ ضعف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں قران کریم بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے۔

حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری قال حدثنا معن قال حدثنا مالک عن ابی النضر عن ابی سلمة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی جالساً فیقرا وهو

جالس فاذا بقی بن قرائته قدر ما یکون ثلاثین أو اربعین ایة قام فقرأ وهو قائم ثم رکع وسجد ثم صنع فی الرکعة الثانیة مثل ذلک﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف چونکہ زیادہ پڑھتے تھے۔ اس لیے بیٹھ کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب ماجاء فی عبادة رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث:۲۸۰) ص، ۳۲۶،۳۲۵؛ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب تقصیر الصلاة، باب اذا صلی قاعداً ثم صح........ (حدیث:۱۱۱۹) ص، ۱۶۹

روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ ؐ اکثر روزے رکھتے اور پیر اور جمعرات کے روزے کا بطور خاص اہتمام فرماتے۔ کیونکہ ان دونوں دنوں میں اعمال کی پیشی اللہ تعالیٰ کے حضور ہوتی ہے۔

حدثنا ابو حفص عمرو بن علی الفلاس، حدثنا عبدالله بن داؤد، عن ثور ابن یزید، عن خالد بن معدان، عن ربیعة الجرشی. ﴿عائشة قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم یتحری صوم الاثنین والخمیس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب: ما جاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (حدیث:۷۴۵) ص، ۱۸۸، ابو عیسیٰ کے مطابق یہ حدیث حسن غریب ہے، السنن للنسائی، کتاب الصیام، باب: ذکر الاختلاف علی خالد بن معدان فی هذا الحدیث (حدیث: ۲۱۸۸) ص،۳۰۶، تحفة الاشراف (حدیث:۱۶۰۸۱)، ۳۹۶/۱۱

امت مسلمہ کی سہولت اور آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عبادات میں تنوع کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا محمود بن غیلان، حدثنا ابو احمد و معاویة بن هشام قالا: حدثنا سفیان، عن منصور، عن خیثمة، ﴿عن عائشةؓ قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم من

الشهر: السبت، والاحد، والاثنين، ومن الشهر الآخر: الثلاثاء، والاربعاء، والخميس

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے ہفتے، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور دوسرے ماہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

تخریج:

الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب: ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس (حدیث:۷۴۶) ص، ۱۸۸۷، ابو عیسیٰ کے مطابق یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی اسناد میں "معاویہ بن ہشام القضاء ابوالحسن الکوفی" ہے۔ جس کے بارے میں "صدوق، اوھام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (تہذیب، ۱۰/۱۹۸)

بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفلی روزے کا پختہ ارادہ نہیں فرماتے تھے۔

حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا بشر بن السّرى عن سفيان عن طلحة بن يحيى ﴿عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المومنينؓ قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم ياتينى فيقول أعندك غداى فاقول لا قالت: فيقول انى صائم قالت: فاتانى يوما فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! انه اهديت لنا هدية قال: وماهى قلت: حيس قال أما انى اصبحت صائماً قالت: ثم اكل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے؟ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کھجور کا ملیدہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا۔

تخریج:

الشمائل النبویۃ، ص۔ ۲۲۱؛ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی الرخصۃ فی ذلک (حدیث:۲۴۵۵)ص، ۱۴۵۲، الجامع للترمذی، کتاب الصوم، باب صیام المتطوع بغیر تبییت، (حدیث:۷۳۴) ص ۱۸۲، السنن للنسائی کتاب الصیام، باب السنۃ فی الصیام (حدیث:۲۳۲۲۔ ۲۳۲۴) ص، ۲۲۲،۲۲۱۲، السنن للابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فرض الصوم من اللیل والخیار فی الصوم، (حدیث:۱۷۰۱) ص، ۲۲۳

عاشورہ کا دن ہمیشہ ہی بہت محترم رہا ہے۔ ایام جاھلیہ میں قریش اس روزے کا بطور خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ سے پہلے بھی یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور بعد میں بھی یہ روزہ رکھتے رہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یحییٰ قال هشام حدثني ابي ﴿عن عائشة رضي الله عنها قالت كان عاشوراء يوماً تصومه قريش في الجاهلية. وكان النبي صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما نزل رمضان كان من شاء صامه ومن شاء لايصومه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزے کا (دوسرے مسلمانوں کو) حکم بھی دیا۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد جسکا جی چاہتا، عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جس کا دل چاہتا نہ رکھتا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الانبياء، باب: ايام الجاهلية، (حديث:۳۸۳۱) ص، ۶۴۳

تلبیہ

حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن الاعمش عن عمارة ﴿عن ابي عطية عن عائشة رضي الله عنها قالت: اني لاعلم كيف كان النبي صلى الله عليه وسلم يلبي لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك﴾

حضرت عائشہؓ نے کہا: کہ میں زیادہ جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے۔ آپ فرماتے تھے لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الحج، باب التلبية، (حديث:۱۵۵۰)ص، ۲۵۱، المسند للامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۲۹۵۲)، ۲۵۹/۷

قربانی

حدثنا محمد بن يحى حدثنا عبدالرزاق انبانا سفيان الثوري عن عبدالله بن محمد بن عقيل بن ابي سلمة ﴿عن عائشة وعن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان

اذا اراد ان يضحى اشترى كبشين عظيمين سمينين اقرنين املحين موجوئين فذبح احدهما عن امته لمن شهد لله بالتوحيد وشهد له بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد وعن آل محمد صلى الله عليه وسلم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے موٹے سینگ دار، سفید و سیاہ رنگ کے خصی مینڈھے خریدتے۔ ان میں سے ایک اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے ذبح کرتے جو اللہ کے ایک ہونے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پہنچانے کی شہادت دیں اور دوسری اپنی طرف سے اور اپنی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، ابواب الاضاحى، باب اضاحى رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۳۱۲۲) ص، ۲۰۵

دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کو عبادت کا مغز قرار دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے مکرم کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام کے ہر معمول کو دعا سے شروع فرماتے اور دعا پر ہی ختم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کتب احادیث و سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

اخبرنا هناد عن ابى الاحوص عن حصين عن هلال عن فروة بن نوفل ﴿عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "اللهم انى اعوذبك من شر ما عملت ومن شر ما لم أعمل"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے کہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری برائی سے ان کاموں میں جو کہ کر چکا اور جو میں نے ابھی نہیں کیے۔

تخریج:

السنن للنسائى، كتاب الاستعاذه، باب: الاستعاذه من شرما عمل و ذكر الاختلاف على هلال (حديث: ۵۵۲۶) ص، ۲۸۱

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا سلام بن ابى مطيع عن هشام عن ﴿ابيه عن خالته

(عائشہؓ) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ الغنی واعوذبک من فتنۃ الفقر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پناہ مانگا کرتے تھے اللھم انی اعوذبک من فتنۃ النار، ومن عذاب النار واعوذبک من القبر واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ الغنی واعوذبک من فتنۃ الفقر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: الاستعاذۃ من فتنۃ الغناء (حدیث:۶۳۷۶) ص، ۱۳۲۸

دعا کی قبولیت

حدثنا اسماعیل بن خلیل اخبرنا علی بن مسھر اخبرنا یحیی بن سعید اخبرنا عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ قال ﴿سمعت عائشۃ رضی اللہ عنھا تقول: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سھر فلماقدم المدینۃ قال لیت رجلا من اصحابی صالحاً یحرسنی اللیلۃ اذ سمعنا صوت سِلاح فقال: من ھذا؟ فقال: انا سعد بن ابی وقاص جئت لاحرسک ونام النبی صلی اللہ علیہ وسلم.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں ایک رات کو سوئے نہ تھے۔ جب مدینہ پہنچے تو نیند غالب تھی۔ آپؐ نے فرمایا، کہ کاش میرے اصحاب میں کوئی نیک مرد آج کی شب میری پاسبانی کرتا، یکا یک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، فرمایا یہ کون ہیں، اس نے جواب دیا: سعد بن ابی وقاص، اس لیے آیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کروں اس کے بعد آنحضرت سو رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجہاد والسیر، (حدیث: ۲۸۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر لحہ اللہ کی یاد میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ گھر سے باہر جاتے تو بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے نکلتے تھے۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا عبدالرحمن قال حدثنا سفيان عن منصور عن الشعبی ﴿عن ام سلمة ان النبی صلی الله عليه وسلم كان اذا خرج من بيته قال: بسم الله رب اعوذبک من ان ازل اواضل او أظلم او اظلم اواجهل او يجهل علی

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اپنے مکان سے نکلتے تو فرماتے "نکلتا ہوں اللہ کا نام لے کر" اے میرے پالنے والے! میں پناہ مانگتا ہوں تیری پھسلنے سے اور گمراہ ہونے سے اور ظلم کرنے سے یا مجھ پر ظلم ہونے سے یا جہالت کرنے سے یا مجھ پر جہالت ہونے سے۔

تخریج:

السنن للنسائی: كتاب الاستعاذه باب الاستعاذه من دعاء لا يستجاب (حديث:۵۱۱۲)،
یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن نسائی (حدیث:۵۱۱۲)، ۱۱۲۵/۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر آگ، قبر، مالداری، فقر، مسیح دجال کے فتن سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا محمد اخبرنا معاوية اخبرنا هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت كان النبی صلی الله عليه وسلم يقول: "اللهم انی اعوذبک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر وعذاب القبر وشر فتنة الغنی وشر فتنة الفقر اللهم انی اعوذبک من شر فتنة المسيح الدجال اللهم اغسل قلبی بمای الثلج والبرد ونق قلبی من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس وباعدبينی وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والغرب اللهم انی اعوذبک من الكسل والمائم والمغرم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، "یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ اور عذاب قبر سے، اور مال داری کے فتنہ کے شر سے اور فقر کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے، یا اللہ! میرے قلب کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے قلب کو گناہوں سے صاف کر دے، جس طرح تو نے سفید کپڑے کو گندگی سے صاف کیا اور اس کے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان ویسی ہی دوری کر دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی ہے، یا اللہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سستی اور گناہ اور قرض سے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الدعوات، باب: التعوذ من فتنة الفقر (حديث: ۶۳۷۷)،

ص، ۱۳۲۹، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب: الدعوات والتعوذ، (حدیث: ۶۸۷۱) ص، ۱۱۶۷، السنن لابن ماجه، کتاب الدعاء، باب ماتعوذ منه رسول الله (حدیث:۳۸۳۸) ص، ۵۴۸، الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، (حدیث: ۳۴۹۵) ص، ۷۹۶

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

حدثنا محمد بن اسماعیل، حدثنا مالک بن اسماعیل، عن اسرائیل بن یونس، عن یوسف بن ابی بردة، عن ابیه، ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا خرج من الخلاء قال: (غفرانک)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو فرماتے "غفرانک"

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب الطهارة، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، (حدیث:۷)ص، ۳، السنن لابوداؤد، کتاب الطهارة باب مایقول اذا خرج من الخلاء (حدیث:۳۰) ص ۱۲، السنن لابن ماجه، کتاب الطهارة و سننها، باب، ما یقول اذاخرج من الخلا (حدیث۳۰۰) ص،۲۶، السنن للدارمی، کتاب الصلاة والطهارة، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء ۱/۱۷۴

عذاب قبر سے پناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حدثنا الحمیدی حدثنا سفیان حدثنا موسی بن عقبة قال ﴿سمعت ام خالد بنت خالد قال ولم اسمع احداً سمع من النبی صلی الله علیه وسلم غیرها قالت: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یتعوذ من عذاب القبر﴾

حضرت ام خالدؓ بنت خالد رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب: التعوذ من عذاب القبر، (حدیث:۶۳۶۴) ص، ۱۳۳۶

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے "سورۂ اخلاص" اور معوذتین پڑھ کر دم فرماتے۔

حدثنا قتیبه بن سعید حدثنا المفضل بن فضالة عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا أوی الیٰ فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرا فیهما قل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علی راسه ووجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلک ثلاث مرات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے، پہلے اپنے سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے تمام اوپر کے جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب: فضل المعوذات (حدیث:۵۰۱۷) ص،۸۹۹، کتاب الطب باب: النفث فی الرقیة (حدیث: ۵۷۴۸) ص، ۱۰۱۵، السنن لابن ماجه، کتاب الدعا، باب مایدعوبه اذا اوی الی فراشه (حدیث: ۳۸۷۵) ص، ۵۵۵

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة وعلی بن میمون الرقی وسهل بن ابی سهل قالوا حدثنا وکیع عن مالک بن انس عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان ینفث فی الرقیة﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم کر کے پھونکا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة (حدیث:۳۵۲۸) ص ۵۰۸

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یزید بن المقدام بن شریح عن ابیه المقدام عن ابیه ﴿ان عائشة اخبرته أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا رای سحاباً مقبلاً من افق من الافاق ترک ما هو فیه وان کان فی صلاته حتی یستقبله فیقول: اللهم انا نعوذبک من شر ما ارسل به فان امطر قال: اللهم سیباً نافعا مرتین او ثلاثة وان کشفه الله عزوجل ولم یمطر حمد الله علی ذلک﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی افق سے بادل آتا

دیکھتے تو جس کام میں مشغول ہوتے اسے چھوڑ دیتے اگرچہ (نفلی) نماز ہی کیوں نہ ہو اور اس کی طرف منہ کر کے کہتے "اللھم انا نعوذبک من شر ما ارسل بہ" اے اللہ! ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا۔ اگر وہ برستا تو فرماتے "اللھم سیبا: نافعاً مرتین او ثلاثۃ" اے اللہ! جاری اور نافع پانی عطا فرما دو یا تین مرتبہ اور اگر اللہ کے امر سے بادل چھٹ جاتا تو اپ اس پر اللہ کا شکر بجالاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب: مایدعوبہ الرجل اذا رای السحاب والمطر (حدیث:۳۸۸۹) ص،۵۵۷

دیگر انبیاء(۱) کی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہالت سے پناہ مانگی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا عبیدہ بن حمید عن منصور عن الشعبی ﴿عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج من منزلہ قال اللھم: انی اعوذبک ان اضل او ازل او اظلم او اظلم او أجھل او یجھل علی﴾

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ کہتے، اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گمراہ ہونے سے پھسل جانے سے ظلم کرنے سے ظلم کئے جانے سے جہالت کرنے سے اور اس سے کہ میرے ساتھ کوئی جہالت کا برتاؤ کرے۔

تخریج:

السنن لابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب مایدعوبہ الرجل اذا خرج من بیتہ (حدیث:۳۸۸۴) ص،۵۵٦

حدثنا سھل بن ابی سھل قال حدثنا معن بن عیسی وحدثنا محمد بن یحیی حدثنا بشر بن عمر قالا حدثنا مالک عن ابن شھاب عن عروۃ ﴿عن عائشۃ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذ اشتکی یقرأ علی نفسہ بالمعوذات وینفث فلما اشتد وجعہ کنت اقراء علیہ وامسح بیدہ رجای برکتھا﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو خود ہی معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے، پھونکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی تو میں دم پڑھتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دست مبارک پھیرتی برکت کی امید سے۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾) البقرہ، (۲:۶۷)

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة (حدیث:۳۵۲۹) ص، ۵۰۸

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا ابو اسامة حدثنا عبید الله بن عمر عن محمد بن یحیی بن حبان عن الاعرج عن ابی هریرة ﴿عن عائشة قالت: فقدت رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات لیلة من فراشه فالت: فالتمسته فوقعت بیدی علی بطن قدمیه وهو فی المسجد وهما منصوبتان وهو یقول: اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لا احصی ثنای علیک انت کما اثنیت علی نفسک﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ (اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لااحصی ثنای علیک انت کما اثنیت علی نفسک) اے اللہ! میں آپ کی رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے درگزر کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزا سے اور میں آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے۔ میں آپ کی تعریف پوری نہیں سکتا۔ آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الدعا۔ باب ماتعوذ منه رسول الله ﷺ (حدیث:۳۸۲۱) ص،۵۴۸،۵۴۹، الجامع للترمذی (حدیث:۳۴۹۳) ابواب الدعوات، ص،۷۹۴

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا جریر عن منصور عن ابی الضحی عن مسروق ﴿عن عائشة قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا أتی المریض فدعا له قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفای الا شفاؤک شفای لا یغادر سقما﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس آتے تو اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے (اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفای الا شفاؤک شفای لا یغادر سقما) اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو دور کر دیجیئے اور شفاء عطاء فرما دیجئے۔ آپ ہی شفاء دینے والے ہیں۔ شفاء وہی ہے جو آپ عطا فرمائیں۔ ایسی شفاء عطا فرمائیے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الطب، باب ماعوّذبه النبي صلى الله عليه وسلم وما عوذبه (حديث:۳۵۲۰) ص، ۵۰۷

حدثنا ابو كريب حدثنا معاوية بن هشام عن حمزة الزيات عن حبيب بن أبي ثابت عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "اللهم عافني في جسدي وعافني في بصري واجعله الوارث مني لا اله الا اللّٰه الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد الله رب العالمين"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے (اللهم عافني في جسدي عافني في بصري واجعله الوارث مني لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمدلله رب العالمين) اے اللہ میرے جسم کو تندرستی اور میری بصارت کو عافیت عطا فرما اور اسے میرا وارث بنا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور کریم ہے۔ اللہ کی ذات پاک ہے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ ہی کے لیے ہیں۔

تخریج:

الجامع للترمذي، ابواب الدعوات، باب [دعا: اللهم عافني في جسدي......] (حديث:۳۴۸۰) ص، ۷۹۴

بارش میں دعائے نبی

حدثنا محمد هو ابن مقاتل ابو الحسن المروزي قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا عبيد الله عن نافع عن القاسم بن محمد ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى المطر قال اللهم صيباً نافعاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تو فرماتے اے اللہ نفع پہنچانے والی بارش برسا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الاستسقاء، باب رفع الامام يده في الاستسقاء (حديث:۱۰۳۲) ص، ۱۶۶

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوریں بے حد مرغوب تھیں لیکن اس کے علاوہ دیگر اشیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں۔ ان میں ''جو اور چقندر'' شامل ہیں۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا یونس بن محمد حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبد الرحمن بن عبدالله بن ابی صعصعة ح و حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عامر وابوداؤد قالا حدثنا فلیح بن سلیمان عن ایوب بن عبدالرحمن عن یعقوب بن ابی یعقوب ﴿عن ام المنذر بنت قیس الانصاریة قالت: دخل علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ومعه علی بن ابی طالب وعلی ناقة من مرض ولنا دوالی معلقة و کان النبی صلی الله علیه وسلم یاکل منها فتناول علی لیاکل فقال النبی صلی الله علیه وسلم مه یا علی انک ناقة قالت فصنعت للنبی صلی الله علیه وسلم سلقا وشعیراً فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا علی من هذا فاصب فانه انفع لک﴾

حضرت اُم منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے جو ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے ہی تھے اور ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان (خوشوں) سے تناول فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی کھانے کے لیے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رک جاؤ۔ تم ابھی تو تندرست ہوئے (ضعف ہے، اس لیے معدہ ہضم نہ کر سکے گا) فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چقندر اور جو تیار کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! یہ لو، اس سے تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیة (حدیث:۳۸۵۶) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذی، کتاب الطب باب: ماجاء فی الحمیة، (حدیث:۲۰۳۷) ص، ۴۶۹، السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب: الحمیة، (حدیث:۳۴۴۲) ص، ۴۹۶، الطبقات الکبری، ۸/۳۳۴،۳۳۵، الاستیعاب، ۴/۵۱۶، اسد الغابة، ۷/۳۸۹، المعجم الکبیر، ۲۵/۹۹

پسندیدہ سالن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سالن میسر آ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرما لیتے اور کسی کھانے میں

عیب نہ نکالتے۔

حدثنا ابو کریب محمد بن العلای قال حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزة الشمالی عن الشعبی ﴿عن ام ھانی قالت: دخل علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: اعندک شیی فقلت: لا الاخبز یابس وخل فقال ھاتی ما اقفربیت من ادم فیه الخل﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن) فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ نہ ہو۔(۱)

تخریج:

الشمائل النبویة، ما جاء فی ادام رسول الله (حدیث:۱۷۴) ص، ۲۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکے کو پسند فرمایا۔ نیز اسے انبیاء کا سالن قرار دیا۔

حدثنا العباس بن عثمان الدمشقی حدثنا الولید بن مسلم حدثنا عنبسة بن عبدالرحمن عن محمد بن زادان انه حدثه قال حدثنی ﴿ام سعد قالت دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم علی عائشة وانا عندھا فقال ھل من غدای قالت: عندنا خبز و تمر وخل فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: نعم الادام الخل اللھم بارک فی الخل فانه کان ادام الانبیای قبلی ولم یفتقر بیت فیه خل﴾

حضرت ام سعدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہؓ کے پاس آئے۔ میں بھی وہیں تھی۔ فرمایا کچھ کھانا ہے؟ فرمانے لگیں ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سالن سرکہ ہے۔ اے اللہ! سرکہ میں برکت فرما کہ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن ہے اور جس گھر میں سرکہ ہے وہ محتاج نہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب الائتدام بالخل (حدیث ۳۳۱۸)ص، ۴۸۰

روٹی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے۔

۱۔ فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور سوکھی روٹی اور سرکہ نوش فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکہ کو بے حد پسند فرمایا کیونکہ یہ بے حد نافع اور مفید چیز ہے اور پہلے انبیاء کا بھی یہ سالن رہا ہے۔

حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب حدثنا ابن وهب اخبرني عمرو بن الحارث اخبرني بكر بن سوادة ان حنش بن عبدالله حدثه ﴿عن ام ايمن انها غربلت دقيقاً فصنعته للنبي صلى الله عليه وسلم رغيفا فقال: ما هذا؟ قالت: طعام نصنعه بارضنا فاحببت ان اصنع منه لک رغيفا فقال رديه فيه ثم اعجنيه﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے آٹا چھانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی تیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہمارے علاقہ میں یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اسی لیے میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ویسی ہی روٹی بناؤں۔ فرمایا بھوسا آٹے میں ڈال کر دوبارہ گوندھو۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب الحواری، (حدیث:۳۳۳۶) ص، ۴۸۳

گوشت

گوشت تمام کھانوں سے بہتر ہے کیونکہ اس سے عقل و دانش بڑھتی ہے۔ رنگ صاف اور پرورش و افزائش اچھی ہوتی ہے۔ السنن ابن ماجہ میں گوشت کو دنیا اور آخرت والوں کے لیے تمام کھانوں کا سردار کہا گیا ہے۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلو کا بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے:

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا الحجاج بن محمد قال قال ابن جريج اخبرني محمد بن يوسف ان عطاء بن يسار اخبره ﴿ان ام سلمة اخبرته انها قربت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جنباً مشوياً فاكل منه ثم قام الى الصلاة وما توضا﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کیے نماز پڑھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية باب: ما جاء فی صفة ادام رسول الله (حدیث: ۱۶۴) ص، ۲۱۲، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب: ماجاء فی اکل الشواء (حدیث:۱۸۲۹) ص، ۴۳۱، امام ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بونگ کا گوشت بھی پسند فرماتے تھے۔

حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی قال حدثنا يحيى بن عباد عن فليح بن سليمان قال

---

۱. السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اللحم، (حدیث: ۳۳۰۵)

حدثنی رجل من بنی عباد یقال له عبدالوهاب بن یحی بن عباد عن عبدالله بن الزبیر ﴿عن عائشة قالت: ما کانت الذراع احب اللحم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکنه کان لا یجد اللحم الا غبا وکان یعجل الیها لانها اعجلها نضجاً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بونگ کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند نہ تھا، بلکہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے، تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل میں مصروف ہوں۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب: ماجاء فی صفة ادام رسول الله، (حدیث ۱۷۰) ص، ۲۱۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة باب: ماجا ای اللحم کان احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۱۸۳۸) ص، ۴۳۳

پائے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر سنتِ ابراہیمی کو تازہ کرتے ہوئے قربانی کرتے تھے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔ بلکہ پائے بھی شوق سے کھاتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن عبدالرحمن بن عباس اخبرنی ابی ﴿عن عائشة قالت: لقد کنا نرفع الکراع فیاکله رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد خمس عشرة من الاضاحی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم پائے اٹھا کر رکھ لیتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے پندرہ یوم بعد انہیں تناول فرماتے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب القدید، (حدیث:۳۳۱۳) ص،۴۸۰

تربوز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تربوز، تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی قال حدثنا محمد بن عبدالعزیز الرملی قال حدثنا عبدالله بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم اکل البطیخ بالرطب﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

تربوز کی تاثیر ٹھنڈی جبکہ کھجور گرم ہوتی ہے۔ غالباً دونوں کو ملا کر کھانے کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی زائل کر دے گی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، ص ٢٨٩؛ الجامع للترمذى، كتاب الاطعمة، باب ماجاء فى أكل البطيخ بالرطب، (حديث:١٨٤٣)ص، ٤٣٣، المسند للحميدى، (حديث:٢٥٥) ١٢٢/١

پانی پینے کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیا ہے۔ البتہ آپ نے بیٹھ کر پانی پینے کو زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ آبِ زم زم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا۔ (۱)

حدثنا محمد بن الصباح انبانا سفيان بن عينيه عن يزيد بن جابر عن عبدالرحمن بن ابى عمره ﴿عن جدة له يقال لها كبشه الانصاريه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها عندها قربة معلقة فشرب منها وهو قائم فقطعت فم القربه تبتغى بركة موضع فى رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے۔ ان کے پاس مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے اسے منہ لگا کر پی لیا تو انہوں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا۔ اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاشربة، باب الشرب قائما (حديث:٣٤٢٣) ص، ٤٩٢، اسد الغابة، ٢٢٠/٧، الاستيعاب، ٤٦٠/٤، المعجم الكبير، ١٥/٢٥، الجامع للترمذى، كتاب الاشربة، باب ١٨ الرخصة فى ذلك (حديث:١٨٩٢)ص، ٤٤٢، (ابوعیسیٰ کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے) المسند للحميدى، (٣٥٤) ١٧٢/١

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ مشروب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کو بے حد پسند فرماتے۔

---

۱. الشمائل النبوية، باب ماجاء فى صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث: ٢١٢) ص. ٢٧٣

حدثنا ابو كريب حدثنا زيد بن الحباب عن جعفر بن برد الراسبي ﴿حدثني مولاتي ام سالم الراسبية قالت: سمعت عائشة تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى بلبن قال بركة او بركتان.﴾

ام سالم راسبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو ارشاد فرماتے: برکت ہے۔ یا فرماتے: دو برکتیں ہیں۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب اللبن، (حديث:۳۳۲۱) ص، ۴۸۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروبات میں جہاں دودھ اور شہد کو پسند فرماتے۔ وہاں امہات المومنینؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوہارے یا کشمش سے بھی مشروب تیار کرتی تھیں۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبه حدثنا ابو معاويه ح و حدثنا محمد بن عبدالملك بن ابى الشوارب حدثنا عبدالواحد بن زياد قالا حدثنا عاصم الاحول ﴿حدثنا بنانه بنت يزيد العبشميه عن عائشة قالت: كنا نبذ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فى سقاى فناخذ قبضة من تمر أو قبضة من زبيب فنطرحها فيه ثم نصب عليه الماى فنبذه غدوة فيشربه عشية ونبذه عشية فيشربه غدو ة وقال ابو معاوية نهاراً فيشربه ليلا أو ليلا فيشربه نهاراً﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشکیزہ میں نبیذ تیار کرتیں۔ چنانچہ ہم مٹھی بھر چھوارے یا کشمش لے کر اس میں ڈال دیتیں پھر اس میں پانی ڈال دیتیں۔ صبح کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو نوش فرماتے اور شام کو بھگوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نوش فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رات کو بھگوتیں تو دن کو نوش فرماتے اور دن کو بھگوتیں تو رات کو نوش فرماتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب الاشربة، باب صفة النبيذ و شربه (حديث:۳۳۹۸)ص، ۴۹۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیوت سقیا (یہ ایک چشمہ تھا جو مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر تھا) سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔(۱)

حدثنا ابن ابى عمر حدثنا سفيان، عن معمر، عن الزهرى، عن عروة، ﴿عن عائشة رضى

۱. السنن لابوداود، كتاب الاشربه، باب فى ايكاء الانية (حديث ۳۷۳۵)

اللہ عنہا قالت: "کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلوا البارد"(۱)﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، باب ما جاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:۲۰۴) ص، ۲۶۳، الجامع للترمذی، کتاب الاشربہ، باب ماجاء ای الشراب کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث: ۱۸۹۵) ص، ۴۴۳، المسند للحمیدی، (حدیث: ۲۵۷) ۱۲۵/۱، المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۸۰) ۵۸/۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھی چیز اور شہد (۲) کو بھی پسند فرماتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں شفا رکھی ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ حدثنا ابو اسامۃ قال اخبرنی ھشام عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الحلوای والعسل﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز کو اور شہد کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاشربۃ، باب شراب الحلواء والعسل (حدیث:۵۶۱۴) ص، ۹۹۵، الجامع للترمذی، کتاب اشربہ، باب ماجاء ای اشراب کان احب رسول اللہ (۱۸۹۵) ص، ۴۴۳ (کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلوا البارد)، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمۃ۔ باب ماجاء فی حب النبی الحلوا والعسل یعجبہ کی جگہ "یحب" ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ مسند ابی یعلی الموصلی (حدیث:۴۸۷۱) ۲۷۰/۲، الشمائل النبویۃ، حدیث:۲۶۳ میں بھی لفظ "الحلوالبارد" ہے۔ المسند للحمیدی، ۱۲۵/۱

نظافت طبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ درجے کے نظیف الطبع اور نفیس تھے۔ اسی نظافت پسندی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناگوار خوشبو والی اشیاء (پیاز، لہسن) تناول کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ان اشیاء سے کراہت کی وجہ محض ان کی

۱۔ بعض لوگ "الحلو البارد" سے مراد شہد ملا پانی لیتے ہیں کیونکہ شہد میں شفا ہے۔ بعض اس سے مراد خالص دودھ لیتے ہیں۔ بعض دودھ میں پانی ملا کر پینا مراد لیتے ہیں۔

نفاست پسندی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو ان اشیاء کے کھانے سے مطلقاً منع نہیں فرمایا۔ البتہ مساجد میں ان اشیاء کے کھانے سے منع فرمایا تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا سفیان بن عینیه عن عبید الله بن ابی یزید ﴿عن ابیه عن ام ایوب قالت: صنعت للنبی صلی الله علیه وسلم طعاماً فیه من بعض البقول فلم یاکل وقال انی اکره ان أوذی صاحبی (۱)﴾

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس میں کچھ سبزیاں (لہسن، پیاز وغیرہ) ڈالی تھیں۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا تناول نہ کیا اور فرمایا "مجھے اپنے ساتھی (فرشتے) کو ایذاء پہنچانا پسند نہیں۔"

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب أكل الثوم والبصل والكراث (حدیث:۳۳۶۴) ص، ۴۸۷، الجامع للترمذی، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الرخصة فی أكل الثوم مطبوخا (حدیث:۱۸۱۰) ص، ۴۲۸، ابو عیسیٰ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، المسند للحمیدی، ۱/۱۶۲، معرفة الصحابه، ۵/۳۲۳، الاستیعاب، ۴/۴۷۹، اسد الغابة، ۷/۲۹۲، الاصابة، ۸/۳۶۲، المعجم الکبیر، ۲۵/۱۳۶

رزق کی قدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رزق کی قدر فرماتے تھے۔

حدثنا ابراهیم بن محمد بن یوسف الفریابی حدثنا وساج بن عقبه بن وساج حدثنا الولید بن محمد الوقری حدثنا الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: دخل النبی صلی الله علیه وسلم البیت فرای کسرة ملقاة فاخذها فمسحها ثم أكلها وقال یا عائشة: اكرمی كریما فانها ما نفرت عن قوم قط فعادت الیهم﴾

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا اور فرمایا اے عائشہ! عزت والے (اللہ تعالیٰ کے رزق) کی عزت کرو کیونکہ اللہ کا رزق جب کسی قوم سے پھر جائے تو واپس نہیں آتا۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب النهی عن القاء الطعام، (حدیث:۳۳۵۳) ص، ۴۸۵

پسندیدہ لباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں ''کرتا'' سب سے زیادہ پسند تھا کیونکہ کرتا اعضائے جسمانی کے لیے بہ نسبت تہبند اور چادر کے زیادہ ڈھانپنے والا اور ساتر ہوتا ہے۔

حدثنا محمد بن حميد الرازى قال حدثنا الفضل بن موسى وابو تميلة وزيد بن حباب عن عبدالمومن بن خالد عن عبدالله بن بريدة ﴿عن ام سلمة قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں ''کرتے'' کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبوية (حديث: ۵۲)ص، ۱۰۱، السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب: ماجاء فى القميص، (حديث: ۴۰۲۶) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذى، كتاب اللباس، باب: ماجاء فى القميص، (حديث: ۱۷۶۳) ص، ۴۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کرتہ زیب تن فرماتے تھے اس کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

عبدالله بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ بن هشام حدثنى ابى عن بديل العقيلى عن شهر بن حوشب ﴿عن اسماء بنت يزيد قالت: كان كم قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرسغ﴾

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث:۵۷) ص، ۱۰۲، السنن لابوداؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فى القميص (حديث:۴۰۲۷) ص، ۵۲۹، الجامع للترمذى، كتاب اللباس باب ماجاء فى القميص (حديث:۱۷۶۵) ص، ۴۱۹، السنن للنسائى، كتاب الزينة باب لبس القميص. (حديث:۵۲۲۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار سیاہ بالوں کی چادر بھی زیب تن کیے ہوئے دیکھا گیا۔

حدثنا احمد بن منيع يحيى بن زكريا بن ابى زائدة قال حدثنا ابى عن مصعب بن شيبة ﴿عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة وعليه مرط من شعر اسود﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

تخریج:

الشمائل النبویة (حدیث:٦٩)، ص، ١١٧، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب اللباس والزینة، باب التواضع فی اللباس (حدیث:٢٠٨١) ص، ٩٣٢ (اس میں "مرط مرحل" کا لفظ ہے، کتاب فضائل الصحابه، فضائل اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث:٢٤٢٤) ص، ١٠٦٧ مزید حدیث ہے: الجامع للترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الثوب الاسود، (حدیث ٢٨١٣) ص، ٦٣٣، امام ترمذی کے مطابق یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔ السنن لابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الصوف والشعر (حدیث: ٢٨١٣) ص، ٦٣٣

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زعفران سے رنگی ہوئی دو پُرانی لنگیاں تھیں۔

حدثنا عبد بن حمید قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبداللہ بن حسان العنبری ﴿عن جدتیه دحیة و علیبة عن قیلة بنت مخرمة قالت: رایت النبی صلی اللہ علیه وسلم اسمال ملیتین کانتا بزعفران وقد نفضته﴾

حضرت قیلہؓ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو پُرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئیں تھیں۔ لیکن زعفران کا کوئی اثر ان پر نہیں رہا تھا۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب ماجاء فی لباس رسول للہ صلی اللہ علیه وسلم (حدیث:٦٦) ص، ١١٢، ١١٣، الادب المفرد، (حدیث:١١٨٣) السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب فی جلوس الرجل (حدیث: ٤٨٤٧) ص، ٦٨٥، اوصاف النبی صلی اللہ علیه وسلم (حدیث:٦٣) ص، ٨١

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے بال سیاہ گھنے اور خوشنما تھے اور ان کی لمبائی عموماً کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اوپر ہوتی تھی۔

حدثنا عبدالرحمن بن ابراهیم حدثنا ابن ابی فدیک عن عبدالرحمن بن ابی الزناد عن هشام بن عروه عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: کان لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شعر

دون الجمة وفوق الوفرة﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے نیچے اور مونڈھوں سے اونچے تھے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب اللباس، باب اتخاذ الجمعة والذوائب (حديث:۳۶۳۵) ص، ۵۲۲

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا سفيان بن عيينة عن ابن ابى نجيح عن مجاهد قال ﴿قالت: ام هانى: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة وله اربع غدائر (۱) تعنى ضفائر﴾

حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال چار حصوں میں تھے چوٹیوں کی طرح۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب اللباس، باب اتخاذ الجمة والذواب (حديث:۳۶۳۱) ص، ۵۲۲، الجامع للترمذى، كتاب اللباس، باب (دخول النبى صلى الله عليه وسلم مكه)، (حديث:۱۷۸۱) دخل کی جگہ "قدم" ہے۔ الشمائل النبوية، باب ماجاء فى شعر رسول الله، (حديث:۲۸) ص، ۲۵،۲۶ (قدم رسول الله مكة قدمة وله اربع غدائر) السنن لابوداؤد، كتاب الرجل، باب فى الرجل يعقص شعره (۴۱۹۱)، ص ۵۸۸: یہاں پر غدائر کے بعد "تعنى عقائص" اور دخل کی جگہ "قدم" ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب لگانا

حدثنا ابراهيم بن هارون قال: انبانا النضر بن زرارة، عن ابى جناب عن اياد بن لقيط، ﴿عن الجهدمة امرأة بشير ابن الخصاصية قالت: انا رايت رسول الله يخرج من بيته ينفض راسه، وقد اغتسل (وبراسه ردغ اوقال: ردغ من حنا﴾

حضرت جہدمہؓ جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرما رکھا تھا۔ اس لیے سر مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر حنا کا اثر تھا۔

۱۔ الغدیرہ واحد ہے جسکی جمع "غدائر" آتی ہے۔ یہ بالوں کے اس گچھے کو کہتے ہیں۔ جس میں بال گندھے ہوئے ہوں مگر مڑے ہوئے نہ ہوں۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث ۴۷) ص ۸۹۔۹۰، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

پسینہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے نہایت نفیس خوشبو پھوٹتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک عنبر اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابیاتؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کرلیتیں اور وقتاً فوقتاً اسے بطور عطر استعمال کرتیں کیونکہ اس جیسا خوشبودار عطر روئے زمین پر نہیں ہوسکتا تھا۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وھیب حدثنا ایوب عن ابی قلابة عن انس ﴿عن ام سُلیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتیھا فیقیل عندھا فتبسط لہ نطعاً فیقیل علیہ وکان کثیر العرق فکانت تجمع عرقہ فتجعلہ فی الطیب والقواریر. فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا ام سلیم! ما ھذا؟ قالت: عرقک ادوف بہ طیبی﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ ام سلیمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیمؓ! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب: طیب عرقہ، والتبرک بہ (حدیث:۲۳۳۲) ص، ۱۰۲۸

بستر استراحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ کے ہاں استراحت فرماتے تھے۔ کبھی چمڑے کا ہوتا تھا کبھی ٹاٹ کا اور کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ نرم بستر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولاتِ عبادت میں خلل پڑتا تھا۔

حدثنی احمد ابن ابی رجای حدثنا النضر عن ھشام قال اخبرنی ابی ﴿عن عائشة قالت

كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم من ادم وحشوه من ليف﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الرقاق، باب: كيف كان عيش النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه، وتخليهم عن الدنيا (حديث:۶۴۵۶) ص،۱۱۲۰،۱۱۲۱، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب اللباس والزينة، باب: التواضع فى اللباس،(حديث:۲۰۸۲)ص، ۹۳۲، الجامع للترمذى، كتاب اللباس، باب ما جاء فى فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم (حديث: ۱۷۶۱) ص، ۴۱۹، السنن لابوداؤد كتاب اللباس، باب فى الفرش، (حديث: ۴۱۴۶) ص، ۵۸۳، السنن لابن ماجه، كتاب الزهد، باب ضجاع آل محمد، (حديث:۴۱۵۱) ص، ۲۰۵

ٹاٹ کے بستر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوہرا کر کے نہ بچھانے دیتے۔ مبادا اس کی نرمی یاد الٰہی میں مخل ہو۔

حدثنا ابو الخطاب زياد بن يحيى البصرى قال: حدثنا عبدالله بن ميمون قال حدثنا جعفر بن محمد عن ابيه قال: ﴿سئلت عائشة وسئلت حفصة: ما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بيتك؟ قالت: مسحا نثنيه ثنيتين فينام عليه فلما كان ذات ليلة قلت لو ثنيته اربع ثنيات لكان اوطا له فثنيناه له باربع ثنيات فلما أصبح قال: ما فرشتم لى الليلة؟ قالت قلنا هو فراشك الا انا ثنيناه باربع ثنيات قلنا هو اوطا لك قال ردوه لحالته الاولى فانه منعتنى وطائته صلاتى الليلة﴾

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا انہوں نے بتایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت کیا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روز مرہ کا بستر تھا۔ رات کو اسے چوہرا کر دیا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد میں مانع ہوئی۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى فراش رسول اللهﷺ (حديث:۳۳۱) ص، ۲۰۲،۲۰۳

حدثنا مسدد حدثنا حماد عن خالد الحذاء عن ابی قلابة ﴿عن بعض آل ام سلمة كان فراش النبی صلى الله عليه وسلم نحوا مما يوضع الانسان فی قبره و كان المسجد عند راسه﴾

حضرت ام سلمہ کے بعض گھر والوں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس طرح بچھایا جاتا جس طرح انسان قبر میں رکھا جاتا ہے آپ کے سر مبارک کے سامنے قبلہ رخ مسجد نبوی ہوتی۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: کیف یتوجه (حدیث:۵۰۴۴) ص،۷۰۹

راویوں کے احوال

☆ ابراہیم بن المنذر بن عبداللہ بن المغیرہ (م ۲۳۶ھ) ابو اسحاق الحزامی ابن حجر نے "صدوق" کہا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۱/۵۸،۵۹: میزان الاعتدال، ۱/۱۹۳)

☆ ابراہیم بن محمد بن یوسف الفریابی، ان کی کنیت "ابو اسحاق" تھی- یہ ابراہیم بن امین، ایوب بن سوید، زہیر بن عباد کثیر بن ولید اور وساج بن عقبہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے ابن ماجہ، احمد بن سیار، ولید بن حماد الرملی وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تهذيب الكمال، ۲/۱۹۲،۱۹۳)

☆ ابراہیم بن حارون البلخی، امام ترمذی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الكاشف، ۱/۵۰)

☆ ابراہیم نخعی، (م ۹۴ھ) ابو عمران کنیت، "ابراہیم" نام، فقیہ عراق لقب، پورا نسب یوں ہے- "ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود"- آپ کوفہ کے ممتاز فقیہ ہیں- علقمہ، مسروق، اسود اور ایک دوسری جماعت سے علم سیکھا- ابراہیم علم حدیث کے نقاد تھے- شہرت سے بچتے تھے- ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے- علمی بحث میں کلام نہیں کرتے تھے- (تهذيب، ۱/۱۶۰-۱۶۱، العجلی تاریخ الثقات، ص ۵۶، الكاشف، ۱/۵۰)

☆ ابن ابی فدیک، (م ۲۰۰ھ) آپ کی کنیت "ابو اسماعیل"- نام "محمد بن اسماعیل" اور لقب "محدث المدینہ" ہے- اپنے جد اعلیٰ ابو فدیک دینار کی طرف منسوب ہیں- بہت سے محدثین نے ان کو "ثقہ" ابن سعد ان کو "کثیر الحدیث" کہتے ہیں- ۹۹ سال کی عمر میں وفات پائی- (تهذيب، ۹/۶۱)

☆ ابن ابی نجیح، عبداللہ بن ابی نجیح ، (م ۱۱۲ھ) "ثقہ" ہیں- (الكاشف، ۲/۱۲۲)

☆ ابن ابی ملیکۃ احول، (م ۱۱۸ھ) آپ کی کنیت "ابوبکر"، اور "ابو محمد"، "عبداللہ" نام اور "عبید اللہ" ولدیت ہے- سلسلہ نسب: عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ بن زہیر بن عبداللہ بن جدعان"- آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ "بنو تیم" تھا- عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں مکہ مکرمہ کے قاضی تھے- آپ حرم پاک کے مؤذن بھی رہے- اپنے دادا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابن عباس ابن عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز تھے- آپ بہت قادر الکلام، فصیح و بلیغ خطیب ہیں- آپ کی ثقاہت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے- (الكاشف ۲۰/۹۵)

☆ ابن جریج، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، فقیہ ہیں- "ثقہ فاضل" ہیں- (تقريب، ۲/۴۸۲)

☆ ابن عجلان (م ۱۴۸ھ): ان کا اصل نام "محمد" تھا- محدثین نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تقريب، ۲/۵۳۹)

☆ ابن وهب، عبداللہ بن وهب بن مسلم، ابو محمد، کثیر العلم، ثقہ، رجل صالح اور صاحب آثار تھے- (رجال صحيح البخاري، ۱/۴۳۲)

☆ ابو احمد الزبیری، (م۲۰۳ھ) ان کا اصل نام "محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر بن درھم الاسدی" ہے- کوفہ کے رہنے والے ہیں- "ثقہ" ہیں- (التاریخ الکبیر ۱/۱۳۵، ۱۳۶، تقریب، ۲/۵۲۸)

☆ ابو الخطاب زیاد بن عیسیٰ البصری، (م۲۵۴ھ) "ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۱/۲۶۲، تقریب، ۱/۲۷۰)

☆ ابو الولید عبداللہ بن الحارث، کنیت "ابن سیرین" تھی اور یہی ان کا نام تھا- بصرہ کے رہنے والے تھے محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تقریب، ۱/۲۸۳)

☆ ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری، (م۱۰۴ھ) ان کا اصل نام "عامر" تھا- "حارث" بھی کہا گیا ہے- آپ لائق اعتماد امام اور نامور فقیہ ہیں- آپ بہت بڑے عالم اور بہت بڑے حدیث بیان کرنے والے ہیں- "ثقہ" ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۴۸۵، تقریب ۲/۶۹۶: الکاشف، ۳/۲۷۳)

☆ ابو جعفر محمد بن علی الباقر، (م۱۸۸ھ) ۵۶ھ میں پیدا ہوئے- "ثقہ اور کثیر الحدیث" ہیں- (الکاشف، ۳/۷۱)

☆ ابو جناب الکلبی، یحییٰ بن ابی حیۃ، (م۱۴۷ھ) محدثین کا کہنا ہے- "لیس بالقوی"- ان پر تدلیس کا الزام ہے- (الکاشف، ۱/۲۲۳)

☆ ابو حفص عمرو بن علی الفلاس، (م۲۳۷ھ) ان کا اصل نام تو "عمرو بن علی" تھا- مگر اپنی کنیت "ابو حفص" سے زیادہ مشہور ہوئے- امام نسائی نے ان کو "ثقہ، صاحب حدیث اور حافظ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۲/۱۶۴-۱۶۵)

☆ ابو عمرو شعبی ہمدانی، (م۱۰۳ھ) آپکا نام "عامر بن شرجیل" ہے- کوفہ کے رہنے والے ہیں اور شعب ہمدان سے تعلق رکھتے ہیں- حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ۱۷ھ میں پیدا ہوئے- آپ فقہ حدیث میں امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے- حفظ و اتقان میں بے نظیر تھے- آپ امام ابو حنیفہ کے سب سے بڑے استاد ہیں- (الکاشف، ۲/۴۹)

☆ ابو قلابہ، عبداللہ بن زید بن عمر الجرمی، (م۱۰۵ھ) آپ کا اصل نام عبداللہ بن زید بن عمر ہے عرب کے قبیلہ "بنو جرہم" سے تعلق تھا- بصرہ کے رہنے والے چوٹی کے علماء میں سے ایک ہیں ان کو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا- مشہور امام اور کثیر الحدیث ہیں- (السیوطی، طبقات الحفاظ، ص، ۴۳: الکاشف ۲/۷۹ تھذیب الکمال، ۱۰/۱۵۵-۱۵۹)

☆ ابو معاویہ، محمد بن خازم الضریر الکوفی، (م۱۹۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابو معاویہ، (م۱۹۵ھ) ان کا اصل نام محمد بن خازم التیمی تھا- ابو معاویہ کے نام سے مشہور تھے-

عاصم الاحول، ابراہیم بن طہمان، بشار ابن کدام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں امام نسائی نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- جبکہ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۵/۱۲۳-۱۳۳)

☆ ابونعیم الفضل بن دکین، (م۲۱۹ھ) حافظ، آل طلحہ کے موالی ہیں- ''ثقہ'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۳، الکاشف، ۲/۳۲۸)

☆ ابوالیمان حکم بن نافع بہرانی حمصی، (م۲۲۲ھ) آپ حمص کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں- ۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے- ماموتی دور کے سرکردہ محدثین میں سے تھے- ان کی احادیث سب کتابوں میں مذکور ہیں- حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو، ارطاۃ بن منذر، عفیر بن معدان جیسے علماء سے حدیث کا سماع کیا- (میزان الاعتدال، ۲/۳۴۷-۳۴۹: تقریب، ۱/۱۳۵)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، (م۲۳۵ھ) دیکھیے صفحہ نمبر ۱۷۷

☆ ابوبکر بن عیاش بن سالم الاسدی الکوفی، ان کا اصل نام ''محمد یا عبداللہ'' تھا- صدوق اور صاحب قرآن و خیر تھے- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۴/۴۹۲-۴۹۴)

☆ ابی الجوزاء، (م۱۳۳ھ) ان کا نام ''اوس بن عبداللہ الربعی'' تھا- بصرہ کے رہنے والے تھے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (تقریب، ۱/۶۱، التاریخ الکبیر، ۲/۱۵)

☆ ابی الضحی (م۱۰۰ھ): ان کا اصل نام ''مسلم بن صبیح'' تھا- اپنی کنیت ''ابی الضحی'' سے مشہور تھے- کوفہ ان کا وطن تھا- محدثین نے ان کو ''ثقہ فاضل'' کہا ہے- عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں وفات پائی- (تقریب ۲/۵۸۲، التاریخ الکبیر، ۷/۱۴۲، الطبقات الکبری، ۶/۵۰۴)

☆ ابی العلائ العبدی، ھلال بن خباب (م۱۴۴ھ): ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۳/۲۰۰: تھذیب الکمال، ۳۰/۳۳۰)

☆ ابی سلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف (م۱۰۴ھ): آئمہ میں ان کا شمار کیا جاتا ہے- ''تابعی'' اور ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۳/۳۰۲، تاریخ الثقات، ص، ۴۹۹)

☆ ابی عطیہ الوادعی الھمدانی الکوفی، ان کا نام ''مالک بن عامر'' تھا- ''ثقہ'' ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۱۲/۱۵۲-۱۵۳)

☆ ابی قلابہ، ان کا اصل نام عبداللہ بن سوادۃ بن حنظلہ العشیری تھا- یہ ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/۸۴)

☆ ابی یزید المکی، یہ عبیداللہ کے والد ہیں اور یہ عمر بن خطاب سباع بن ثابت اور ام ایوب انصاریہ سے روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۱۲/۲۸۰-۲۸۱)

☆ احمد بن رجائی، (م۲۳۲ھ) ان کا اصل نام ''عبداللہ بن ایوب'' تھا اور کنیت ''ابوالولید'' تھی-

حدیث کی سماعت انہوں نے یحییٰ بن سعید القطان اور نضر بن شمیل وغیرہ سے کی- "ثقہ" ہیں- (رجال صحیح بخاری، ۱/۳۸-۳۷)

☆ احمد بن منیع البغوی، الحافظ، ابو جعفر الاصم، (م۲۴۴ھ) صاحب المسند ہیں- "ثقہ حافظ" ہیں- (الکاشف، ۱/۶۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحافظ، (م۲۳۸ھ) کنیت "ابومحمد" تھی، ثقہ حافظ اور مجتہد ہیں- (میزان الاعتدال ۱/۳۳۳: تقریب- ۱/۴۱)

☆ اسحاق بن موسیٰ الخطمی، (م۲۴۴ھ) ان کا تعلق انصار سے تھا- "ثقہ متقن" ہیں- (الکاشف ۱/۱۱۴)

☆ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی، (م۱۶۲ھ) آپ کی کنیت "ابو یوسف" ہے- آپ کوفہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث، حجت، صالح، خاشع اور علم کا خزانہ تھے- یہ عالم باعمل اور انتہائی صالح تھے- (الطبقات الکبریٰ، ۶/۵۳۹)

☆ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الأسدی، (م۱۹۳ھ) ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے- ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں ان کا تعلق کوفہ سے تھا- یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ وہ "ثقہ، مامون، صدوق اور متقی" ہیں- (تھذیب الکمال، ۳/۲۳-۳۲)

☆ اسماعیل بن خلیل الخزاز، (م۲۲۵ھ) کنیت "ابوعبداللہ" تھی- کوفہ کے رہنے والے تھے- "ثقہ" ہیں- علی بن مسہر، یحییٰ بن زکریا وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (التاریخ الکبیر، ۱/۳۳۰، ۳۳۱، تقریب ۱/۵۰)

☆ اسماعیل بن علیہ بصری، (م۱۹۳ھ) آپ کی کنیت "ابو بشر" اور نام "اسماعیل بن ابراہیم" ہے- "علیہ" ان کی والدہ کا نام ہے- بصرہ کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور چوٹی کے پختہ کار عالم ہیں- آپ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے- محدثین نے ان کو "ثقہ- متقی پرہیز گار اور سید المحدثین" کہا ہے- آپ ذیعقدہ میں فوت ہوئے- (الکاشف، ۱/۶۹)

☆ اسود بن یزید نخعی، (م۷۵ھ) آپ کی کنیت، "ابوعمرو" اور "اسود بن یزید" نام ہے- سلسلہ نسب، "ابوعمرو اسود بن یزید بن قیس نخعی" ہے- آپ بہت بڑے فقیہ، عابد، زاہد، کوفہ کے عالم- حضرت علقمہ کے بھتیجے- نامور فقیہ ابراہم نخعی کے ماموں اور عبدالرحمان بن یزید کے بھائی ہیں- حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، بلالؓ اور دیگر صحابہ سے علم حاصل کیا- کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے لوگ ان کو جنتی کہتے تھے- (الاستعیاب، ۱/۱۸۵: تاریخ الثقات، ص ۶۷-۶۸)

☆ الاعرج مدنی، (م۱۱۷ھ) آپ کی کنیت ''ابوداؤد اور نام عبدالرحمٰن بن ہرمز'' ہے- کاتب مصاحف ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولی ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے ہیں- حضرت ابوہریرہؓ- ابوسعید خدری، عبداللہ سے علم حدیث حاصل کیا- آپ ''ثقہ، ثبت، عالم اور معلم قرآن'' تھے- (الکاشف، ۱۶۷/۲)

☆ الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی، (م۲۶۰ھ) فقیہ تھے- امام نسائی نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۲۵۹/۱)

☆ الفضل بن موسیٰ، ابوعبداللہ الیسنانی، (۱۹۱ھ) ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے- ''ثقہ ثبت'' (رجال صحیح البخاری، ۶۰۶/۲)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر اسدی حمیدی، (م۲۱۹ھ) کنیت ''ابوبکر'' ہے مکہ معظمہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور فقیہ ہیں- امام شافعی کے کبار تلامذہ میں سے ہیں- کبار آئمہ دین میں شمار ہوتا ہے- مکہ معظمہ میں وفات پائی- (الکاشف ۷۷/۲)

☆ انس بن عیاض، (م۲۰۰ھ) آپ کی کنیت ''ابوحمزہ'' ہے- مدینہ منورہ کے رہنے والے قابل اعتماد عالم ہیں- ۱۰۴ھ میں پیدا ہوئے- ابوحازم، اعرج، صفوان بن سلیم، ہشام بن عروہ اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا' ان کے شہر میں عالی سند ان پر ختم تھی- امام ابوزرعہ اور امام نسائی کہتے ہیں- ''لابأس بہ'' - (تاریخ اسماء الثقات ص، ۴۷، تقریب، ۶۰/۱۰، الطبقات الکبریٰ، ۳۰۷/۵)

☆ ایوب بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعۃ انصاری، ابن حبان نے ان کا ذکر ''ثقات'' میں کیا ہے- (تہذیب، ۴۰۶/۱، الکاشف- ۹۴/۱)

☆ ایوب سختیانی، (م۱۳۱ھ) آپ کی کنیت ''ابوبکر''، ''ایوب'' نام اور آپ کے والد کا اسم گرامی ''ابوتمیمہ کیسان'' ہے- سلسلہ نسب: ''ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان'' ہے- آپ بصرہ کے رہنے والے نامور محدث اور چوٹی کے عالم ہیں- آپ آزاد شدہ غلام ہیں- علی بن مدینی کے مطابق آپ ''۸۰۰'' احادیث روایت کرتے ہیں- ابن سعد کے مطابق آپ ''ثقہ'' حدیث میں پختہ کار، جامع الصفات، کثیر العلم عادل اور حجت ہیں- طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر ۶۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا- (الکاشف، ۹۲/۱، ۹۳، الطبقات الکبریٰ، ۱۲۶/۷)

☆ بدیل العقیلی ابن میسرۃ البصری، (م۱۲۵ھ) ''ثقہ'' ہیں- بدیل اور عبداللہ رومی نے ایک ہی دن وفات پائی- (التاریخ الکبیر، ۱۲۴/۲، ۱۲۵)

☆ بشر بن السری البصری، ابوعمر، (م۱۹۵ھ) مکہ کے رہنے والے تھے اور ان کا نام ''الأخوۃ'' تھا- یہ ابراہیم بن طہمان، ابراہیم بن مھدی، ابراہیم بن یزید اور سفیان ثوری و عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے

ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۲۲/۴-۱۲۵)

☆ بکر بن جعفر بن محمد بن حکیم بن سلیمان، (م۱۷۴ھ) ان کی کنیت "ابو محمد یا ابو عبدالملک" تھی- ربیعہ بن شرحبیل کے آزاد کردہ غلام تھے- ۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۴ھ میں وفات پائی- بے حد عبادت گزار تھے- محدثین نے انہیں "ثقہ" شمار کیا ہے- (الطبقات الکبریٰ، ۲۳۹/۷: تھذیب، ۴۴۶/۱)

☆ بکر بن سوادۃ بن ثمامہ الجذامی، (م۱۲۸ھ) فقیہ اور مفتی تھے- ابن سعد نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۲۱۴/۴-۲۱۶)

☆ ثابت ابی حمزۃ الثمالی، ان کا اصل نام، "ثابت بن ابی صفیۃ" تھا- کوفہ کے رہنے والے تھے- عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو "ضعیف الحدیث" اور ابوزرعہ نے "لین" جبکہ امام نسائی نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- منصور کے زمانے میں وفات پائی- (الکاشف، ۱۱۱/۱، تھذیب الکمال، ۴۰۶/۱)

☆ ثور بن یزید الکلاعی: کنیت "ابو خالد" تھی- وہ خالد بن معدان، مکحول اور راشد بن سعد سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (الجرح والتعدیل، ۴۶۸/۲، ۴۶۹)

☆ جعفر بن بردالراسبی، ابو حاتم ان کے بارے میں لکھتے ہیں- "یکتب حدیثہ" (الکاشف، ۱۲۸/۱)

☆ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث المخزومی، (م۲۰۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۱۸۰/۲، تقریب ۹۰/۱۰)

☆ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی، (م۱۴۸ھ) ۸۰ھ میں پیدا ہوئے- یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" جبکہ عباس نے ان کو "مامون" قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷۴/۵-۹۷: الکاشف، ۱۳۰/۱)

☆ حجاج بن محمد، الاعور الحافظ، (م۲۰۶ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ ثبت" کہا ہے- (الکاشف ۲۳۵/۱-۲۳۶)

☆ حسن بن عبدالعزیز الجزامی المصری، (م۲۵۷ھ) فضل اور زہد میں لاثانی تھے (الکاشف، ۱۶۳/۱)-

☆ حفص بن عمر بن الاحارث بن سنجرۃ الازدی النمری، بنی عدی کے مولیٰ تھے- یہ شعبہ، بن سعد، ھشام بن عبداللہ، ھمام، اَبی عوانہ ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابو حاتم نے ان کو "صدوق متقن" اور بعض محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تھذیب ۳۶۵/۲: تقریب ۱۳۱/۱)

☆ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ.........ابو عمر الکوفی، (م۱۹۴ھ) بغداد کے قاضی تھے- حدیث کے عالم تھے- یحییٰ بن معین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- یہ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- اور جب وفات پائی- اس

وقت وہ "امیر الکوفہ" تھے- فضل بن عباس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی- (تهذيب الكمال، ۵۶/۷-۶۹، الكاشف، ۱۸۰/۱)

☆ حماد بن زید بن درہم الامام ابو اسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) بہترین "حافظ اور فقیہ" تھے- (الكاشف، ۱۸۷/۱، ۱۸۸)

☆ حنش بن عبداللہ السبائی: انہوں نے فضالہ بن عبید وغیرہ سے سماعت کی ہے- "ثقہ" ہیں- (كتاب الجمع بن رجال الصحيحين ۱۱۷/۱)

☆ حنظلہ بن ابی سفیان بن عبدالرحمٰن بن صفوان، (م۱۵۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (الكاشف، ۱۹۶/۱: تهذيب الكمال، ۴۴۳/۷-۴۴۷)

☆ حیوۃ بن شریح مصری، (م۱۵۸ھ) آپ کی کنیت "ابوزرعہ" ہے- آپ مصر کے رہنے والے محدثین کے پیشوا اور دیار مصر کے شیخ ہیں- خشیت الٰہی سے ہر وقت روتے رہتے تھے- مستجاب الدعوات تھے- (الكاشف، ۱۹۸/۱)

☆ خالد بن معدان، (م۱۰۳ھ) آپ کی کنیت "ابوعبداللہ" ہے- عرب کے قبیلہ بنو کلاع کی طرف منسوب ہیں- حمص میں رہتے تھے اور اپنے وقت میں شہر کے سب سے بڑے عالم تھے- حضرت ثوبان، معاویہ، ابوامامہ، مقدام بن معدی کرب، جبیر بن نضیر اور دوسرے متعدد اہل علم سے علم حاصل کیا- یہ روز ۷۰ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے- آپ "ثقہ اور قابل اعتماد" ہیں- لیکن تدلیس اور ارسال کے عادی تھے- ۱۰۳ھ میں روزے کی حالت میں یزید بن عبدالملک کے دور میں وفات پائی- (التاريخ الكبير، ۱۵۸/۳، ۱۵۹: الطبقات الكبرى، ۲۱۴/۷)

☆ خالد بن مہران الحذا ابو المنازل البصری، (م۱۴۱ھ) انہوں نے انس بن مالک کو دیکھا تھا محدثین نے "ثقہ ثبت" قرار دیا ہے- (تهذيب الكمال، ۱۷۷/۸-۱۸۱)

☆ خیثمہ بن ابی خیثمہ البصری، بصرہ کے رہنے والے ہیں- وہ حسن سے روایت کرتے ہیں- ان سے اعمش اور منصور روایت کرتے ہیں- ان حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (میزان الاعتدال، ۴۶۳/۲، التاریخ الکبیر، ۱۹۰/۳)

☆ دحيبة بنت علية العنبرية، یہ اپنی دادی حرملہ اور اپنی والدہ "قیلہ" سے روایت کرتی ہیں- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (الكاشف، ۴۸۷/۳)

☆ ربیعہ الجرشی، بعض لوگوں نے ان کو صحابی کہا ہے اور بعض نے اس سے انکار کیا ہے- شام سے ان کا تعلق تھا- ان سے خالد بن معدان نے روایت کی ہے- اور کہا جاتا ہے کہ معاویہ کے زمانہ میں فقیہ تھے- (الجرح

والتعدیل، ۳/۲/۷۲۴-۷۳-۴۷۴: التاریخ الکبیر، ۳/۲۸۱)

☆ زکریا بن ابی زائدہ الھمدانی، (م۱۴۹ھ) الوادعی، الحافظ، یہ شعبی اور سماک سے جبکہ ان سے القطان، ابونعیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ محدثین نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ ''ثقہ وکان یدلس'' (الکاشف، ۱/۳۷۷)

☆ سعید بن ابی عروبۃ، (م۱۵۷ھ) کنیت ''ابوالنضر'' تھی۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ''ثقہ'' تھے۔ (تقریب، ۱/۲۱۰)

☆ سعید بن عامر الضبعی، (م۱۲۲ھ) ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے یہ یونس بن عبید، حبیب بن شہید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت نیک انسان تھے۔ ابن معین نے ''ثقہ مامون'' قرار دیا ہے۔ (الکاشف، ۱/۴۲۷، تقریب، ۱/۲۹۱)

☆ سفیان بن عیینہ، (م۱۹۸ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' ہے۔ ضحاک بن مزاحم کے بھائی محمد مزاحم کے موالی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے بڑے عالم، شیخ الاسلام اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے آپ امام، حجت، حافظ حدیث، وسیع العلم اور جلیل القدر انسان تھے۔ ۷۰ حج کیے۔ رجب میں وفات پائی اور حجون میں دفن کئے گئے۔ (الطبقات الکبریٰ، ۵/۳۳۳)

☆ سفیان ثوری، (م۱۶۱ھ) آپ کی کنیت، ''ابوعبداللہ'' ہے۔ سلسلہ نسب: ''ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری'' ہے۔ کوفہ کے نامور فقیہ اور سیّد الحفاظ ہیں۔ امام شعبہ یحییٰ بن معین اور محدثین کی ایک جماعت نے آپ کو ''امیر المومنین فی الحدیث'' کا خطاب دیا ہے۔ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ نو عمری میں علم حاصل کیا۔ آپ کے والد کوفہ کے نامور عالم تھے۔ حق بات کہنے اور حکام پر تنقید کرنے میں بے حد بے باک تھے۔ (تاریخ الثقات، ص ۱۹۰، ۱۹۱، تقریب، ۱/۲۱۶)

☆ سلام بن ابی مطیع ابوسعید، (م۱۶۴ھ) عمر بن ابی وھب الخزاعی کے موالی ہیں۔ احمد اور ابوداؤد نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابن عدی نے ان کو ''لیس بمستقیم الحدیث'' کہا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۱/۳۳۲)

☆ سھل بن ابی سھل الرازی: ان کا اصل نام سھل بن زنجلۃ تھا۔ ابو حاتم نے ان کو ''صدوق'' کہا ہے۔ (الکاشف-۱/۳۲۵، تھذیب الکمال ۱۲/۱۸۶، ۱۸۷)

☆ شعبہ بن حجاج بن ورد واسطی، (۱۶۰ھ) آپ کی کنیت ''ابوبسطام'' اور نام ''شعبۃ بن حجاج'' ہے۔ ''بنوازد'' کے ساتھ نسبت ولاء کی وجہ سے ازدی کہلاتے ہیں۔ آپ حجت اور نامور حافظِ حدیث ہیں۔ امام حسن بصری سے بہت سے مسائل سیکھے اور معاویہ بن قرہ، عمرو بن مرہ، حکم، انس بن سیرین، قتادہ وغیرہ سے علم حاصل

کیا- آپ سے دو ہزار احادیث مروی ہیں- سفیان ثوری انہیں ''امیر المومنین فی الحدیث'' قرار دیتے ہیں- (التاریخ الکبیر ۴/۲۰۴)

☆ شعیب بن ابی حمزۃ الحمصی الکاتب، (م۱۶۲ھ) آپ کی کنیت ''ابو بشر'' ہے- بنوامیہ کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے اموی کہلاتے ہیں-فنِ حدیث میں حجت اور اسکو بہت ضبط کرنے والے ہیں- آپکا حافظہ بہت قوی اور تحریر بڑی پسندیدہ تھی- ان کی حدیث صحاح ستہ کی سب کتابوں میں موجود ہے-(الطبقات الکبری، ۲۱۹/۷، تھذیب الکمال، ۳۷۰/۸)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن التیمی، (م۱۶۴ھ) ابو معاویہ ''کوفہ'' کے رہنے والے تھے بعد میں ''بغداد'' میں آ گئے- ''ثقہ اور صاحب کتب'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۵۹۲/۱۲- ۵۹۶، الکاشف، ۱۵/۲)

☆ طلحہ بن یحییٰ بن النعمان بن أبی عیاش: ان کا لقب ''الزرقی''، ''الانصاری اور المدنی'' تھا- امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی ونسائی نے ان سے روایت کیا ہے- محدثین نے ان کو "صدق یھم" کہا ہے- (موسوعۃ رجال الکتب التسعۃ، ۲۰۸/۲)

☆ عابس بن ربیعہ النخعی، محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (الکاشف، ۴۴/۲)

☆ عاصم الاحول، (۱۴۲ھ) ان کا اصل نام ''عاصم بن سلیمان'' تھا- ''ابوعبدالرحمٰن'' کنیت تھی- مدائن کے ''قاضی'' بھی رہے- انہوں نے انس بن مالک، شعبی، محمد بن سیرین وجعفر بنت سیرین وغیرہ سے روایت کی ہے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (رجال صحیح بخاری، ۵۶۰/۲)

☆ عباس بن عثمان الدمشقی، (م۲۲۳ھ) معلم تھے اور ''ثقہ'' ہیں- (تھذیب، ۲۹۱/۲، ۲۹۲، الکاشف، ۶۰/۲)

☆ عبد بن حمید، ابو محمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا نام عبدالحمید تھا- حافظ اور صاحب تصانیف ہیں- ''ثقہ حافظ'' ہیں- (الکاشف، ۲۲۵/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابراہیم، ابوسعید الدمشقی (م۲۴۵ھ): فلسطین اور اردن کے قاضی تھے- ''حجۃ'' ہیں- (الکاشف، ۱۳۷/۲)

☆ عبدالرحمٰن بن ابی زناد بن عبداللہ بن ذکوان، (م۱۷۴ھ) کنیت ''ابو محمد'' اور مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں- اپنے والد کے علاوہ عمرو بن ابی عمرو سہل بن صالح- ہشام بن عروہ اور ان کے طبقہ سے علم حدیث حاصل کیا- آپ مفتی اور فقیہ بھی تھے- امام نسائی پر اہل السنن نے ان سے حجت پکڑی ہے- بغداد میں وفات پائی- (تھذیب، ۱۷۰/۶-۱۷۳، الدار القطنی، اسماء التابعین ومن بعدھم، ۴۴۱/۱)

☆ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ الانصاری، ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ''ثقہ مشہور'' اور ''کثیر الحدیث'' ہیں۔ (ذکر اسماء التابعین، ۲۱۲/۱، الکاشف، ۱۵۹/۲، التاریخ الکبیر، ۱۹۹/۵)

☆ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ابوبکر الحمیری، (م۲۱۱ھ) بہت بڑے عالم تھے۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۴۹۶/۲)

☆ عبداللہ بن الحسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، (م۱۴۵ھ) یہ اپنے والد، والدہ فاطمہ بنت الحسین سے روایت کرتے ہیں۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (الکاشف، ۷۱/۲)

☆ عبداللہ بن بریدہ، بن الحصیب الأسلمی، (۱۲۵ھ) مرو کے ''قاضی اور عالم'' ہیں۔ ''ثقہ'' ہیں۔ (الکاشف ۲۰/۶۶)

☆ عبداللہ بن حسان التیمی، ابوالجنید العنبری، ''مقبول اور ثقہ'' ہیں۔ (تقریب، ۳۸۸/۱)

☆ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عدوی عنزی، کنیت ''ابو عبدالرحمٰن تھی۔ والدہ ''دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب''۔ ہجرت کے چار سال بعد مکہ میں پید ہوئے۔ ۷ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ القضاء کے لیے مکہ تشریف لائے تو یہ تین سال کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں کھجور چبا کر اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈالا اور دعا کی۔ عبداللہ انتہائی شریف، سخی کریم اور بہت مال و اولاد والے تھے۔ ان کی وفات معاویہ کی خلافت سے ایک سال پہلے ہوئی۔ (الطبقات الکبری، ۲۳/۵-۲۶، التاریخ الکبیر، ۳۳۱/۴)

☆ عبداللہ بن عباس، (م۶۸ھ) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور قرآن حکیم کی تفسیر کا علم سکھائے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا، ''عبداللہ بن عباس قرآن کے بڑے اچھے مفسر ہیں۔ اگر ہماری عمر کے ہوتے تو علم دین میں کوئی ان کا مقابلہ کر سکتا۔ بصرہ میں امیر بن کر گئے تو وہاں قد و قامت، جمال و کمال، علم و ادب اور فنِ خطابت میں ان کا ہمسر کوئی عربی نہ تھا۔ ان کا ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور کہا'' آج دنیا سے اس امت کا عالم ربانی اٹھ گیا ہے''۔ (الاستیعاب، ۶۶/۳-۷۱، تھذیب، ۲۴۵/۵-۲۴۸)

☆ عبداللہ بن عمر بن خطاب، (م۷۴ھ) ام المومنین حفصہؓ کے حقیقی بھائی تھے اور مشہور فقیہ اور علم و فضل میں بلند پایہ تھے۔ غزوۂ خندق اور بیعت الرضوان میں شریک تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور ان کی نیکوکاری اور صلاحیت کی شہادت دی تھی۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوانہ وار اتباع کرتے تھے۔ آپؓ کے بارے میں حضرت جابرؓ فرماتے تھے۔ بجز عبداللہ بن عمر ہم میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسے دنیا

نے اپنی طرف مائل کیا ہو اور وہ اس کی طرف مائل نہ ہوا ہو-(تذکرة الحفاظ ۱/۳۷: تاریخ الصحابة، ص ۱۴۹)

☆ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب الھاشمی، ان کی کنیت "ابو محمد" تھی- "ابن عقیل" کے نام سے مشہور ہیں- والدہ کا نام "زینب بنت علیؓ" تھا- کثیر العلم تھے- اپنے والد، ابن عمرؓ، انسؓ، جابرؓ اور ربیع بنت معوذ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں-(لسان المیزان، ۹/۴۷۸، التاریخ الکبیر، ۵/۸۴، تقریب، ۱/۳۱۲، تھذیب، ۶/۱۵)

☆ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب، ابو عبدالرحمٰن، (م۲۲۱ھ) "ثقہ" ہیں-(الکاشف، ۲/۱۱۷)

☆ عبداللہ بن میمون بن داؤد القلاح القرشی: امام بخاری ان کو "ذاھب الحدیث" ابوزرعہ "واھی الحدیث" اور ترمذی "منکر الحدیث" کہتے ہیں-(تھذیب الکمال، ۱۶/۱۹۹، ۲۰۰)

☆ عبداللہ بن یحییٰ بریلسی، (م۲۱۲ھ) مصر کے ساحلوں کے قریب ایک بستی "برلس" تھی- اس وجہ سے انہیں "بریلسی" کہا جاتا تھا- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا-(الکاشف ۲/۱۲۷، رجال صحیح للبخاری، ۱/۴۳۴)

☆ عبداللہ بن یزید بن الصلت الشیبانی، ابوزرعہ نے انہیں "منکر الحدیث" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "متروک الحدیث" قرار دیا ہے- نسائی نے ان کو "ضعیف" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۶/۳۰۴-۳۰۵)

☆ عبداللہ بن یوسف التنیسی، (م۱۹۹ھ) کنیت "ابو محمد الکلاعی" تھی- دمشق کے رہنے والے تھے انہوں نے سعید بن، مالک، لیث، یحییٰ بن حمزہ وغیرہ سے روایت کیا ہے- امام بخاری کہتے ہیں- کان من اثبت الشامیین ابو حاتم اور ابو یونس وغیرہ نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- ان کی وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی-(التاریخ الکبیر ۵/۱۲۹، سیئر اعلام النبلاء، ۱/۳۵۸، ۳۵۷)

☆ عبدالمؤمن بن خالد الحنفی: "مرو" کے قاضی تھے- "صدوق" ہیں- (الکاشف، ۲/۱۹۱)

☆ عبدالواحد بن زیادہ، ابو بشر العبدی، (۱۷۹ھ) تفصیل کے لیے دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عبدالوھاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، "مقبول" ہیں- ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے-(تقریب، ۱/۴۸۹)

☆ عبدان: عبداللہ بن عثمان بن جبلہ (۲۲۱ھ): "ثقہ" ہیں-(فتح الوھاب، ص ۹۴)

☆ عبدة بن سلیمان کلابی کوفی، (م۱۸۸ھ) آپ کی کنیت "ابو محمد" ہے کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں- آپ نے عاصم احول، ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا- ابن سعد اور امام احمد بن حنبل نے ان کو "ثقہ" اور قابل اعتماد قرار دیا ہے- ابن سعد

کے مطابق ۳ رجب میں ان کا انتقال ہوا- (الطبقات الکبری، ۶/۵۴۶، ۵۴۷، التاریخ الکبیر، ۳۷۷/۵)

☆ عبیداللہ بن ابی یزید، (م۲۲۶ھ) یہ آل فارظ بن شیبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں- وہ ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، حسین بن علی- اپنے والد ابی یزید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن المدینی، ابن معین، نسائی نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابن سعد نے ان کو ''کثیر الحدیث'' کہا ہے- (تھذیب، ۷/۵۶، ۵۷)

☆ عبیداللہ بن عبداللہ بن الاصم العامری: محدثین نے ''مقبول'' کہا ہے- انہوں نے یزید بن الاصم سے اور ان سے مروان نے روایت کی ہے- (التاریخ الکبیر ۵/ ۲۴۱)

☆ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الھذلی المدنی، (م۹۸ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور نام ''عبیداللہ'' ہے- آپ نابینا ہونے کے باوجود چوٹی کے عالم اور مدینہ منورہ کے فقہاسبعہ کے ممتاز رکن ہیں- فقہ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے- آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اتالیق ہیں- (التاریخ الکبیر، ۵/ ۲۴۰: الجرح والتعدیل، ۵/۳۱۹)

☆ عبیداللہ بن موسیٰ، ابو محمد: ''صدوق'' ہیں: شیعہ تھے- محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تاریخ الثقات، ص، ۳۱۹)

☆ عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، (م۱۴۵ھ) ابو عثمان القرشی، مشہور فقیہ تھے اور ''ثقہ'' ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۱/۴۶۶)

☆ عبیدہ بن حمید الکوفی، (م۱۰۹ھ) محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۲/۲۱۱)

☆ عثمان بن جبلہ بن ابی رواد العتکی المروزی: ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/۲۱۶)

☆ عطائ بن یسار، ابو محمد المدنی، (م۱۰۳ھ) کبار تابعین میں سے تھے- حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں- ''ثقہ فاضل صاحب مواعظ وعبادۃ'' (تقریب، ۲/۳۷، الکاشف، ۲/۳۰۸-۳۰۹)

☆ علی بن حجر، ابوالحسن المروزی السعدی، (م۲۴۴ھ) مرو کے رہنے والے ''حافظ'' ہیں- ''ثقہ اور مامون ہیں''- (التاریخ الکبیر، ۶/۲۷۲، الکاشف ۲/۲۴۴)

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی، ابوالحسن ابن المدینی البصری، (۲۳۴ھ) بصرہ میں پیدا ہوئے- صاحب التصانیف ہیں- (تھذیب الکمال، ۲۱/۵-۳۵، الکاشف، ۲/۲۵۱، رجال صحیح البخاری، ۲/۵۳۱)

☆ علی بن مسہر کوفی، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' ہے- نامور حافظِ حدیث اور شہر موصل کے

قاضی ہیں- فقہ اور حدیث کے جامع عالم اور "ثقہ" ہیں- آخری عمر میں نابینا ہو گئے- (تقریب، ۱۹/۱، ۴، الکاشف، ۲/۲۵۷)

☆ علی بن میمون الرقی العطار، (م ۲۴۶ھ) یہ ابن عینیہ اور ابی معاویہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور "ثقہ" ہیں- (الکاشف ۲/۲۵۸)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب بن عبداللہ الانصاری، (م ۱۴۷ھ) قاری، فقیہ اور مفتی تھے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال ۲۱/۵۷۰-۵۷۷)

☆ عمارہ بن عمیر الیتمی: "ثقہ" ہیں- سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی- (الکاشف: ۲/۳۴۶)

☆ عمرو بن حفص بن غیاث بن طلق، ابو حفص الکوفی، (م ۲۲۲ھ) یہ اپنے والد "حفص بن غیاث اور سکین بن مکمر، عبداللہ بن ادریس اور ابی بکر بن عیاش" سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری مسلم، ابراہیم بن یعقوب، محمد بن عثمان بن کرام وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ابوحاتم نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۱/۳۰۴-۳۰۶)

☆ عنبسہ بن عبدالرحمٰن بن عنبسہ بن سعید، ابو زرعہ نے ان کو "واھی الحدیث" اور "منکر الحدیث" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "متروک الحدیث" جبکہ ازدی نے ان کو "کذاب" کہا ہے- (تھذیب، ۳/۳۳۳، ابن حبان البستی، کتاب المجروحین ۲/۱۷۰-۱۷۱)

☆ فروہ بن نوفل الاشجعی،، صحابی ہیں- ابن عبدالبر کے مطابق یہ خوارج میں سے ہیں- (الکاشف، ۲/۳۲۶)

☆ فلیح بن سلیمان، (م ۱۶۸ھ) ان کا نام "عبدالملک" جبکہ لقب "فلیح" ہے- ابن معین ابو حاتم اور امام نسائی کہتے ہیں- "لیس بالقوی"- بعض نے ان کو "کثیر الخطا" کہا ہے- (تھذیب، ۳/۶۰۳، الکاشف، ۲/۳۳۲-۳۳۳)

☆ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، (۱۰۸ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۲

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ الثقفی، انہیں بھی ابورجاء کہا جاتا ہے کہ اس کا نام "یحیٰی بن سعید" جبکہ "قتیبہ" لقب تھا- محدثین نے ان "کو صدوق اور ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۲۳/۵۲۳-۵۳۳)

☆ لیث بن سعد مصری، (م ۱۷۵ھ) آپ کی کنیت "ابوالحارث" ہے- بنوفہم کے ساتھ تعلق ولاء رکھتے ہیں- آپ مصر کے رہنے والے نامور اور بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں- آپ دیارِ مصر کے شیخ، عالم اور رئیس تھے- عطا بن ابی رباح، نافع عمری، ابن ابی ملیکہ، زہری، مشرح، بن ہامان، جعفر بن ربیعہ اور دوسرے بہت سے لوگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا- آپ فنِ حدیث کے "امام"، "حجت" اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں- آپ نے جمعرات نصف شعبان میں وفات پائی- (میزان الاعتدال، ۵/۵۱۶-۵۱۷، تقریب، ۲/۴۹۷)

☆ مالک بن اسماعیل ابوغسان النھدی، مشہور ''ثقہ امام'' ہیں- کوفہ کے رہنے والے تھے- بے حد عبادت گزار تھے-
(میزان الاعتدال، ۶/۴)

☆ مالک بن انس، (م۱۷۹ھ) آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ''، نام ''مالک'' اور لقب ''دارالہجرہ'' ہے- سلسلہ نسب ''ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث'' .... ہے- آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور امتِ مسلمہ کے نامور فقیہ ہیں- آپ سے نافع، مقبری، نعیم، محمد، زہری، ابن المنکدر، عبداللہ بن دینار وغیرہ نے علم حدیث حاصل کیا- آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے- آپ میں روشن دماغی، فہم و فراست، وسعتِ علم، دیانت، عدالت، اتباع سنت جیسی بے نظیر خصوصیات تھیں-
(الطبقات الکبریٰ، ۲۸۷/۵، تذکرۃ الحفاظ، ۲۰۶)

☆ مجاہد، (م۱۰۳ھ) آپ کی کنیت ''ابوالحجاج'' مجاہد نام ولدیت ''جبر'' ہے- نسب ''ابوالحجاج مجاہد بن جبر المخزومی المکی''- قریش کے مشہور قبیلہ بنومخزوم کی طرف نسبت ولاء کی بناء پر ''مخزومی'' کہلاتے ہیں- مکہ معظمہ میں رہنے والے نامور معلم و مفسر قرآن حکیم اور مشہور حافظِ حدیث ہیں- اور تفسیر قرآن کے عالم ہیں-
(تھذیب، ۴۲/۱۰-۴۴، الکاشف، ۱۰۶/۳)

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر: ان کے دادا حارث اولین مہاجرین میں سے تھے- ''ثقہ'' اور ''کثیر الحدیث'' ہیں- (تھذیب، ۶/۹)

☆ محمد بن اسماعیل بن یوسف السلمی، ابواسماعیل الترمذی، (م۲۸۰ھ) مشہور حافظ ہیں اور بغداد کے رہنے والے ہیں- ''ثقہ'' ہیں- (لسان المیزان، ۸۷/۹)

☆ محمد بن الصباح بن سفیان بن ابی سفیان الجرجرائی، (م۲۴۰ھ) عمر بن عبدالعزیز کے موالی ہیں- ابوزرعہ نے ان کو ''ثقہ'' جبکہ ابوحاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۳۸۴/۲۵-۳۸۸: الکاشف، ۴۸/۳)

☆ محمد بن بشار بن عثمان العبدی، ابوبکر، (م۲۵۲ھ) ''ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۴۰۱، الکاشف، ۲۱/۳)

☆ محمد بن حمید الرازی (م۲۴۸ھ): زیادہ تر محدثین نے ان کو ''غیر ثقہ'' قرار دیا ہے- یعقوب بن شیبہ نے ان کو ''کثیر المناکیر'' کہا ہے- (الجوزجانی، احوال الرجال، ص، ۲۰۷، الکاشف، ۳۲/۳)

☆ محمد بن زادان المدنی، امام بخاری نے ان کو ''منکر الحدیث'' جبکہ ابوحاتم نے ان کو ''متروک الحدیث'' کہا ہے-
(تھذیب، ۵۶۳/۳، الکاشف ۳۸/۳)

☆ محمد بن عبدالعزیز الرملی: ابن الواسطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں- ابوزرعہ نے کہا ہے: ''لیس بقوی'' یعقوب بن

سفیان نے ان کو "حافظ" کہا ہے- العجلی نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۶/۱۱-۱۲)

☆ محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب محمد بن عبداللہ بن ابی عثمان، (۲۴۴ھ) ان کا تعلق بصرہ سے تھا- یہ کثیر بن مسلم، عبدالعزیز ابن المختار، ابی عوانہ، عبدالواحد بن زیاد وغیرہ سے جبکہ ان سے ترمذی، عبداللہ بن محمد البغوی اور محمد بن جریر الطبری وغیرہ روایت کرتے ہیں- بصرہ میں وفات پائی- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- (تھذیب، ۹/۳۱۶)

☆ محمد بن مقاتل المروزی، (م۲۲۶ھ) مشہور فقیہ ہیں اور "ثقہ" ہیں- (الکاشف ۳/۸۷)

☆ محمد بن یحیٰی بن حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری، ابوعبداللہ، (م۱۲۱ھ) محدثین نے "ثقہ" قرار دیا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۸۶: الکاشف، ۳/۹۳)

☆ محمد بن یحیٰی بن عبداللہ بن خالد بن فارس (م۲۵۷ھ): ابوعبداللہ نیشاپوری، امیر المومنین فی الحدیث تھے- ثقہ اور مامون ہیں- امام احمد بن حنبل ان کی بے حد توصیف فرماتے تھے- (تھذیب الکمال، ۲۶/۶۱۷-۶۳۰، الکاشف، ۳/۹۴)

☆ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی، (م۲۱۲ھ) "ثقہ" ہیں- ابن حبان نے اپنی "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تھذیب الکمال ۱۷/۱۹۴، الکاشف، ۲/۱۵۱)

☆ محمود بن غیلان العدوی المروزی، (م۲۴۹ھ) بغداد کے رہنے والے تھے "ثقہ" ہیں- وہ وکیع، ابن عینیہ نضر بن شمیل، فضل بن موسیٰ البنانی ابی احمد الزبیری اور عبدالرزاق، معاویہ بن ہشام وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محمود بن غیلان حج کے لیے ۲۴۹ھ میں گئے- پھر مرو کی طرف لوٹ آئے اور ذی القعدہ ۲۴۹ھ میں وفات پائی- (التاریخ الکبیر ۷/۲۸۱: تھذیب، ۱۰/۵۸)

☆ مروان بن معاویہ بن الحارث، (م۱۹۳ھ) "ابوعبداللہ الکوفی" جنہیں محدثین نے "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۷/۴۰۳-۴۰۹، تقریب، ۱/۷۷)

☆ مسعر بن کدام بن ظھیر بن عبیدہ بن الحارث، ابوسلمہ الکوفی (م۱۵۳ھ): "ثقہ" تھے- "ثبت فی الحدیث" تھے- (تھذیب الکمال، ۲۷/۴۶۱-۴۶۸، الکاشف، ۳/۱۲۱)

☆ مصعب بن شیبہ بن جبیر بن شیبہ، ابن عثمان بن عبدالدار خازن الکعبہ: بعض محدثین نے ان کو "ضعیف" جبکہ امام نسائی نے ان کو "منکر الحدیث" کہا ہے- (التاریخ الکبیر ۷/۲۲۹، الکاشف، ۳/۱۵۵)

☆ معاویہ بن ھشام، (م۲۰۵ھ) کنیت "ابوالحسن" تھی- کوفہ کے رہنے والے تھے- یہ سفیان ثوری، علی بن صالح، مالک بن انس، ھشام بن سعد، منھال بن خلیفہ، عمار بن زریق وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے ان کا تذکرہ "ثقات" میں جبکہ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ وہ "کثیر الخطا" ہیں- (تاریخ اسماء الثقات،

ص ۳۰۳: تہذیب، ۱۹۸/۱۰)

☆ مفضل بن فضالہ بن عبید، (۱۸۱ھ) آپ کی کنیت ''ابو معاویہ'' ہے-مصر کے رہنے والے نامور حافظِ حدیث اور مصر کے مشہور قاضی ہیں-مستجاب الدعوات تھے-۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی- (الکاشف، ۱۵۱/۳)

☆ مقدام بن شریح بن ہانی، ''صدوق'' ہیں-(الکاشف ۱۵۲/۳)

☆ منصور بن معتمر السلمی الکوفی، م۱۳۲ھ) آپ کی کنیت ''ابو عتاب'' ہے-ممتاز حافظِ حدیث، حجت اور چوٹی کے عالم ہیں-صحابہؓ سے ان کے سماع کا ثبوت نہیں ملا-ابو وائل، ربعی بن خراش، ابراہیم، سعید بن جبیر، مجاہدؒ شعبی اور ان کے طبقے کے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا-ان سے شعبہ، شعبان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک، فضیل بن عیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں-(تہذیب، ۲۷۹/۱۰-۲۸۱)

☆ موسیٰ بن اسماعیل: ابوسلمہ التبوذکی-الحافظ-البصری-''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۱۵۹/۳: تقریب ۲۸۰/۲: تاریخ الثقات، ص، ۴۴۳)

☆ موسیٰ بن عقبہ اسدی، (م۱۴۱ھ) آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں-آل زبیر بن عوام سے نسبت ولاء رکھتے ہیں-نامور فقیہ اور مشہور مفتی تھے-صالح اور ''ثقہ'' ہیں-شہرہ آفاق کتاب ''کتاب المغازی'' کے مصنف ہیں-(ذکر اسماء التابعین، ۳۵۰/۱، الکاشف ۶۵/۳، الجمع بین رجال الصحیحین، ۴۸۳/۲)

☆ نافع، (م۱۱۷ھ) آپ کی کنیت ''ابو عبداللہ'' ہے-حضرت عبداللہ بن عمر کا مولی ہونے کی وجہ سے عدوی کہلاتے ہیں-مدینہ منورہ میں سکونت رکھتے تھے-اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوہریرہؓ، ام سلمہؓ، رافع بن خدیج اور صحابہ کرام کی ایک دوسری جماعت سے علم حدیث حاصل کیا-امام بخاری اور دوسرے علماء کے مطابق سب سے زیادہ صحیح سند-''مالک عن نافع عن ابن عمر'' ہے-ان کی زبان میں لکنت تھی یہ ''ثقہ'' اور ''کثیر الحدیث'' ہیں-ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا-(التاریخ الکبیر ۳۹۰/۷-۳۹۹، رجال صحیح البخاری، ۷۴۶/۲)

☆ نضر بن زرارۃ بن عبدالاکرم الذہلی-ابوالحسن الکوفی: ابو حاتم نے ان کو ''مجہول'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے-(تہذیب الکمال، ۳۷۸/۲۹: تقریب، ۳۰۱/۲)

☆ نضر بن شمیل مازنی، (م۲۰۴ھ) آپ کی کنیت ابوالحسن ہے-بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث ہیں-لغت کے ماہر ہیں-ثقہ اور متبع سنت ہیں-(تذکرۃ الحفاظ، ۱-۳۱۴/۲، ۳۱۵)

☆ وساج بن عقبہ بن وساج، وہ شعیب بن اسحاق عبدالحمید بن حبیب، مصعب بن ماھان اور ولید بن محمد الموقری سے

جبکہ ان سے ابراہیم بن محمد الفریابی اور سلیمان بن عبدالحمید روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تهذيب الكمال، ۳۰/ ۴۴۱)

☆ وکیع بن جراح رواسی، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت، ''ابوسفیان'' ہے- کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظِ حدیث اور چوٹی کے امام ہیں- پختہ کار عالم اور عراق کے محدث ہیں- ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے- وزیر مال تھے- ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآنِ حکیم ختم کرتے تھے- ہمیشہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے تھے- (تهذيب، ۱۱/ ۱۱۴-۱۰۹)

☆ ولید بن محمود الموقری، (م۱۸۲ھ) ان کی کنیت ''ابو بشر البلقاوی'' تھی- یہ ثور بن یزید، ضحاک بن مسافر اور ابن شہاب الزہری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''کذاب'' اور ''ضعیف'' قرار دیا ہے- ابو زرعہ الرازی نے ان کو ''لین الحدیث'' کہا ہے- جبکہ نسائی نے ان کو ''منکر الحدیث اور متروک الحدیث'' قرار دیا ہے- ماہ رمضان میں وفات پائی- (الضعفاء والمتروكين، ص ۱۷۲، تهذيب الكمال، ۳۱/ ۷۶-۷۸)

☆ ولید بن مسلم الدمشقی، ابوالعباس، (م۱۹۸ھ) ''ثقہ'' ہیں- کئی کتب کے مصنف ہیں- (تاريخ الثقات، ص ۴۶۶، الكاشف ۳/ ۲۱۳)

☆ وھیب بن خالد الباھلی، (م۱۶۵ھ) کنیت ''ابوبکر'' اور قبیلہ ''باہلہ'' کے ساتھ نسبت ولا رکھنے کی وجہ سے انہیں ''الباھلی'' کہا جاتا ہے، عالم فاضل تھے- ابو حاتم نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- (الكاشف، ۳/ ۲۱۶)

☆ ہلال بن یساف الاشجعی، ابوالحسن، کوفی ہیں- ''تابعی اور ثقہ'' ہیں- (تاريخ الثقات، ص ۴۶۰، الكاشف، ۳/ ۲۰۲)

☆ ھناد بن سری بن مصعب تمیمی دارمی، (م۲۴۳ھ) آپ کی کنیت ''ابوالسری'' ہے- آپ بلند پایہ ''حافظِ حدیث'' اہل علم کے مقتداء بہت بڑے زاہد اور شیخ الکوفہ ہیں- امام بخاری کے سوا تمام اصحاب صحاح ستہ، ابو زرعہ، عبدان اور دوسرے لوگ مستفید ہوئے- ''ثقہ'' ہیں زندگی بھر شادی نہ کی لوگ انہیں راہب کوفہ کہتے ہیں- ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی- (التاريخ الكبير، ۸/ ۲۳۰؛ تهذيب، ۱۱/ ۶۲)

☆ یحییٰ بن ابی کثیر: امام ابونصر الیمامی ''ثقہ'' ہیں- حسن الحدیث ہیں- (تاريخ الثقات، ص ۴۷۵، الكاشف، ۳/ ۲۳۳)

☆ یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرہ المخزومی: ''ثقہ'' ہیں- (الكاشف، ۳/ ۲۲۱: تهذيب الكمال: ۳۱/ ۲۵۳-۲۵۴)

☆ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ابوسعید الوادعی، (م۱۸۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۴

☆ یحییٰ بن سعید، (م۱۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابوسعید" ہے- مدینہ منورہ کے انصاری قبیلے "بنونجار" سے تعلق رکھتے تھے- مدینہ منورہ کے قاضی تھے- ان کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے- ثقہ ہیں- بے شمار خوبیوں کے مالک تھے- قصبہ ہاشمیہ میں وفات پائی- (الطبقات الکبریٰ ۵/۲٦٦)

☆ یحییٰ بن عباد الضبعی، ابن حجر عسقلانی نے ان کو "صدوق" کہا ہے- جبکہ ابن حبان نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- (الکاشف، ۳/۲۸۲)

☆ یزید بن الاصم العامری، ابوعوف (م۱۰۳ھ): حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے- "ثقہ" ہیں- (الکاشف- ۳/۲۴۰)

☆ یزید بن رومان (م۱۰۳ھ) ابوروح، زبیر بن العوام کے مولیٰ تھے- محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- "کثیر الحدیث" ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۲/۸۰٦-۸۰۷)

☆ یزید بن مقدام بن شریح بن ھانی، ابوحاتم کہتے ہیں، یکتب حدیثه، جبکہ ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تھذیب الکمال ۳۲/۲۴۸، ۲۴۹)

☆ یزید بن ہارون ابا عاصم، (م۲۰٦ھ) مشہور حافظ اور "ثقہ محدث" ہیں- ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- (تھذیب، ۱۱/۳۲۰: تقریب، ۲/٦۷۷)

☆ یزید بن یزید بن جابر الازدی، (م۱۳۳ھ) "ثقہ صالح" ہیں- (الکاشف، ۳/۲۵۱-۲۵۲)

☆ یعقوب بن ابی یعقوب المدنی، "ثقہ" ہیں- ابوحاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- (تھذیب، ۴/۴۴۸، الکاشف، ۳/۲۵۷)

☆ یعقوب بن حمید بن کاسب، (م۲۴۱ھ) مکہ کے رہنے والے تھے- ابوحاتم نے ان کو ضعیف الحدیث کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۳۲/۳۲۱، ۳۲۲: الکاشف- ۳/۲۵۴

☆ یوسف بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، "کوفی اور ثقہ" ہیں- محدثین نے ان کو "مقبول" کہا ہے- (تاریخ الثقات، ص ۴۸۵: تقریب، ۲/٦۸۳، الکاشف، ۳/۲٦۰)

ابوتمیلۃ، یحییٰ بن واضح لانصاری، بعض محدثین نے ان کو "لیس بہ باس" اور بعض نے "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال ۳۲/۲۲-۲٦)

فصل دوم:

مکارمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

- ☆ انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات
- ☆ تبسم
- ☆ طرزِ گفتگو
- ☆ عبادت
- ☆ معاملات میں خوش معاملگی
- ☆ طب نبوی ﷺ
- ☆ عدلِ نبوی ﷺ
- ☆ معجزات
- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ حیاء
- ☆ ہیبت و وقار
- ☆ خطاب عام میں اصلاح
- ☆ حزم و احتیاط
- ☆ زہد نبوی ﷺ
- ☆ رحمۃ للعالمین

مکارم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جمالِ خَلق اور کمالِ خُلق سے متصف تھے جو حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ دمکتا چہرہ گویا چاند، چمکتا رنگ، جمالِ جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر۔ تابناک و پُر جمال۔ گفتگو میں چاشنی گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

کمالِ نفس اور مکارم اخلاق کے کیا کہنے۔ فصاحت و بلاغت میں ممتاز۔ جوامع الکلم، بردباری، قوتِ برداشت، حلیم و بردبار، غیض و غضب سے دور، پیکر جود و سخا، حیادار و پست نگاہ، عادل، پاک دامن، صادق، امین، عہد کے پابند، صلہ رحمی کرنے والے، نرم خو، باوقار، حاصل یہ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر صفاتِ کمال سے آراستہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نظیر ادب سے نوازا تھا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا۔

(﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾) (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کی بلندی تک رسائی پانا ناممکن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا جو مشاہدہ صحابیاتؓ نے کیا اور اس کو اس خوبصورتی سے الفاظ کا جامہ پہنایا کہ قیامت تک وہ خوبصورت الفاظ امر رہیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سعد بن ہشام نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ ﴿کان خلقه القرآن﴾۔ (۲)

حضرت صفیہ بنت حی فرماتی ہیں۔ "ما رایت احداً احسن خلقاً من رسول الله صلى الله عليه وسلم" (۳)

انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح انجیل میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب، ثناء احمد بن عبدالجبار، ثنا يونس بن بكير، ن يونس بن عمرو، عن عيز ارين حريث، ﴿عن عائشةؓ أن رسول صلى الله عليه وسلم مكتوب في الانجيل لافظ ولاغليظ ولاسخاب بالأسواق ولايجزى بالسنية مثلها بل يعفو و يصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انجیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے

---

۱. القلم، ۶۸:۴

۲. المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث: ۲۴۷۷۴) ۲۳۳/۷، الادب المفرد، ص، ۱۱۵

۳. مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، (حدیث: ۱۳۱۸۹)، ۵۷۴/۸

میں لکھا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدکلام تھے اور نہ ہی سخت و تند خُو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ اس کی مانند دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔

تخریج:

السیرة النبویة لابن اسحاق، ۸۵/۱، الطبقات الکبری، ۱۴۳/۱-۱۴۵، المستدرك ۶۷۱/۲، السیرة النبویة فی فتح الباری، ۲۹۵/۳

حلیہ مبارک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی سے چمک دمک میں اپنی مثال آپ تھا۔

عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر قال: ﴿قلت: للربیع بنت معوذ بن عفرا: صفی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: یا بنی لو رایته رأیت الشمس طالعة﴾

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہمارے سامنے بیان کیجئے۔ پس وہ فرمانے لگیں! اے میرے بیٹے اگر تم ان کی زیارت کرتے تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع ہوتے ہوئے سورج کی زیارت کرتے۔

تخریج:

ألسنن للدارمی،باب فی حسن النبیﷺ، (حدیث:۶۱)، ۳۱/۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی حسین وخوبرو تھے۔

﴿حدثنا ابو کریب، ثنا معاویة بن هشام، ثنا شیبان عن جابر عن ابی الطفیل قال: رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة فما أنسی شدة بیاض وجهه مع شدة سواد شعره، قال: أن من الرجال من هو اطول منه ومنهم من هو أقصر منه یمشی ویمشون حوله قال: فقلت لامی: من هذا؟ فقالت: هذا رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقلت: یا ابا الطفیل ما کان ثیابه قال: لا أحفظه﴾

حضرت ابی طفیلؓ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں ان کا انتہائی سپید چہرہ اور انتہائی سیاہ بال فراموش نہیں کر سکتا۔ مزید کہا کہ ان کے گرد کچھ دراز قامت اور کچھ چھوٹے قد کے لوگ تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اردگرد چلتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا۔ کہ یہ شخص کون ہے؟ پس انہوں نے فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا اے ابوالطفیل: ان کے کپڑے کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ مجھے یادنہیں۔

تخریج:

الاحادو المثانی، ص ۲۶۰،۲۶۱ الاصابة(ام عامر بن واثله)، ۲۲۷/۸

عن قتاده عن مطرف ﴿عن عائشة قالت: اُهدی للنبی صلی الله علیه وسلم شملةً سوداء فلبسها وقال: کیف ترینها علی یا عائشة؟ قلتُ: ما احسنها علیک یا رسول الله تشرب سوادها بیاضک وبیاضُک بسوادها قالت: فخرج فیها الی الناس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے کالی چادر ہدیۃً دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا اور مجھ سے پوچھا۔ اے عائشہؓ! یہ مجھ پر کیسی لگتی ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی اچھی لگ رہی ہے۔ اس کی سیاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفیدی کے ساتھ اور آپ ﷺ کی سفیدی اس کی سیاہی کے ساتھ کھل گئی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف چلے گئے۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، باب فی حلیة، (حدیث: ۱۸۵۲۲) ۶۲/۷: سبل الهدی، فی صفة لونه ۱۱/۲

تبسم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی قہقہ نہیں لگایا بلکہ تبسم فرماتے تھے۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وهب اخبرنا عمرو أن أبا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما رایت النبی صلی الله علیه وسلم مستجمعاً قط ضاحکاً حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی سارے دانت کھول کر اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کا حلق نظر آنے لگے بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب: التبسم والضحک (حدیث:۲۰۹۲) ص،۱۰۶۳، الادب المفرد، باب التبسم (حدیث:۲۵۱) ص،۹۷

اس حدیث سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

حدثنا احمد بن عیسی حدثنا ابن وهب اخبرنا عمرو ان ابا النضر حدثه عن سلیمان بن یسار ﴿عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ضاحکاً حتی أری منه لهواته انما کان یتبسم قالت: وکان اذا رای غیماً أو ریحا عرف فی وجهه قالت: یا رسول الله ان الناس اذا راوا الغیم فرحوا رجای ان یکون فیه المطر واراک اذا رایته عرف فی وجهک الکراهیة فقال یا عاشة: ما یومنی ان یکون فیه عذاب عذب قوم بالریح وقد رای قوم العذاب فقالو هذا عارض ممطرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے حلق کھل جائے۔ آپؐ صرف تبسم فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب آپؐ ہوا یا بادل دیکھتے تو آپ کے چہرے سے فکر ظاہر ہوتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اس امید میں خوش ہوتے ہیں کہ شاید اس میں بارش ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں تو آپ کے چہرے سے ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی طرف سے اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب ہو کون سی بات اس میں عذاب ہونے کی طرف سے مطمئن کرتی ہے۔ ایک قوم کو ہوا ہی کے ذریعہ عذاب دیا گیا ایک جماعت نے عذاب دیکھ لیا اور کہا کہ یہ بادل ہے جو ہم پر مینہ برسائے گا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب، سورة الاحقاف، باب قوله، فلما، راوه عارضاً مستقبل اودیتهم (حدیث، ۴۸۲۸،۴۸۲۹)، ص، ۸۵۴

حیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم وحیا کا پیکر تھے۔ آپؐ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ بیعت لیتے ہوئے بھی خواتین سے زبانی بیعت لیتے۔ ہاتھ پر بیعت نہ لیتے تھے گویا آپ ہمیشہ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ رکھتے تھے۔

حدثنا اسحاق حدثنا یعقوب بن ابراهیم بن سعد حدثنا ابن اخی ابن شهاب عن عمه

اخبرنی عروۃ ﴿ان عائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ہاجر الیہ من المومنات بہذہ الآیۃ بقول اللہ: یا ایہا النبی اذا جائک المومنات یبایعنک الی قولہ غفور رحیم قال عروۃ قالت: عائشۃ فمن أقر بہذا الشرط من المومنات قال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد بایعتک کلاما ولا واللہ ما مسّت یدہ ید امراۃ قط فی المبایعۃ مایبایعہن الا بقولہ قد بایعتک علی ذلک .﴾

عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آتیں آیت (﴿یاایہا النبی اذا جائك المومنات یبایعنك الی قولہ غفور رحیم﴾) تک کی بناء پر امتحان کر لیا کرتے تھے۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کر لی ہے آپ صرف گفتگو کے ذریعہ بیعت کرتے اور خدا کی قسم! بیعت میں کبھی آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ آپ ان عورتوں سے صرف زبانی بیعت کرتے اور فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب: اذا جاء کم المومنات مهاجرات۔ (حدیث: ۴۸۹۱) ص، ۱۰۵۱

طرزِ گفتگو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش کلام تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو تدریج کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ ہر لفظ واضح ہوتا اور سننے والا اس کو بآسانی محفوظ کر سکتا تھا۔

حدثنی الحسن بن صباح البزار حدثنا سفیان عن الزہری عن عروۃ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدث حدیثاً لو عدہ العاد لاحصاہ وقال اللیث حدثنی یونس عن ابن شہاب انہ قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ: انہا قالت: ألا یعجبک ابو فلان جائ فجلس الی جانب حجرتی یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمعنی ذلک وکنت اسبح فقام قبل ان اقضی سبحتی ولو

ادر کتہ لرددت علیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یسرد الحدیث کسردکم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح ٹھہر ٹھہر کر) بات کرتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (حروف) کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔ لیث، یونس، ابن شہاب، عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے کہا، فلاں شخص کے حال پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا؟ وہ آیا اور میرے حجرہ کی طرف بیٹھ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مجھ کو سنا رہا تھا اور میں نماز میں مشغول تھی قبل اس کے کہ میں نماز تمام کروں وہ چلا گیا۔ اگر میں اس کو پاتی تو ضرور اس پر رد کرتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۳۵۶۸، ۳۵۸۷) ص، ۷۲۱، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدی فی الکلام، (حدیث: ۴۸۳۹) ص، ۶۸۴، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب: فی کلام النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث۔ ۳۶۳۹) ص، ۸۳۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ گفتگو انتہائی دلنشیں تھا۔

حدثنا حمید بن مسعدة حدثنا حمید بن الاسود عن اسامة بن زید عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسرد سردکم هذا ولکنه کان یتکلم بکلام بینه فصل یحفظه من جلس الیه﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح اور صاف باتیں کیا کرتے تھے تاکہ جو بیٹھا ہو یاد کر لے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: صفة النبی (حدیث: ۳۵۶۷)ص، ۵۹۸، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب: قول عائشة: کان یتکلم بکلام یبینه فصل (حدیث: ۳۶۳۹) ص، ۸۳۰، السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: الهدی فی الکلام (حدیث: ۴۸۳۹) ص، ۶۸۴۔ اس میں الفاظ ہیں۔ "کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلاً یفهمه کل من سمعه"، الشمائل النبویة باب کیف کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث: ۲۲۳) ص، ۲۸۱، ۲۸۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ باوقار انداز میں بات کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ انتہائی دھیما ہوتا تھا۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ابی عبد الله الجدلی واسمه عبد بن عبد ﴿عن عائشة انها قالت: لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً ولا صخاباً فی الاسواق ولا یجزی بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویصفح﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نا بازاروں میں چلا کر (خلاف وقار) باتیں کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اس کا تذکرہ بھی نہ فرماتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، (حدیث: ۳۴۹) ص، ۴۲۳، الجامع للترمذی، کتاب البروالصلة، ماجاء فی خلق النبی صلی الله علیه وسلم (حدیث:۲۰۱۶) ص، ۴۶۵

فصاحت و بلاغت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں قصداً شعر نہیں کہا کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہ تھا۔ قرآن خود اس کی گواہی دیتا ہے (﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾) (۱) یعنی نہ تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سکھائے اور نہ ہی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان ہے۔ اس کی وجہ یقیناً یہ ہے کہ شاعری بالعموم مبالغہ آمیز، افراط و تفریط اور محض تخیلات کی ندرت کاری ہوتی ہے اور عموماً اس کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے۔ مگر ایسے اشعار جو عقیدۂ توحید، عظمتِ الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، شانِ رسالت اور کفار و مشرکین کی مذمت میں ہوں، پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ، کفار مکہ نیز یہود و شعراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو جب اشعار کے ذریعے کرتے تو سیدنا حسانؓ اپنے اشعار سے ان کا رد کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفرازی وعلی بن حجر، والمعنی واحد. قالا: حدثنا عبدالرحمن بن ابی زناد، عن هشام بن عروه عن ابیه، ﴿عن عائشةؓ قالت: کان رسول الله یضع لحسان بن ثابت (۲) منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم او قال: ینافح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقول صلی

۱۔ یٰس: ۳۶/۶۹

۲۔ **حسان بن ثابت بن المنذر الانصاری،** انکی کنیت "ابوالولید" اور ابو الھشام تھی والدہ کا نام "فریعہ" تھا۔ جنکا تعلق خزرج سے تھا۔ حسان بن ثابت کو "شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کہا جاتا ہے۔ (ابن قتیبه الدینوری، عبدالله بن مسلم، الشعر والشعراء (اوطبقات الشعراء، ص، ۱۷۳)

الله عليه وسلم: ان الله يويد حسان بروح القدس ما ينافح أويفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھایا کرتے تھے، تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت کریں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا آپ کی طرف سے مدافعت کریں، یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ یہ شک راوی کا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فى صفة كلام رسول الله (حديث:۲۵۰) ص، ۳۰۲، السنن لابوداؤد، كتاب الادب، باب ماجاء فى الشعر (حديث:۵۰۱۵) ص، ۷۰۵، الجامع للترمذى، كتاب الادب، باب ماجاء فى انشاد الشعر، (حديث:۲۸۴۶)

ہیبت و وقار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے ہیبت و رعب سے نوازا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ایک ایسا وقار تھا۔ کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان سے متاثر ہو جاتے۔

حدثنا عبد بن حميد قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا عبد الله بن حسان عن جدتيه ﴿عن قيلة بنت مخرمة انها رات رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد وهو قاعد القرفصاى(۱) قالت: فلما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم المتخشع فى الجلسة ارعدت من الفرق﴾ (۲)

حضرت قیلہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد (میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت) میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔

۱۔ القرفصا: ایک مخصوص طریقے سے بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی سرینوں پر بیٹھ کر اپنے ران پیٹ سے ملا دیئے جائیں اور اپنے ہاتھوں سے پنڈلیوں کو باندھ لیا جائے۔ اس طرح سے بیٹھنے کو "گوٹ مار کر بیٹھنا" کہتے ہیں۔

۲۔ اس حدیث کا مزید حصہ "المعجم الکبیر" میں بیان ہوا ہے کہ حضرت قیلہؓ کی یہ حالت خوف دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مسکینہ تو خوفزدہ ہو کر کانپنے لگی ہے۔ خود قیلہؓ کہتی ہیں کہ میں آپ کی پشت کے پیچھے تھی۔ آپؐ نے میری طرف رخ موڑے بغیر فرمایا اے مسکینہ! سکون اختیار کر آپ کا بس اتنا فرمانا تھا کہ سارا خوف و دہشت اور رعب ولرزہ مجھ پر طاری تھا کافور ہو گیا۔ (۹/۲۵)

تخریج:

الشمائل النبوية، باب ماجاء فی جلسة رسول الله (حديث: ۱۲۷) ص، ۱۸۰، المعجم الكبير، ۹/۲۵

بیماری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

حدثنی سریج بن یونس ویحیی بن ایوب قالا حدثنا عباد بن عباد عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مرض احد من اهله نفث عليه بالمعوذات فلما مرض مرضه الذی مات فيه جعلت انفث عليه وامسحه بيد نفسه لانها كانت اعظم بركة من يدی.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپؐ "الفلق" اور "الناس" پڑھ کر اس پر پھونک مارتے یعنی دم کرتے تھے جب آپؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی تو میں نے آپؐ کو دم کرنا چاہا اور آپؐ کے ہاتھ کو ہی آپؐ پر پھیرنا شروع کیا کیونکہ آپؐ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ بابرکت تھا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب السلام، باب: رقية المريض (حديث: ۲۱۹۲) ص، ۹۷۳

عیادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سب کے لیے محبت وشفقت کا بحرِ بیکراں تھی۔ آپؐ کو بیماروں کا بہت خیال رہتا تھا۔ اگر کسی دوست یا کسی عزیز کی بیماری کی خبر ملتی تو اس کی عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو تسلی دیتے نیز اس کے لیے دعا بھی فرماتے۔

وحدثنا شيبان بن فروخ حدثنا ابو عوانة عن منصور عن ابراهيم عن مسروق ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عاد مريضاً يقول اذهب الباس رب الناس اشفه انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا يغادر سقما﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو (اذهب الباس رب الناس اشفه انت الشافی لا شفاء الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما) فرماتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام باب: استجاب رقیة المریض (حدیث:۲۱۹۱) ص، ۹۷۲

خطاب عام میں اصلاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ جب نامناسب امور پر تنبیہ فرماتے تو عام انداز میں تقریر اور خطبہ فرماتے۔ خاص طور پر کسی کا نام نہ لیتے تا کہ وہ شرمندہ نہ ہو۔ مگر اس سے سمجھنے والا سمجھ جاتا کہ آپ اُسے نصیحت فرما رہے ہیں۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا عبدالحمید یعنی الحمانی حدثنا الاعمش عن مسلم ﴿عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا بلغه عن الرجل الشی لم یقل ما بال فلان یقول ولکن یقول ما بال اقوام یقولون کذا و کذا.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی آدمی سے کوئی ناگوار بات پیش آتی تو آپ یہ نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہو گیا؟ (اس آدمی کا نام نہ لیتے) بلکہ یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کیا ہو گیا جو اس طرح کہتے ہیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی حسن العشرة (حدیث: ۴۷۸۸) ص، ۶۷۸، ناصر الدین البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن ابی دائود، ۳/۹۰۹

معاملات میں خوش معاملگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش معاملہ تھے۔ اپنے ملنے جلنے والوں کی ہمدردی کا ہمدردی اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتے۔ کوئی شخص اگر آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش فرماتا تو آپ جواباً اسے بہتر بدلہ عطا فرماتے۔

﴿حدثنا علی بن حشرم وغیر واحد قالو! حدثنا عیسی بن یونس عن هشام بن عروة عن ابیه ﴿ان عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقبل الهدیة ویثیب علیها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویة، باب: ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وسلم (حدیث:۳۵۹)

ص، ۴۳۴،۴۳۳

حدثنا محمد بن حميد الرازی قال حدثنا ابراهيم بن المختار عن محمد بن اسحاق عن ابی عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر ﴿عن الربيع بنت معوذ بن عفرای قالت: بعثنی معاذ بن عفرای(۱) بقناع من رطب و عليه اجر من قثای زغب و كان النبی صلی الله عليه وسلم يحب القثای فاتيته به وعنده حلية قد قدمت عليه من البحرين فلما يده منها فاعطانيه﴾

حضرت ربیع بنتِ معوذ فرماتی ہیں: کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراءؓ نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی مرغوب تھی، میں جس وقت ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔

اس سے آپ کی سخاوت اور خوش معاملگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تخریج:

الشمائل النبوية، (حديث: ۲۰۲) ص، ۲۶۲،۲۶۱، المسند لاسحاق بن راهويه، ص، ۲۱۴، (ابو الولید، شریک حشام بن عبدالملک، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے) المسند للامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۶۴۸۰)، ۵۰۱/۷

لین دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ آپؐ ہر شے کے لین دین میں ''دائیں جانب'' کا خیال رکھتے تھے اور آپؐ کی حتی الامکان کوشش ہوتی تھی کہ ہر کام کا آغاز دائیں جانب سے کریں۔

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا شعبة قال اخبرنی اشعث بن سليم سمعت ابی يحدث عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: كان النبی صلی الله عليه وسلم يحب التيمن فی طهوره و ترجله وتنعله﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو، کنگھی کرنے اور جوتی پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔(۱)

تخریج:

۱۔ **معاذ بن عفراءؓ** ان کا نسب ان کی والدہ، ''عفراء بنت عبيد بن ثعلبه بن غنم'' سے منسوب ہے۔ ان کا اصل نام ''معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن سواد'' ہے۔ غزوۂ بدر اور خندق میں شریک ہوئے۔ خلیفہ بن خیاط کے مطابق حضرت علیؓ کے عہد میں وفات پائی۔ (الاستیعاب، ۱۴۰۸/۳)

بخاری، کتاب اللباس، باب یبداء بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ۱۰۳۱، السنن للنسائی، کتاب الزینہ باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص، ۷۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینۃ باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طھورہ وتنعلہ وترجلہ ، ص، ۸۷۴، الشمائل النبویۃ، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابو موسیٰ، محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجہ، کتاب الطھارۃ منھا۔ التیمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعثای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشۃ قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن یاخذ بیمینہ ویعطی بیمینہ ویحب التیمن فی جمیع امورہ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپ ؐ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپ ؐ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے(۲)

تخریج:

السنن للنسائی کتاب الزینۃ، باب: التیامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۶۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواجؓ کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوہ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعیل حدثنا عبداللہ بن صالح قال حدثنا معاویۃ بن صالح عن یحیی بن سعید ﴿عن عمرۃ قالت: قیل لعائشۃ ماذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ؟ قالت: کان بشراً من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ﴾

حضرت عمرۃؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں **(وضو، کنگھی، جوتا)** کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام داہنی جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶، ۲۷،** اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

بخاری، کتاب اللباس،، باب یبداء بالنعل الیمنی، (حدیث:۵۸۵۴)، ص ۱۰۳۱، السنن للنسائی، کتاب الزینہ باب: التیافی الرجل (حدیث: ۵۲۴۲)، ص،۷۱۴، السنن النسائی للیسوطی، کتاب الزینة باب التیامن فی الترجل (کان یحب التیامن ما استطاع فی طهوره وتنعله وترجله ، ص، ۸۷۴، الشمائل النبوية، ص ۱۳۷، میں یہ روایت ابو موسیٰ، محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، شعبہ سے مروی ہے، السنن لابن ماجه، كتاب الطهارة منها. التيمن فی الوضو (حدیث:۴۰۱) ص ۵۹

اخبرنا محمد بن معمر قال حدثنا ابو عاصم عن محمد بن بشر عن اشعث بن ابی الشعثای عن الاسود بن یزید ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب التيامن ياخذ بيمينه ويعطى بيمينه ويحب التيمن في جميع اموره﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے آغاز فرمانے کو محبوب رکھتے تھے اور آپ دائیں جانب سے لیتے تھے اور دائیں جانب سے دیتے تھے اور ہر ایک کام میں دائیں جانب سے شروع فرمانا پسند فرماتے تھے۔

آپ نے اپنی امت کو بھی اس کی تلقین کی۔ قرآن مجید میں بھی اصحاب الیمین کو اصحاب الشمال پر فوقیت دی گئی ہے (۲)

تخریج:

السنن للنسائی کتاب الزینة، باب: التیامن فی الترجل (حدیث:۵۰۶۲) ص، ۲۹۴

اپنا کام خود انجام دینے کی عادت مبارکہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کوشش فرماتے کہ اپنا کام خود کریں۔ آپ گھر کے کام کاج میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ گھر میں جھاڑو دیتے۔ دودھ دوھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ ڈول درست کر دیتے۔ اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے۔ غرض یہ کہ آپ کو کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ ہوتی تھی۔

محمد بن اسماعيل حدثنا عبدالله بن صالح قال حدثنا معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد ﴿عن عمرة قالت: قيل لعائشة ماذا كان يعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته؟ قالت: كان بشراً من البشر يفلى ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه﴾

حضرت عمرۃؓ کہتی ہیں: کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اس حدیث میں تین چیزوں (**وضو، کنگھی، جوتا**) کا تذکرہ ہے۔ یہ پسندیدگی صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں بلکہ آپ تقریباً ہر کام داہنی جانب سے شروع کرتے تھے مثلاً چیزوں کا لینا دینا، کپڑے پہننا، مسجد میں داخل ہونا، مسواک کرنا وغیرہ

۲۔ **الواقعہ:۵۶،۲۷**، اصحاب الیمین جن کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور اصحاب الشمال جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

دولت کدہ پر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے- اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔

تخریج:

الشمائل النبویہ، (حدیث: ۳۴۳) ص، ۲۸۲،۲۸۳، الادب المفرد، ص، ۱۹۰، الاحسان بترتیب، صحیح ابن حبان، (حدیث:۵۲۸۵، ۵۲۸۶، ۵۲۸۷)، ۳۵۳/۷، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب من کان فی حاجة اهله فاقیمت الصلاة فخرج (حدیث:۶۷۶) الطبقات الکبری، ۱/۱۷۶

حزم واحتیاط

-: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ حزم واحتیاط کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد المروزی حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهری عن علی بن حسین ﴿عن صفية قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته وقمت فانقلبت فقام معی لیقلبنی و کان مسکنها فی دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رايا النبی صلى الله عليه وسلم أسرعا فقال النبی صلى الله عليه وسلم: على رسلكما انها صفية بنت حيی قالا: سبحان الله يا رسول الله! قال: ان الشيطان يجری من الانسان مجری الدم فخشيت ان يقذف فی قلوبكما شيئا او قال شرا﴾

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے۔ میں ایک رات آپ ﷺ کی زیارت کے لیے آئی۔ میں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہوئی اور واپس جانے کے لیے مڑی تو آپ ﷺ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تا کہ مجھے روانہ کریں۔ اس زمانہ میں حضرت صفیہ کی رہائش گاہ اسامہ بن زید کے گھر میں تھی تو اس دوران انصار کے دو افراد گزرے۔ انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے آپ کے پیچھے ہو لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی رفتار اور چال اختیار کرو بے شک یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ پر بدگمانی کریں) آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے ساتھ دوڑتا ہے۔ جس طرح خون (انسانوں کے رگوں

میں) دوڑتا ہے پس مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی کھٹکا یا برائی نہ ڈال دے۔

تخریج:

السنن لابوداؤد کتاب الادب، باب: فی حسن الظن، (حدیث:۴۹۹۴) ص، ۷۰۳، المسند للطحاوی، (حدیث ۹۱۱۴،۹۱۱۶/۱) ۳۸۴/۹

ولیمہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن منصور بن صفیة ﴿عن امه صفیة بنت شیبة قالت: أولم النبی صلی الله علیه وسلم علی بعض نسائه بمدین من شعیر﴾

حضرت صفیہ بنت شیبہؓ کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بیویوں کا ولیمہ چار سیر جو ہی میں کر دیا تھا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: من أولم بأقل من شاة (حدیث:۵۱۸۲) ص، ۹۲۴

طب نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخم یا کانٹا چبھنے والی جگہ پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ کیونکہ مہندی زخم کو تیزی سے مندمل کر دیتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا زید بن الحباب حدثنا فائد مولی عبید الله بن علی بن ابی رافع حدثنی مولای عبید الله ﴿حدثنی جدتی سلمی ام رافع مولاة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: کان لایصیب النبی صلی الله علیه وسلم قرحة ولا شوکة الا وضع علیه الحناء﴾

حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی ہیں۔ فرماتی ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم ہوتا یا کانٹا چبھتا تو آپؐ اس (زخم والی جگہ پر) پر مہندی لگاتے۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، کتاب الطب، باب الحنا، (حدیث:۳۵۰۲) ص، ۵۰۵

زہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام عمر زہد وتقویٰ میں گزاری۔

حدثنا یحیی بن یحیی حدثنا عبدالعزیز بن أبی حازم عن ابیه عن یزید بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة انها كانت تقول: والله یا ابن اختی ان كنا لننظر الی الهلال ثم الهلال ثم الهلال ثلاثة اهلة فی شهرین وما اوقد فی ابیات رسول الله صلی الله علیه وسلم نار قال: قلت یا خاله: فما كان یعیشكم؟ قالت: الاسودان التمر والمای انا انه قد كان لرسول الله صلی الله علیه وسلم جیران من الانصار وكانت لهم منائح فكانوا یرسلون الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من البانها فیسقیناه﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے فرماتی تھیں کہ اللہ کی قسم اے میرے بھتیجے ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے پھر تیسرا چاند دیکھتے تو دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے خالہ پھر آپ کس طرح زندگی گزارتیں تھیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: کھجور اور پانی کے ساتھ سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری ہمسائے تھے اور ان کے دودھ والے جانور تھے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان جانوروں کا دودھ بھیج دیتے تھے تو وہ دودھ آپ ہمیں پلا دیتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب: الدنیا سجن للمومن وجنة للكافر (حدیث:۲۹۷۲) ص، ۱۲۸۸، الجامع الصحیح للبخاری، كتاب الرقاق، باب كیف كان عیش النبی واصحابه وتخلیهم من الدنیا (حدیث:۶۴۵۹) ص، ۱۳۶۵

حدثنی ابو الطاهر احمد اخبرنا عبدالله بن وهب اخبرنی ابو صخر عن یزید بن عبدالله بن قسیط ح و حدثنی هارون بن سعید حدثنا ابن وهب اخبرنی ابو صخر عن ابن قسیط عن عروة بن الزبیر ﴿عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: لقد مات رسول الله صلی الله علیه وسلم وما شبع من خبز وزیت فی یوم واحد مرتین﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپؐ نے ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور زیتون کا تیل تک سیر ہو کر

نہیں کھائے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الزھد، والرقائق، باب: الدنیا سجن للمومن وجنته للکافر. (حدیث:۲۹۵۴) ص، ۱۲۸۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی بھی معاشرہ جرائم سے پاک نہیں ہوتا اگر جرائم پر سزا نہ دی جائے تو معاشرتی امن بالکل تباہ ہو جائے چنانچہ جرائم کی سنگینی کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مطابق سزا دیا کرتے تھے اور اس میں ہمیشہ عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

حدثنا احمد بن محمد بن حنبل حدثنا سفیان عن الزھری قال سمعته منه ﴿عن عمرة عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقطع فی ربع دینار فصا عداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دینار کے چوتھائی حصہ یا اس سے زائد کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب: مایقطع فیه السارق (حدیث:۴۳۸۳) ص، ۶۱۶، ۶۱۷، السنن للنسائی، کتاب، قطع السارق، باب: الترغیب فی اقامة الحد (حدیث:۴۹۱۸) ص، ۲۴۰۵

حدود کے معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی سفارش قبول نہ فرماتے تھے۔

حدثنا محمد بن یحیی بن فارس حدثنا ابو صالح عن اللیث قال حدثنی یونس عن ابی شھاب قال کان عروة یحدث﴿ ان عائشة رضی الله عنها قالت: استعارت امراة تعنی حلیا علی السنة اناس یعرفون ولا تعرف ھی فباعته فاخذت فأتی بھا النبی صلی الله علیه وسلم فامر بقطع یدھا وھی التی شفع فیھا اسامة بن زید(۱) وقال فیھا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قال﴾

۱۔ **اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ:** غلاموں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت زید بن حارثؓ کے صاحبزادے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ کا نام "ام ایمن" تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین بھی ان کی بے حد تکریم کرتے تھے۔ امیر معاویہ کے عہد میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ (الطبقات الکبری ۴/۱۲، احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲/۸۳۴، ۸۳۷، فتح الباری، ۷/۸۸، ۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک غیر معروف عورت نے چند مشہور و معروف اور معتبر لوگوں کے ذریعہ کچھ زیور مستعار لیا اور اسے فروخت کر ڈالا۔ اس عورت کو پکڑ کر لایا گیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا جو فرمایا کہ پچھلی امتوں کو اسی وجہ سے ہلاک کیا گیا کہ وہ امراء کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزوروں کو پکڑ لیا کرتے تھے۔

تخریج:

السنن ابوداؤد، کتاب الحدود، باب: فی القطع فی العاریة اذا جحدت (حدیث:۴۳۹۶) ص، ۲۱۸

عدل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حدثنا قتیبه بن سعید حدثنا لیث عن ابن شهاب عن عروة ﴿عن عائشة رضی الله عنها ان قریشا اهمهم شان المراة المخزومية(۱) التی سرقت فقالوا ومن یکلم فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ومن یجترئ علیه الا اسامة بن زید حب رسول الله صلی الله علیه وسلم فکلمه اسامة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتشفع فی حد من حدود الله ثم قام فاختطب ثم قال انما اهلک الذین قبلکم انهم کانوا اذا سرق فیهم الشریف ترکوه واذا سرق فیهم الضعیف اقاموا علیه الحد وایم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (امرائے) قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت ہی فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور آپؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) وہ لوگ کہنے لگے کہ اس سارقہ کے واقعہ کے متعلق کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے بعض لوگوں نے کہا اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے ہیں اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں ان لوگوں نے مشورہ کر کے اسامہ بن زید کو اس بات پر مجبور کیا چنانچہ اسامہؓ نے جرات کر کے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپؐ نے اپنے چہیتے

۱۔ یہ مخزومی خاتون **"فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن عمر بن مخزوم"** تھیں۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسودؓ (جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے) کی بھتیجی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چوری کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ کاٹا تھا۔ (الطبقات الکبری، ۳۸۰/۸، ۳۸۱، عمدة القاری، ۴۲۹/۲۳، الاستیعاب، ۴۴۶/۴)

اسامہ سے کہا کہ تم خدا کی قائم کردہ سزاؤں میں سے ایک حد کے قیام کے سفارشی ہو۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور سزا نہ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔قسم ہے خدا کی! اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اسامہ بن زید (حدیث: ۳۷۳۲، ۳۷۳۳) ص، ۶۲۲،۶۲۷، السنن، لابوداؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدیشفع فیه (حدیث: ۴۳۷۳) ص، ۶۱۵: باب فی القطع فی العاریة اذا جحدت ، (حدیث ۴۳۹۷) ص، ۶۱۸

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی کو پسند نہ فرماتے تھے۔

عن شفیق عن جابر عن ام محمد ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لا یقعد فی بیت مظلم حتی یضاء له بسراج﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تاریکی میں نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ ان کے لیے چراغ روشن کیا جاتا تھا۔

تخریج:

کنز العمال، کتاب الشمائل، (حدیث:۱۸۷۱۶)، ۷/۸۸

رحمتہ للعالمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا چنانچہ آپ کی رحمت ہر خاص وعام کے لیے یکساں تھی۔

حدثنا قتیبه بن سعید عن مالک بن انس فیمها قری علیه ح و حدثنا یحیی بن یحیی قال قرات علی مالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر ﴿عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم انها قالت: ما خیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بین امرین الا اخذ ایسر هما ما لم یکن اثماً فان کان اثماً کان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلی الله علیه

وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمة الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپؐ سب لوگوں سے بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کام کرتا تو آپؐ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل، باب مباعدته صلى الله عليه وسلم ...... (حديث: ۲۳۲۷) ص، ۱۸۱۳/۴

معجزاتِ نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر انبیاء کو معجزات سے نوازا۔ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے شمار معجزات سے نوازا ان سے ایک یہ ہے۔

وحدثنی سلمة بن شبيب حدثنا الحسن بن اعين حدثنا معقل عن أبی الزبير عن جابر ان ام مالک كانت تهدی للنبی صلی الله عليه وسلم فی عكة لها سمنا فياتيها بنوها فيسألون الادم وليس عندهم شئ فتعمد الى الذی كانت تهدی فيه للنبی صلی الله عليه وسلم فتجد فيه سمنا فما زال يقيم لها ادم بيتها حتى عصرته فأتت النبی صلی الله عليه وسلم فقال عصرتيها قالت نعم قال لو تركتيها ما زال قائماً﴾

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی کے ایک برتن میں گھی بطور ہدیہ کے بھیجا کرتی تھیں پھر اس کے بیٹے آتے اور اپنی والدہ سے سالن مانگتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو حضرت مالک کی والدہ اس برتن کے پاس جاتیں جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھی بھیجا کرتی تھیں تو وہ اس برتن میں گھی موجود پاتیں تو اس طرح ہمیشہ ان کے گھر کا سالن چلتا رہا یہاں تک کہ ام مالکؓ نے اس برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس برتن کو نچوڑ لیا ہوگا تو اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کاش تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل، باب: فی معجزات النبی ﷺ (حدیث:۲۲۸۰)
ص، ۱۷۸۴، اسد الغابة، ۷/۲۹۷

راویوں کے احوال

☆ اباالنضر، ھاشم بن القاسم بن مسلم بن مقسم اللیثی، حافظ، (م۲۰۷ھ) مصر کے رہنے والے اور ''ثقہ'' ہیں-(الکاشف، ۱۹۲/۳،تھذیب ، ۲۶۰/۴)

☆ ابراہیم بن المختار (۱۸۲ھ) ابو اسماعیل الرازی: ابو حاتم نے ان کو''صالح الحدیث'' جبکہ ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کو''ثقات'' میں شمار کیا ہے-(تھذیب ، ۸۷/۱،الکاشف، ۴۷/۱)

☆ ابوالعباس محمد بن یعقوب، (م۳۴۵ھ) محدثین نے''صدوق'' قرار دیا ہے-(تقریب، ۵۶۳/۲،الکاشف، ۹۷/۳)

☆ ابو صالح المصری الجھنی، اصل نام،''عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم'' تھا- یہ لیث کے کاتب ہیں- ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں-''صدوق، کثیر الغلط، ثبت فی کتابہ و کانت فیہ غفلة''- (لسان المیزان، ۳۹۵/۹، تقریب، ۱۷۷/۱)

☆ ابو صخر، (م۱۸۹ھ) ان کا اصل نام''حمید بن زیاد'' تھا-محدثین کا کہنا ہے کہ ''لیس بہ باس'' (الکاشف، ۱۹۲/۱، تھذیب ، ۵۴۰/۴)

☆ ابو طاہر احمد بن سرح، ان کا اصل نام،''احمد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن السرح'' تھا- ابو طاہر مصری کے نام سے مشہور تھے-''ثقہ'' ہیں-(تقریب، ۱۹/۱، ۷۳۶/۲)

☆ ابو عاصم، الضحاک بن مخلد، ابو عاصم الشیبانی، (م۲۱۲ھ) ''کثیر الحدیث'' اور''ثقہ'' ہیں-(تھذیب الکمال، ۴۷۸/۳، الکاشف، ۳۳/۲)

☆ ابو عوانہ وضاح بن خالد یشکری واسطی، (م۱۷۶ھ) آپ یزید بن عطاء یشکری سے نسبت ولا رکھتے ہیں-''واسط'' کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث اور قابلِ اعتماد عالم ہیں- بصرہ میں انتقال کیا-(تذکرة الحفاظ، ۲۳۷/۱-۲۳۶)

☆ ابو کریب، ان کا اصل نام''محمد بن العلاء'' تھا-کوفہ کے رہنے والے تھے-''ثقہ اور حافظ'' ہیں-(تقریب، ۵۴۵/۲)

☆ ابو محمد یا ابو اسحاق الکوفی، امام نسائی نے ان کے بارے میں لکھا ہے-''لیس بہ باس'' جبکہ ابن حجر کے مطابق وہ ''صدوق مخطی'' ہیں- (تقریب، ۸۶/۱)

☆ ابی الطفیل، (۱۰۰ھ) ان کا اصل نام''عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو'' تھا-مگر زیادہ مشہور اپنی کنیت کی وجہ سے تھے-۳ھ میں پیدا ہوئے-صحابہ کرام میں سے تقریباً سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں-(تقریب، ۲۷۱/۱)

☆ ابی حازم، جریر بن حازم بن زید بن عبداللہ الازدی، ابوالنصر البصری، (م ۱۷۰ھ) ''ثقہ'' ہیں اور ان کے دور میں ان سا کوئی نہ تھا- (تھذیب الکمال، ۴/۵۲۴-۵۳۱، ذکر اسماء التابعین، ۱/۹۵، الکاشف، ۱/۳۰۵)

☆ ابی زبیر محمد بن مسلم بن تدرس، (م ۲۱۸ھ) آپ مکہ کے رہنے والے بہت بیان کرنے والے ''حافظ حدیث'' ہیں- مشہور صحابی حکیم بن حزام کے موٰلی ہیں- ابن معین اور نسائی نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (میزان الاعتدال، ۶/۳۳۱، ۳۳۲)

☆ ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، دیکھیے صفحہ ۱۲۹

☆ احمد بن عبدالجبار بن محمد بن عمیر بن عطارد، ابوعمر الکوفی، (م ۲۱۷ھ) محدثین نے ان کو ''ضعیف'' اور ''کذاب'' قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال - ۱/۳۷۸-۳۸۲)

☆ احمد بن عیسیٰ المصری، ابوعبداللہ العسکری، (م ۲۴۳ھ) ابوداؤد نے ان کو ''کذاب'' جبکہ ابوحاتم نے کہا ہے کہ ''تکلم الناس فیہ'' (تھذیب، ۱/۳۹، الکاشف، ۱/۲۵)

☆ احمد بن محمد المروزی، (م ۲۹۲ھ) حمص کے قاضی تھے- ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف- ۱/۲۴، تقریب، ۱/۲۴)

☆ احمد بن محمد بن حنبل بن حلال، ابوعبداللہ المروزی، (م ۲۴۱ھ) محدثین نے ان کو ''افضل زمانہ'' اور ''امام الدنیا'' کہا ہے- حدیث میں ''ثقہ ثبت'' ہیں- (الکاشف، ۱/۲۶، تھذیب، ۱/۳۳، ۴۴)

☆ اسامہ بن زید اللیثی، کنیت ابوزید تھی- یحییٰ بن معین ان کو ''ثقہ صالح'' جبکہ نسائی کا کہنا ہے کہ ''لیس بالقوی'' (تھذیب الکمال، ۲/۳۴۷-۳۵۰، الکامل فی ضعفا الرجال، ۱/۳۸۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد، (م ۲۳۸ھ) ابن راھویہ، مسلمانوں کے امام، عالم دین تھے- حفظ، صدق اور زہد میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا- طلب علم کی خاطر بے شمار سفر کیے- (تھذیب الکمال، ۲/۳۷۳-۳۸۷)

☆ اشعث بن سلیم بن الاسود، الشعثائی، المحاربی، ابویزید، (م ۱۲۵ھ) عبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء کے بھائی تھے- محدثین نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے- ''کثیر الحدیث'' نہیں ہیں- (کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱/۴۴، ۴۵، تھذیب الکمال، ۳/۲۷۱، ۲۷۲، تاریخ اسماء الثقات، ص، ۳۶، الکاشف، ۱/۸۳)

☆ ام محمدؓ، زید بن جدعان کی بیوی تھی، ان کا اصل نام آمنہ یا ''آمینۃ'' تھا- (تھذیب، ۱۲/۳۵۳)

☆ جابر بن عبداللہ انصاری، (م ۷۸ھ) ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے- بنی سلمہ سے تعلق تھا، فقیہ

اور اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کے مفتی تھے- جنگِ بدر، جنگِ خندق اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی- طویل عمر پائی- (الاستیعاب، ۱/ ۲۹۲، ۲۹۳، تاریخ الصحابہ، ص ۵۸)

☆ جابر بن یزید الجعفی الکوفی، (م ۱۲۸ھ) کنیت "ابوعبداللہ" اور "ابو یزید" تھی- یہ شعیہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا امام نسائی نے ان کو "متروک الحدیث" کہا ہے- ابن حجر نے اس کو "ضعیف" اور رافضی کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۲/ ۱۹۳) (تھذیب الکمال، ۲/ ۳۰۴-۳۰۷)

☆ حجاج بن منھال الانماطی، (م ۲۱۶ھ) کنیت ابومحمد تھی- "ثقہ فاضل" تھے- (ذکر اسماء التابعین، ۱/ ۱۱۵)

☆ حسن بن اعین الحرانی، (م ۲۱۰ھ) کنیت "ابوعلی القرشی" ہے- ابنِ حبان نے "الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے- تقریب، ۱/ ۱۱۹)

☆ حسن بن صباح الواسطی، (م ۲۴۹ھ) "صدوق، ثقہ" ہیں- (الکاشف، ۱/ ۱۶۲)

☆ حمید بن اسود، "ابوالاسود الکرابیسی" کے نام سے مشہور تھے- ابوحاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷/ ۳۵۰، ۳۵۱، الکاشف، ۱/ ۱۹۱)

☆ حمید بن مسعدۃ بن مبارک، (م ۲۴۴ھ) "ابوعلی، ابوالعباس"، کاتب القاضی تھے- کچھ عرصہ اصبہان میں گذار کر پھر بصرہ آئے- محدثین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال: ۷/ ۳۹۶، ۳۹۷)

☆ زید بن الحباب، (م ۲۰۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۰

☆ سریج بن یونس بن ابراہیم البغدادی، (م ۲۳۵ھ) انکی کنیت "ابوالحارث" تھی- امام احمد بن حنبل ان کو رجل "صالح" کہتے تھے- ابن سعد اور ابوداؤد نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- ربیع الاول میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۷/ ۲۲، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ سلمہ بن شبیب نیشاپوری المسمعی (م ۲۴۷ھ) انکی کنیت "عبدالرحمٰن" تھی- ان کا شمار مکثرین میں ہوتا ہے- نیشاپور کے رہنے والے تھے- بعد میں مکہ میں رہائش پذیر ہو گئے- ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۷/ ۴۳۹، ۴۴۰)

☆ سلیم بن الاسود بن حنظلۃ، ابوالشعثاء، المحاربی الکوفی، (م ۸۲ھ) محدثین نے ان کو "ثقہ" قرار دیا ہے- عبدالملک یا ولید کے زمانے میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۱۱/ ۳۴۰-۳۴۲)

☆ سلیمان بن یسار الھلالی، (م ۱۰۷ھ) ام المومنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ تھے اور مدینہ کے فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے- "ثقہ، مامون، عابد اور فاضل" ہیں- (الکاشف، ۱/ ۳۲۱)

☆ شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی، "ابو معاویہ بصری" کے نام سے بھی مشہور تھے- کوفہ کے رہنے والے تھے- "ثقہ"

ہیں- اور صاحب کتاب ہیں- (تقریب، ۱/۲۴۷، التاریخ الکبیر، ۴/۲۱۰)

☆ شیبان بن فروخ، (م۲۳۶ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' ہے- آپ قابل اعتماد راوی اور ''محدث بصرہ'' کے لقب سے ملقب ہیں ان کے پاس پچاس ہزار احادیث تھیں- ۹۶ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے- (تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۴۳)

☆ صفیہ بنت علیۃ، عبداللہ بن حسان کی دادی ہیں- (الکاشف، ۳/۴۲۹)

☆ عباد بن عباد بصری، (م۱۸۱ھ) آپ کی کنیت ''ابو معاویہ'' اور نام ''عباد'' ہے- سلسلہ نسب، ابو معاویہ عباد بن عباد بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ''...... ہے- آپ بصرہ کے رہنے والے صادق القول والفعل محدث ہیں- آپ انتہائی شریف، باوقار، جلیل القدر، قابل اعتماد اور عقلمند انسان تھے- ۱۸ رجب میں وفات پائی- (تہذیب الکمال، ۹/۴۰۹)

☆ عبد بن عبد، ابوعبداللہ الجدلی، محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۳/۳۱۲)

☆ عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن، ابو یحییٰ الحمانی الکوفی، (م۲۰۲ھ) محدثین کہتے ہیں ''لیس بالقوی'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں ذکر کیا ہے- (الکاشف، ۲/۱۳۵، تہذیب، ۲/۴۷۸)

☆ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری، (م۲۱۱ھ) ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے ابن شاہین نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تہذیب الکمال، ۱۸/۵۲-۶۲)

☆ عبدالعزیز بن ابی حازم المدنی، (م۱۸۴ھ) فقیہ اور ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/۱۷۴، تاریخ اسماء الثقات، ص ۱۶۲)

☆ عبداللہ بن حسان التمیمی العنبری، ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/۷۱)

☆ عبداللہ بن صالح، انکی کنیت ''ابو صالح'' تھی- ''ثقہ و مامون'' ہیں- یہ موسیٰ ابن علی، معاویہ بن صالح، لیث بن سعد اور یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (الجرح والتعدیل، ۵/۸۶)

☆ عبداللہ بن وہب بن مسلم، (م۱۹۷ھ) آپ کی کنیت ''ابومحمد'' ہے- قبیلہ ''بنوفہر'' سے نسبت ولا رکھتے ہیں- مصر کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث نامور فقیہ اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں- ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے- آپ ثقہ، حجت، حافظ اور مستقل مجتہد تھے- کسی کے مقلد نہیں تھے- ۳۶ حج کئے- (الطبقات الکبریٰ، ۷/۲۳۹، تہذیب، ۶/۶۶-۶۸، التاریخ الکبیر، ۵/۱۱۷، ۱۱۸، تقریب، ۱/۳۲۰)

☆ عبد بن حمید، ابومحمد الکسی، (م۲۴۹ھ) ان کا اصل نام ''عبدالحمید'' تھا- حافظ اور صاحب تصنیف تھے- (الکاشف، ۲/۱۹۵)

☆ عبیداللہ بن علی بن ابی رافع المدنی: ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- محدثین نے ان کے بارے

میں "لاباس بہ" کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۵/۵۴،الکاشف، ۲/۱۹۷)

☆ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، ابوالحسن بن ابی شیبہ الکوفی، (م۲۳۹ھ) صدوق ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- صاحب المسند اور تفسیر ہیں- (تہذیب،۳/۷۸،الکاشف،۲/۲۲۳)

☆ علی بن حجر، ابن ایاس، بغداد میں رہے پھر مرو میں- ''ثقہ حافظ ہیں''- (تقریب، ۱/۳۹)

☆ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوالحسین ابوالحسن، زین العابدین، (م۹۴ھ) واقعہ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھے- اسوقت انکی عمر ۲۳ سال تھی- ''ثقہ، مامون، کثیر الحدیث'' تھے- اہل بیت میں ان جیسا کوئی نہ تھا- (تھذیب الکمال، ۲۰/۳۸۲-۴۰۴)

☆ عیزار بن حریث: ''ثقہ'' ہیں- (تقریب، ۱/۴۶)

☆ فائد، مولی عبیداللہ بن علی بن ابی رافع: یحییٰ بن معین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (الکاشف، ۲/۳۲۵، تھذیب، ۳/۳۸۱)

☆ قتادہ بن دعامۃ بن قتادہ بن عزیز...... ابوالخطاب السدوسی، (م۱۱۷ھ) ''ثقہ، مامون اور حجۃ فی الحدیث'' تھے- قرآن اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے- (تھذیب، ۸/۳۰۷)

☆ قتیبہ بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ الثقفی، (م۲۴۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۳۹

☆ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ، البخاری، (م۲۵۶ھ) انکی وجہ شہرت انکی مشہور کتاب "الجامع الصحیح" ہے- طلب حدیث کے لیے بے شمار سفر خراسان، عراق، حجاز، شام اور مصر میں گئے- ان سے بے شمار لوگوں نے روایت کی ہے- (تھذیب الکمال، ۲۴/۴۶۸-۴۳۰)

☆ محمد بن بشار بن عثمان، ابوبکر العبدی، (م۲۵۲ھ) ابوحاتم اور العجلی نے ''ثقات'' میں ان کا شمار کیا ہے- (الکاشف، ۳/۲۱، تھذیب الکمال، ۶/۲۴۷)

☆ محمد بن بشر بن الفرافصۃ بن المختار العبدی، ابوعبداللہ الکوفی، (م۲۰۳ھ) ''ثقہ'' ثبت ہیں- (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۱۱)

☆ محمد بن جعفر غندر- ابوعبداللہ (م۱۹۳ھ) محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۶/۲۶۵، الکاشف ۳/۲۶)

☆ محمد بن حمید الرازی، (م۲۴۸ھ) حافظ، کچھ لوگوں نے ان کو ''ثقہ'' اور کچھ نے ''ثقہ'' قرار نہیں دیا- یعقوب بن شیبہ نے ان کو ''کثیر المناکیر'' کہا ہے- (الکاشف، ۳/۳۲)

☆ محمد بن معمر ربیع القیسی، (م۲۵۰ھ) بالجرائی کے نام سے مشہور ہوئے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تقریب، ۳/۲۰۶، تھذیب الکمال، ۶/۵۲۳)

☆ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد فارس بن ذؤیب الذھلی، ابوعبداللہ نیشاپوری، (م۲۷۸ھ) ''ثقہ، مامون اور امیر المومنین فی الحدیث'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۶۱۷/۲۶-۶۲۹، الکاشف، ۹۴/۳)

☆ مطرف بن عبیداللہ بن الشخیر، (م۸۷ھ) ''ثقہ'' اور کبار تابعین میں سے تھے- (تھذیب، ۱۵۸/۱۰، ۱۵۹)

☆ معاویہ بن صالح بن قدیر بن سعید بن سعد بن فھر الحضرمی، انکی کنیت ''ابوعمر'' یا ''ابوعبدالرحمان'' تھی- یہ ارطاۃ بن المنذر، ازھر بن سعید، زیاد بن ابی سودہ، یحییٰ بن سعید انصاری سے جبکہ ان سے اسد بن موسیٰ، بشر بن السری اور عبداللہ بن صالح وغیرہ روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۸۶/۲۸-۱۹۴)

☆ معاویہ بن ہشام، (م۲۰۴ھ) کنیت ''ابوالحسن'' تھی- بنی اسد کے آزاد کردہ غلام ہیں- انہیں معاویہ بن ابی العباس بھی کہا جاتا تھا- (التاریخ الکبیر، ۲۱۴/۷، تقریب، ۵۹۳/۲، تھذیب الکمال، ۲۲۴/۱۸)

☆ معمر بن راشد ابوعروہ الازدی، (م۱۵۳ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۳

☆ مفضل بن عبید اللہ الجزری، ابوعبداللہ العنبسی، (م۱۶۶ھ) عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ''صالح الحدیث، ثقہ'' جبکہ یحییٰ بن معین نے ان کو ''ضعیف'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۷۶/۲۸، الکاشف، ۱۱۴/۳)

☆ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ بن الحارث، (م۱۳۸ھ) ان کی والدہ کا نام ''صفیہ بنت شیبہ'' تھا- ابوحاتم نے ان کو ''صالح الحدیث'' کہا ہے- ابن سعد نے ان کو ''ثقہ اور قلیل الحدیث'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۳۹۶/۱۸)

☆ یحییٰ بن ایوب المقابری: بغداد کے رہنے والے انتہائی عبادت گزار انسان تھے- ''ثقہ'' ہیں- (تقریب، ۲۵۵/۲)

☆ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سھل انصاری، (م۱۴۴ھ) دیکھیے صفحہ ۱۸۴

☆ یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید بن مسلم بن عبید، ابوسعید الکوفی، (م۲۳۷ھ) نسائی نے ان کو ''لیس بثقہ'' بعض محدثین نے ان کو ''منکر الحدیث'' جبکہ ابن حبان نے ان کو ''ثقات'' میں شمار کیا ہے- (تقریب، ۳۶۳/۴، الکاشف، ۲۲۶/۳)

☆ یحییٰ بن یحییٰ بن بکر التیمی النیشاپوری، ابوزکریا، (م۲۲۶ھ) ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے- بہت بڑے عالم تھے- ثبت، فقیہ اور صاحب حدیث تھے- (الکاشف، ۲۳۸/۳)

☆ یزید بن رومان، ابو روح، (م۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۴۴

☆ یزید بن عبداللہ بن قسیط اللیثی المدنی الاعرج، (م۱۲۲ھ) ''ثقہ'' ہیں- (تاریخ اسماء الثقات، ص، ۲۵۵، الکاشف، ۲۴۶/۳)

☆ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری، ابو یوسف، (۲۰۸ھ) ''ثقہ'' اور ''صدوق'' ہیں- (تہذیب الکمال، ۳۰۹/۳۲-۳۱۱، الکاشف، ۲۵۴/۳)

☆ یونس بن بکیر بن واصل بن شیبانی، دیکھیے صفحہ، ۱۳۵

باب پنجم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ معاشرت

فصل اول:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت "سربراہِ خاندان"

☆ مثالی شوہر

☆ شفیق باپ

فصل دوم:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات

☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک

☆ غلاموں سے برتاؤ

فصل اول:

- ☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''سربراہِ خاندان''
- ☆ مثالی شوہر
- ☆ شفیق باپ

تعارف باب پنجم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت نے جہاں حیاتِ انسانی کے ہر گوشے اور شعبے کو زریں اور رہنما اصول عطا فرمائے وہاں خود بھی اپنے اسوۂ حسنہ سے ان اصولوں کو اپنی ذات اقدس پر لاگو کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جہاں آپؐ مدبر، مصلح، مقنن، خطیب، مفکر، رہبر و رہنما اور حکمران ہیں وہاں آپؐ بحیثیت سربراہ خاندان ایک ''مثالی شوہر'' اور ''مشفق باپ'' ہیں۔ آپؐ نے قرابتدار خواتین سے بھی حسن سلوک فرمایا اور غلام جو کسی بھی معاشرے کا سب سے کمزور طبقہ شمار کیے جاتے ہیں- ان کو بھی معاشرے میں بہتر مقام دیا۔ اس باب میں وہ تمام روایات شامل کی گئی ہیں۔ جن سے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ معاشرت کے تابناک پہلو'' پر روشنی پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''سربراہ خاندان''

انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے ''بحیثیت سربراہِ خاندان'' وہ مثال قائم کی جسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔

﴿عن عمرة بنت عبدالرحمن. رحمهما الله . قالت: سألت عائشة.رضی الله تعالیٰ عنها. کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خلا مع نسائه، قالت: کان کرجل من رجالکم، الا انه کان اکرم الناس واحسن الناس خلقاً کان ضحاکا بسّاما صلی الله علیه وسلم﴾ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر (خلوت) میں اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح رہتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بظاہر وہ تم مردوں کی طرح مرد تھے مگر انتہائی انس ومحبت سے پیش آنے والے گھل مل جانے والے اور انتہائی شگفتہ مزاج تھے۔ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔

مثالی شوہر:

حضرت خدیجہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔جنہیں آپؐ نے عظیم شرفِ رفاقت عطا فرمایا۔اور ۲۵ سال انتہائی خوشگوار منزلی زندگی کے مراحل طے فرمائے۔انؓ کی رحلت کے بعد بھی ان کی یاد میں انکی سہیلیوں کو تحائف بھجواتے اور حضرت خدیجہؓ کی ہمیشہ بے حد تعریف فرماتے۔

حدثنی عمر بن محمد بن حسن، حدثنا ابی حدثنا حفص عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی احد من نسای النبی صلی الله علیه وسلم ما غرت علی خدیجة وما رأیتها ولکن کان النبی صلی الله علیه وسلم یکثر ذکرها وربما ذبح الشاة ثم یقطعها أعضای ثم یبعثها فی صدائق خدیجة فربما قلت له کانه لم یکن فی الدنیا امراة الا خدیجة فیقول: انها کانت وکانت وکان لی منها ولد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر نہیں آتا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر فرماتے اور اکثر آپ کوئی بکری ذبح فرماتے۔پھر اس کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپؐ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی

۱۔ سبل الهدیٰ، فی حسن خلقه صلی الله علیه وسلم ۹/ ۶۹

نہیں۔تو آپؐ فرماتے: ہاں وہ ایسی ہی تھیں انہیں سے میرے اولاد ہوئی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب: تزويج النبی صلی الله عليه وسلم خديجة وفضلها (حديث: ۳۸۱۸) ص، ۶۴۰، الاستيعاب، ۴/ ۳۸۴، السمط الثمين ص، ۴۹، مجمع الزوائد، ۹/ ۳۶۱

اہل خانہ سے محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل خانہ سے بے حد پیار تھا نا صرف اہل خانہ بلکہ ان سے ملنے والوں سے بھی تعلقات کا حق ادا فرماتے رہے۔ نیز اپنی مؤدت کا اظہار کرنے کے لیے ان کو تحائف بھی بھجواتے۔

حدثنا سعيد بن عفير حدثنا الليث قال کتب الی هشام ان ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما غرت علی أمراة للنبی صلی الله عليه وسلم ما غرت علی خديجة هلکت قبل ان يتروجنی لما کنت اسمعه يذکرها وامره الله ان يبشرها ببيت من قصبٍ وان کان ليذبح الشاة فيهدی فی خلائلها منها ما يسعهن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہؓ پر آتا ہے۔ اتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی پر نہیں آتا (حالانکہ) وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اس وجہ سے کہ میں اکثر آپ کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیں اور آپؐ بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے والوں کو اس میں سے بقدر کفایت بطور تحفہ بھیجتے تھے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، کتاب مناقب الانصار، باب: تزويج النبی صلی الله عليه وسلم خديجه وفضلها۔ (حديث: ۳۸۱۶) ص، ۶۸۱، الجامع للترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خديجة رضی الله عنها (حديث: ۳۸۷۵) ص، ۸۷۵

اہل خانہ سے مزاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ سے نہایت اخلاق سے پیش آتے اور ان کو خوش وخرم رکھنے اور ان سے انس ومحبت کے لیے کبھی کبھی مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے۔

حدثنا محمد بن عوف حدثنا سعيد بن ابی مريم اخبرنا يحيی بن ايوب قال حدثنی

عمارة بن غزية ان محمد بن ابراهيم حدثه عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدم رسول الله صلی الله عليه وسلم من غزوة تبوک او خيبر وفی سهوتها ستر فهبت ريح فكشفت ناحية الستر عن بنات لعائشة لعب فقال: ما هذا يا عاشة؟ قالت: بناتی ورای بينهن فرسا له جنا حان من رقاع فقال: ما هذا الذی أری وسطهن؟ قالت: فرس قال وما هذا الذی عليه قالت: جناحان قال فرس له جناحان قالت: أما سمعت ان لسليمان خيلا لها اجنحة قالت فضحک حتی رأيت نواجذه﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو طاقچہ میں ایک پردہ پڑا تھا- جب ہوا چلی تو پردے کا ایک کنارہ کھل گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کھیلنے کی گڑیاں نظر آنے لگیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میری گڑیاں ہیں اور آپؐ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دو بازو والا دیکھا کترنوں کا بنا ہوا- تو آپؐ نے فرمایا کہ میں ان کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ گھوڑا ہے- آپؐ نے فرمایا کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دو پر ہیں- آپؐ نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایسا گھوڑا تھا جس کے پر تھے- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کے نواجذ (داڑھیں) دیکھ لیں-

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: اللعب بالبنات، (حدیث:۴۹۳۲) ص، ۶۹۵

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہو اور وہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھیں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مزاج شناسی کا ملکہ بدرجۂ اتم موجود تھا-

حدثنا محمد اخبرنا عبدة عن هشام بن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انی لاعرف غضبک ورضاک قالت: قلت وكيف تعرف ذاک يا رسول اللهﷺ؟ قال: انک اذا كنت راضية قلت بلی ورب محمد واذا كنت ساخطة قلت لا ورب ابراهيم" قالت: قلت اجل لست اهاجر الا اسمک﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری خوشی اور

ناراضگی کو پہچان لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس طرح پہچان لیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا "تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو" لاورب محمد اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لاورب ابراہیم (قسم ہے ابراہیمؑ کے رب کی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا جی ہاں، میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الھجران لمن عصی (حدیث:۶۰۷۸) ص۔ ۱۰۶۱: کتاب النکاح، باب: غیرۃ النساء ووجدھن (حدیث:۵۲۲۸) ص، ۱۱۳۴

بیویوں کی خواہش کا احترام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کے بعد باری باری تمام ازواج مطہراتؓ سے مختصر ملاقات اور مزاج پرسی کے لیے ان کے حجروں میں تشریف لے جاتے اس موقع پر بعض کسی مشروب سے آپؐ کی تواضع فرماتیں جسے آپؐ بہت شوق سے نوش فرماتے۔

حدثنا فروۃ بن ابی المغرای حدثنا علی بن مسھر عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب العسل والحلوای وکان اذا انصرف من العصر دخل علی نسائہ فیدنو من احداھن فدخل علی حفصۃ بنت عمرؓ فاحتبس اکثر ماکان یحتبس فغرت فسالت عن ذلک فقیل لی اھدت لھا امراۃ من قومھا عکۃ من عسل فسقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہ شربۃ فقلت: اما واللہ لنحتالن لہ فقلت لسودۃ بنت زمعۃ انہ سیدنو منک فاذا دنا منک فقولی اکلت مغافیر فانہ سیقول لک لا فقولی لہ ما ھذہ الریح التی اجدمنک فانہ سیقول لک سقتنی حفصۃ شربۃ عسل فقولی لہ جرست نخلہ العرفط وساقول ذلک وقولی انت یا صفیۃ ذاک قالت تقول سودۃ فواللہ ما ھو الا ان قام علی الباب فاردت ان ابادیہ بما امرتنی بہ فرقا منک فلما دنا منھا قالت لہ سودۃ یا رسول اللہ اکلت مغافیر قال: لا قالت: فما ھذہ الریح التی اجد منک قال: سقتنی حفصۃ شربۃ عسل فقالت: جرست نخلۃ العرفط فلما دار الی قلت لہ نحو ذلک فلما دار الی صفیۃ قالت لہ مثل ذلک فلما دار الی حفصۃ قالت: یا رسول اللہ! الا اسقیک منہ قال: لا حاجۃ لی فیہ قالت: تقول سودۃ واللہ لقد حرمناہ قلت لھا اسکتی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیز پسند کرتے تھے، اور جب نماز عصر سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لاتے اور ان میں سے کسی کے پاس جاتے، ایک دن حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے، مجھے رشک ہوا تو میں نے اس کے متعلق دریافت کیا، مجھے بتایا گیا کہ ان کے پاس ان کی قوم کی کسی عورت نے تھوڑا سا شہد تحفۃً بھیجا تھا اس میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑا پلایا، تو میں نے کہا: بخدا میں کچھ حیلہ کروں گی، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ عنقریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لے جائیں گے جب تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ پھر تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو کہنا پھر کس چیز کی بو آ رہی ہے، آپ (یقیناً) فرمائیں گے کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنھا نے تھوڑا شہد پلایا ہے، تم جواب دینا کہ شاید مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ رضی اللہ عنھا! تم بھی یہی کہنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں، سودہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ بخدا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف لائے بھی تھے کہ میں نے تمہارے ڈر کے سبب سے وہ بات کہنی چاہی جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو سودہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، سودہؓ نے عرض کیا: پھر یہ کس چیز کی بو آ رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنھا نے مجھے تھوڑا سا شہد پلایا ہے، سودہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا: شاید مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا: اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا، جب آپؐ دوبارہ حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اسکی ضرورت نہیں، سودہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں بخدا! ہم نے اس کو آپؐ پر حرام کرا دیا، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا خاموش رہ (کہیں آپ کو خبر نہ ہو جائے)

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب: لم تحرم ما احل اللہ لک (حدیث:۵۲۶۸) ص، ۱۱۴۲

صبح وشام ازواج سے ملاقات

ربط و محبت اور گھریلو دیکھ بھال کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ازواج مطہرات سے ملنے صبح وشام جایا کرتے تھے اور سب کے پاس تھوڑی دیر رُکا کرتے تھے۔

حدثنا فروۃ حدثنا علی بن مسھر عن ھشام ان ابیہ ﴿عن عائشۃ رضی اللہ عنھا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصرف من العصر دخل علی نسائہ فیدنو من احداھن فدخل علی حفصۃ فاحتبس اکثر مما کان یحتبس﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نو بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور کسی کے پاس کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے، ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں معمول سے زیادہ ٹھہرے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: دخول الرجل علی نسائہ فی الیوم (حدیث: ۵۲۱۲)، ص، ۱۱۳۲

اہل خانہ کے جذبات کا احترام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی بیویوں کے جذبات کا احترام فرماتے اور ان پر زبردستی اپنی مرضی مسلط نہ فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپؐ کے حبالۂ عقد میں آئیں تو ابھی نو عمر تھیں۔ اس عمر میں کھیل کود کی طرف انؓ کے فطری میلان سے آپؐ بخوبی باخبر تھے۔ اس وجہ سے آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کھیل کود کے مشاغل جاری رکھنے سے منع نہ فرمایا۔

حدثنا مسدد حدثنا حماد عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ﴿عن عائشۃ قالت: کنت العب بالبنات فربما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی الجواری فاذا دخل خرجن واذا خرج دخلن﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور میرے پاس لڑکیاں بیٹھی ہوتی تھیں جب آپؐ داخل ہوتے تو وہ لڑکیاں نکل جاتیں اور جب آپ تشریف لے جاتے تو وہ داخل ہو جاتیں۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: اللعب بالبنات (حدیث: ۴۹۳۱) ص، ۶۹۵، السنن لابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: حسن معاشرہ النساء، (حدیث: ۱۹۸۲) ص، ۲۸۳، (اس میں "فکان یسرب الی صواحباتی بلاعبنی" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جبکہ ابن ماجہ حفص بن عمرو، عمر بن حبیب القاضی سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں۔)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خوش کرنے کے لیے ان کی پسند کے کھیل کھیلتے۔

حدثنا هشام بن عمار: حدثنا سفيان بن عيينه، عن هشام بن عروه عن ابيه، ﴿عن عائشة قالت: سابقني النبي صلى الله عليه وسلم فسبقته﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ دوڑے میں آپؐ سے آگے نکل گئی۔

تخریج:

ألسنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، (حديث:۱۹۷۹) ص، ۲۸۳، المسند لامام احمد بن حنبل، (حديث: ۲۴۹۲۰)، ۲۶۰/۷

بیویوں کو پیار سے پکارنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور کبھی کبھی اپنی اس محبت کے اظہار کے لیے انہیں ان کے اصل نام کی بجائے کسی اور نام سے پکارتے (۱)

حدثنى ابو سلمه ﴿أن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائش! هذا جبريل يقرئ عليك السلام، قالت: وعليه السلام ورحمة الله قالت: وهو يرى مالا أرى﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام ہیں، تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ وہ دیکھ سکتے ہیں، میں نہیں دیکھ سکتی۔

تخریج:

الادب المفرد (للبخارى) باب العاص (حديث:۸۲۷) ص، ۲۸۸، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الانبياء باب: فضل عائشة رضى الله عنها، سبل الهدى، فى اختصاره صلى الله عليه وسلم بعض اسماء اصحابه ۳۶۲/۹

۱- کبھی کبھار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی سرخ وسفید رنگ کی وجہ سے حمیراً کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ﴿عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا حميراء ان ويحك وونسك رحمة﴾ (الآحاد والمثانى، ص، ۵۹۶)

بیویوں کی دلجوئی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کی دلجوئی کرتے اور ان کا دل بہلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے۔

حدثنا عبدالله بن محمد حدثنا هشام اخبرنا معمر عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان الحبش يلعبون بحر ابهم فسترنی رسول الله صلی الله عليه وسلم وانا انظر فما زالت انظر حتى كنت انا انصرف فاقدرو اقدر الجارية الحديثة السن تسمع اللهو﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند حبشی چھری گنگا سے کھیل رہے تھے اور اپنا اپنا پٹا دکھلا رہے تھے، آپ بھی اس کو دیکھ رہے تھے، اور مجھے اپنے پیچھے کر لیا تھا، جب تک میرا جی چاہا میں دیکھتی رہی، پھر خود ہی اکتا کر لوٹ آئی، آپؐ نے منع نہ کیا، اب اس سے اندازہ کر لو کہ ایک کمسن لڑکی کتنی دیر کھیل کو دیکھ سکتی ہے۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخاری، كتاب النكاح، باب: حسن المعاشرة مع الاهل، (حديث:۵۱۹۰)، ص۔ ۱۱۲۶

ایک اور حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حدثنا الحسن بن صباح البزار حدثنا زيد بن حباب عن خارجة بن عبدالله بن سليمان بن زيد بن ثابت اخبرنا يزيد بن رومان عن عروة ﴿عن عائشة قالت: كان رسول الله صلی الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلی الله عليه وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة! تعالی فانظری فجئت فوضعت لحيی علی منكب رسول الله صلی الله عليه وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الی راسه فقال لی: اما شبعت أما شبعت قالت: فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عنده اذ طلع عمر قالت: فارفض الناس عنها قالت: فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انی لانظر الی شياطين الانس والجن قد فروا من عمر قالت: فرجعت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور وغل اور بچوں کی آواز سنی۔ آپ کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ! آؤ دیکھو، میں گئی اور تھوڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھوڑی رکھ کر اس عورت کو دیکھنے لگی۔ میری تھوڑی آپؐ کے کندھے

اور سر کے درمیان تھی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارا جی نہیں بھرا؟ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپؐ کے نزدیک میری کیا قدر و منزلت ہے۔ لہٰذا میں نے کہا: نہیں۔ اتنے میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور انہیں دیکھتے ہی سب بھاگ گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں شیاطین جن وانس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر میں لوٹ آئی۔

تخریج:

الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب :قوله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليخاف منك يا عمر، (حديث:۳۶۹۱)، ص، ۸۴۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے سراپا محبت تھے۔ ان سے لاڈ پیار کرنا اور ان کی دلچسپی کے لیے نئے پہلو پیدا کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔

حدثنا اسماعيل قال حدثني ابن وهب قال عمرو حدثني ابو الاسود عن عروة ﴿عن عائشة رضى الله عنها دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندى جاريتان تغنيان بغناى بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه فدخل ابو بكر فانتهرنى وقال مزمارة الشيطان عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا قالت: وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم واما قال تشتهين تنظرين فقالت نعم فاقامنى ورائه خدى على خده ويقول: "دونكم بنى أرفدة" حتى اذا مللت قال: حسبك قلت: نعم قال: فاذهبى.﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں تھیں، جو جنگ بعاث کے واقعات گا رہی تھیں، آپؐ بستر پر لیٹ رہے اور اپنا منہ پھیر لیا، پھر ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطانی باجہ کا کیا کام، لیکن آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا انہیں چھوڑ دو، جب آنحضرت ایک دوسرے کام میں مصروف ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کر دیا، وہ نکل گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ عید کے دن حبشی نیزے اور ڈھال کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، پس میں نے آپ سے درخواست کی یا آپؐ نے مجھ سے فرمایا، کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں؟ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا رخسار آپ کے رخسار کے قریب تھا، اور آپؐ فرماتے جاتے تھے "دونکم بنی ارفدة" یہاں تک کہ جب میں تھک گئی، تو آپؐ نے فرمایا،

بس، میں نے کہا: جی آپؐ نے فرمایا، اچھا اب جاؤ۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الجهادوالسیئر، باب: الدرق (حدیث:۲۹۰۶،۲۹۰۷) ص، ۴۸۰، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید (حدیث:۹۴۹،۹۵۰)، ص، ۱۵۲، کتاب العیدین، باب: اذا اقامة العید یصلی رکعتین، (حدیث: ۹۸۷،۹۸۸) ص، ۱۵۹، کتاب العیدین، باب: سنة العیدین لاهل الاسلام، (حدیث:۹۵۲) ص، ۱۵۳

بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا مظاہرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیویوں کے ساتھ تحمل و بردباری سے پیش آتے تھے۔ غزوۂ بنومصطلق سے واپسی پر پیش آنے والا ''واقعہ افک'' بہت پریشان کن واقعہ تھا۔ منافقین نے اپنی طرف سے مسلمانوں کی اخلاقی فوقیت و برتری پر وار کیا تھا مگر اس موقع پر بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و تحمل کا طرز عمل اختیار کیا۔

حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابی شهاب قال اخبرنی عروة بن الزبیر وسعید بن المسیب وعلقمه بن وقاص و عبید الله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود ﴿عن حدیث عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم حین قال لها اهل الافک ما قالو فبراها الله مما قالوا وکل حدثنی طائفة من الحدیث و بعض حدیثهم یصدق بعضا وان کان بعضهم أوعی له من بعض الذی حدثنی عروة عن عائشة رضی الله عنها ان عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت: کان صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یخرج اقرع بین ازواجه فایتهن خرج سهمها خرج بها رسول الله صلی الله علیه وسلم معه قالت عائشة: فاقرع بیننا فی غزوة غزاها فخرج سهمی فخرجت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم بعدما نزل الحجاب فانا احمل فی هودجی وانزل فیه فسرنا حتی اذا فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم من غزوته تلک وقفل ودنونا من المدینة قافلین اذن لیلة بالرحیل فقمت حین اذنوا بالرحیل فمشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت شانی أقبلت الی رحلی فاذا عقدلی من جزع ظفار قد انقطع فالتمست عقدی وحبسنی ابتغاوه واقبل الرهط الذین کانوا یرحلون لی فاحتملوا هودجی فرحلوه علی بعیری الذی کنت رکبت وهم یحسبون انی فیه وکان النسای اذ ذاک خفافا لم یثقلهن انما تاکل العلقه من الطعام فلم یستنکر القوم خفة الهودج حین

رفعوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدى بعدما استمر الجيش فجئت منازلهم وليس بها داع ولا مجيب فاممت منزلى الذى كنت به وظننت انهم سيفقدونى فيرجعون الى الجيش فادلج فاصبح عند منزلى فراى سواد انسان نائم فاتانى فعرفنى حين رانى وكان رانى قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين عرفنى فخمرت وجهى بجلبابى ووالله ماكلمنى كلمة ولاسمعت منه كلمة غير استرجاعه حتى اناخ راحلته فوطى على يديها فركبتها فانطلق يقود بى الراحلة حتى اتينا الجيش بعدما نزلوا موغرين فى نحر الظهيرة فهلك من هلك وكان الذى تولى الافك عبدالله بن ابى ابن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت حين قدمت شهراً والناس يفيضون فى قول اصحاب الافك لا اشعر بشى من ذلك وهو يريبنى فى وجعى انى لا اعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذى كنت ارى منه حين اشتكى انما يدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تيكم ثم ينصرف فذاك الذى يريبنى ولا اشعر بالشر حتى خرجت بعدما نقهت فخرجت معى ام مسطح قبل المناصع وهو متبرزنا وكنا لا نخرج الا ليلا الى ليل وذلك قبل ان نتخذ الكنف قرباً من بيوتنا وامرنا امر العرب الاول فى التبرز قبل الغائط فكنا نتادى بالكنف ان نتخذها عند بيوتنا فانطلقت انا وام مسطح وهى ابنة ابى رهم بن عبد مناف وامها بنت صخر بن عامر خالة ابى بكر الصديق وابنها مسطح بن اثاثة فاقبلت انا وام مسطح قبل بيتى وقد فرغنا من شاننا فعثرت ام مسطح فى مرطها فقالت: تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت اتسبين رجلاً شهد بدراً قالت اى هنتاه اولم تسمعى ما قال قالت: قلت وما قال فاخبرتنى بقول اهل الافك فازددت مرضاً على مرضى فلما رجعت الى بيتى ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم تعنى سلم ثم قال كيف تيكم فقلت: اتاذن لى ان آتى ابوى قالت. وانا حينئذ اريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئت ابوى فقلت لامى: يا امتاه ما يتحدث الناس قالت: يا بنية هونى عليك فوالله لقلما كانت امراه قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر الا كثرن عليها قالت: فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس بهذا قالت فبكيت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم حتى اصبحت ابكى فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب واسامة بن زيد رضى الله عنهما حين استلبث الوحى

يستامرهما في فراق اهله قالت فاما اسامة بن زيد فأشار على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم من برائة اهله وبالذى يعلم لهم فى نفسه من الود فقال: يا رسول الله اهلك ولا نعلم الا خيراً وأما على بن ابى طالب فقال يا رسول الله! لم يضيق الله عليك والنساى سواها كثير وان تسال الجارية تصدقك قالت: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة فقال: اى بريرة هل رأيت من شي يريبك قالت: بريرة لا والذى بعثك بالحق ان رايت عليها أمراً أغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتاتى الداجن فتاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستعذر يومئذ من عبدالله بن ابى ابن سلول قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهو على المنبر يا معشر المسلمين! من يعذرنى من رجل قد بلغنى أداه فى اهل بيتى فوالله ما علمت على أهلى الا خيراً ولقد ذكروا رجلاً ما علمت عليه انا خيراً وما كان يدخل على اهلى الا معى فقام سعد بن معاذ الانصارى فقال: يا رسول الله! انا اعذرك منه ان كان من الاؤس ضربت عنقه وان كان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا أمرك قالت: فقام سعد بن عبادة وهو سيّد الخزرج وكان قبل ذلك رجلاً صالحاً ولكن احتملته الحمية فقال لسعد كذبت لعمر الله لا تقتله ولا تقدر على قتله فقام اسيد بن حضير وهو ابن عم سعد بن معاذ فقال لسعد بن عبادة كذبت لعمر الله لنقتلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فتثاور الحيان الاوس والخزرج حتى هموا ان يقتلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم على المنبر فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفضهم حتى سكتوا وسكت قالت فبكيت: يومى ذلك لا يرقا لى دمع ولا اكتحل بنوم قالت: فاصبح ابواى عندى وقد بكيت ليلتين ويوما لا اكتحل بنوم ولا يرقا لى دمع يظنان ان البكاى فالق كبدى قالت فبينما هما جالسان عندى وانا ابكى فاستأذنت على امراة من الانصار فاذنت لها فجلست تبكى معى قالت فبينا نحن على ذلك دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جلس قالت: ولم يجلس عندى منذقيل ما قيل قبلها وقد لبثهراً لا يوحى اليه فى شانى قالت: فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس ثم قال: اما بعد يا عائشة! فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبرئك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفرى الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب الله عليه قالت: فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم

مقالته قلص دمعی حتی ما أحس منه قطرة فقلت لابی أحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما قال قال والله ما أدری ما أقول لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت لامی اجیبی رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: ما ادری ما اقول لرسول الله صلی الله علیه وسلم قالت: فقلت وانا جاریة حدیثة السن لا اقراء کثیراً من القران انی والله لقد علمت لقد سمعتم هذا الحدیث حتی استقر فی انفسکم وصدقتم به فلئن قلت لکم انی برئة والله یعلم انی برئة لا تصدقونی بذلک ولئن اعترفت لکم بامر والله یعلم انی منه برئة لتصدقنی والله ما احدلکم مثلا الا قول ابی یوسف قال (﴿فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون﴾) قالت: ثم تحولت فاضطجعت علی فراشی قالت وانا حینئذ اعلم انی بریئة وان الله مبرئی ببرائتی ولکن والله ما کنت اظن ان الله منزل فی شانی وحیاً یتلی ولشانی فی نفسی کان احقر من أن یتکلم الله فی بامر یتلی ولکن کنت ارجو ان یری رسول الله صلی الله علیه وسلم فی النوم رویا یبرئنی الله بها قالت: فوالله ما رام رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا خرج احد من اهل البیت حتی انزل علیه فاخذه ما کان یاخذه من البرحای حتی انه لیتحدر منه مثل الجمان من العرق وهو فی یوم شات من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت: فلما سری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم سری عنه وهو یضحک فکانت اول کلمة تکلم بها یا عائشة! اما الله عزوجل فقد براک فقالت: امی قومی الیه قالت: فقلت له والله لا اقوم الیه ولا احمد الا الله عزوجل فانزل الله عزوجل ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه العشر الایات کلها فلما انزل الله هذا فی برائتی قال ابوبکر الصدیق رضی الله عنه وکان ینفق علی مسطح بن اثاثة لقرابته منه وفقره والله لا انفق علی مسطح شیئاً ابداً بعد الذی قال لعائشة ما قال فانزل الله (﴿ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم﴾) قال ابوبکر: بلی! والله انی احب ان یغفر الله لی فرجع الی مسطح النفقه التی کان ینفق علیه وقال: والله لا انزعها منه ابداً قالت عائشة: وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسأل زینب ابنة جحش عن امری فقال: یا زینب! ما ذا علمت او رایت فقالت: یا رسول الله! احمی سمعی وبصری ما علمت انا خیراً قالت: وهی التی کانت تسامینی من ازواج رسول الله صلی الله علیه وسلم فعصمها الله بالورع وطفقت اختها

حمنة تحارب لها فهلكت فيمن هلك من اصحاب الافك﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ میں جاتے وقت اپنی بیویوں کے نام کا قرعہ ڈالتے تھے اور جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے تھے چنانچہ غزوۂ بنومصطلق پر جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکل آیا اور میں آپؐ کے ساتھ گئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ میں ایک ہودج میں سوار رہا کرتی تھی اور اگر اترنے کی ضرورت ہوتی تو ہودج کے سمیت اتاری جاتی تھی۔ غرض ہم اسی طرح سفر کرتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے فارغ ہو کر واپس آئے اور جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک رات یہ اتفاق ہوا کہ آپؐ نے روانگی کا حکم دیا۔ میں یہ حکم سن کر اٹھی اور لشکر سے دور رفع حاجت کے لئے چلی گئی۔ فارغ ہو کر لوٹی تو خیال آیا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کو تلاش کرنے لگی۔ مجھے تلاش کرنے میں دیر لگ گئی۔ اس درمیان میں وہ لوگ آ گئے جو میرا ہودج اٹھا کر مجھے اونٹ پر سوار کیا کرتے تھے انہوں نے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور یہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھی ہوں کیونکہ اس وقت عورتیں ہلکی اور مختنی ہوا کرتی تھیں کیونکہ بہت کم کھاتی تھیں لہٰذا ان کو ہودج کے ہلکے اور بھاری ہونے کا کوئی احساس نہیں ہوا اور ایک بات یہ بھی تھی کہ میں اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ غرض وہ ہودج لاد کر چلے گئے مجھے ہار تلاش کرنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ جب واپس آئی ہوں تو وہاں لشکر کا نام ونشان بھی نہیں تھا نہ کوئی انسان کہ جس سے بات کی جائے۔ میں اسی جگہ جہاں کہ رات سو رہی تھی اس خیال سے بیٹھ گئی کہ جب آپ مجھے نہیں دیکھیں گے تو اس جگہ ضرور تلاش کرنے آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی اور میں جھونکے کھانے لگی۔ لشکر کے پیچھے ایک آدمی گری پڑی چیز کی خبر رکھنے والا بھی تھا۔ جس کا نام صفوان بن معطل سلمی تھا۔ وہ پھرتا پھراتا اس جگہ آیا جہاں میں موجود تھی۔ اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا تو وہ بلند آواز سے انا لله وانا اليه راجعون پڑھنے لگے۔ اس کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً دوپٹہ سے منہ چھپا لیا۔ خدا کی قسم! اس نے مجھ سے بات تک نہیں کی اور اپنی اونٹنی بٹھا دی اور اس کے پاؤں کو پاؤں سے دبائے رکھا۔ میں اونٹنی پر سوار ہو گئی اور وہ غریب پیدل چلا اور اونٹنی کو ہانکتا رہا۔ آخر میں لشکر میں اس وقت پہنچی جب کہ دھوپ بہت تیز ہو چکی تھی اور بہت سخت تھی قافلہ کے بعض لوگوں نے مجھے متہم کیا اور اپنی عاقبت خراب کر لی۔ ان میں پہلا شخص عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ مدینہ میں آ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک ماہ تک برابر بیمار پڑی رہی اور لوگ یہ خبر برابر مشہور کرتے رہے اور مجھے اس واقعہ کے متعلق کوئی علم نہ تھا البتہ یہ چیز ضرور تکلیف دہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی سی محبت مجھ سے نہیں

کرتے تھے۔ صرف اتنا علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دیکھنے اور حال معلوم کرنے کے لیے تشریف لاتے اور حال دریافت کر کے فوراً واپس تشریف لے جاتے۔ آپؐ کے اس وطیرہ سے میں نے خیال کیا کہ آپؐ مجھ سے ناراض ہیں۔ ایک ماہ کے بعد جب میں کچھ تندرست ہوگئی تو ایک دن ام مسطح کو اپنے ساتھ لے کر رفع حاجت کے لیے مناصع کی طرف گئی کیونکہ یہ لوگ حاجت رفع کرنے کے لئے جنگل ہی کی طرف جاتے تھے اور رات کے وقت ہی باہر نکلتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ گھروں میں بیت الخلا نہیں ہوتے تھے اور بدبو کی وجہ سے نہیں بناتے تھے۔ یہ رسم عربوں میں عرصہ سے چلی آ رہی تھی۔ غرض واپس آتے ہوئے راستہ میں ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ کر رہ گیا اور وہ گرنے کے قریب ہوگئی اور کہنے لگی کہ مسطح مرے۔ میں نے کہا یہ کیا کہتی ہو۔ اس نے کہا: کہ تم بہت سیدھی اور بھولی ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا بتاؤ تو وہ کیا باتیں کہتا ہے؟ اس وقت ام مسطح نے مجھے اس جھوٹ بہتان اور اتہام کی ساری باتیں بتائیں۔ ایک تو میں پہلے ہی سے بیمار تھی پھر جب یہ سنا تو اور بیمار ہوگئی۔ واپس گھر میں آئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کو آئے تو دور سے ہی سلام کے بعد حال پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ میں ذرا اپنے والدین کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ میں ان سے جا کر پوچھوں گی کہ یہ کیا مصیبت ہے؟ اور کیسا طوفان اٹھایا گیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر چلی آئی اور والدہ سے جا کر دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ والدہ نے جواب دیا کہ اے میری بیٹی! تم اتنا غم مت کرو۔ خدا کی قسم! اکثر ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ مرد کے پاس کوئی حسین بیوی ہوتی ہے اور وہ مرد کو محبوب بھی ہوتی ہے تو اس کی دوسری بیویاں اس طرح کی باتیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا بات ہے۔ لوگوں نے اتنی بڑی بڑی باتیں کی اور آپ ان کو معمولی خیال کرتی ہیں۔ میں اس رات کو برابر روتی رہی نہ نیند آئی اور نہ ہی آنسو تھمے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تا کہ میرے چھوڑ دینے کا مشورہ کریں۔ اس لئے کہ وحی آنے میں دیر ہو رہی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کہ اہل بیت سے محبت کرتے تھے، کہا کہ اے اللہ کے رسول! عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت نیک ہیں اور ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو بری ہو مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں فکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی تو نہیں ڈالی ہے بہت سی نیک عورتیں اور موجود ہیں آپ اس معاملہ میں بریرہ لونڈی سے بھی دریافت کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوا کر دریافت فرمایا کہ اے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی کسی ایسی بات کو جانتی ہو جس سے تمہیں کچھ شبہ گزرا ہو۔ بریرہؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جسے چھپاؤں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم عمر بھولی اور سیدھی سادھی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر ویسے ہی چھوڑ کر سو رہتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا لیتی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کوئی ہے جو عبداللہ بن ابی بن سلول سے اس بات کا بدلہ لے کہ اس نے تہمت لگا کر مجھے رنج پہنچایا ہے اور میرے اہل بیت کو بھی تکلیف میں ڈالا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی اچھائی کے سوا کوئی برائی نہیں جانتا اور تہمت لگانے والوں نے اسے متہم کیا ہے جس کی برائی کبھی دیکھی نہیں گئی اور وہ شخص ہمیشہ میرے ہمراہ گھر جاتا تھا۔ آخر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس سے بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے بھی تعلق رکھتا ہے تب بھی میں اسے تہہ تیغ کر دوں گا اور اگر ہمارے بھائی قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر جو آپؐ سزا تجویز فرمائیں گے وہ دی جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے حالانکہ یہ آج سے پہلے نیک اور صالح تھے مگر خزرج کا نام سن کر انہیں حمیت قومی نے ستایا اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ تم اس کو نہیں مار سکتے ہو۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ ہم ضرور اس کو ماریں گے۔ تم منافق معلوم ہوتے ہو اسی لیے تم منافق کی حمایت کرتے ہو۔ غرض کہ دونوں طرف سے سخت کلامی ہونے لگی۔ ممکن تھا کہ جنگ کی نوبت آ جاتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خاموش کرانے لگے آخر سب خاموش ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس دن بھی روتی رہی اور مجھے نیند نہیں آتی تھی میں دو دن ایک رات برابر روتی رہی تو صبح میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور اس خیال سے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے وہ میرے پاس ابھی بیٹھے ہی تھے کہ انصاریہ عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اندر بلا لیا وہ آئی اور میرے ساتھ مل کر رونے لگی۔ اس کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے قریب بیٹھ گئے حالانکہ تہمت والے دن سے آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینہ گزر چکا تھا کہ کوئی وحی بھی میرے معاملہ کے بارے میں آپ کو نہیں آئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشھد ان لا الہ الا اللہ (یعنی میں اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں) پھر آپؐ نے ارشاد

فرمایا کہ اے عائشہ تمہاری وجہ سے مجھے بہت رنج اور تکلیف پہنچی ہے اگر تم بے قصور ہو تو تمہاری برات اور صفائی کے لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی نہ کوئی حکم نازل فرمائے گا اور اگر تم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس کی طرف توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اپنے قصور پر نادم ہو کر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر عنایت فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خاموش ہوئے اور اپنی بات پوری کر لی تو میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کو جواب دیجئے اور میرے آنسو بالکل خشک ہو چکے تھے میری والد نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں- پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجیے-انہوں نے بھی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں- آخر میں خود ہی بولی حالانکہ میں کم عمر تھی اور قرآن بھی اچھی طرح یاد نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ لوگوں کے کہنے سے آپ کے دلوں میں جو بات بیٹھ گئی ہے آپ نے اسے سچ جان لیا ہے، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں بے قصور ہوں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا اور اگر اقرار کر لوں تو اللہ جانتا ہے کہ میں بے قصور ہوں مگر آپ سچا خیال کریں گے۔ خدا کی قسم! مجھے سوائے اس مثال کے کوئی مثال یاد نہیں آئی کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا (﴿فصبرٌ جميلٌ والله المستعان على ما تصفون﴾) یعنی میں اچھی طرح صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ جو تم بیان کرتے ہو۔اس کے بعد میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی اور یہ خیال کرنے لگی کہ میں اس تہمت سے پاک ہوں اور اللہ ضرور میری نجات و برات کے لئے حکم ظاہر فرمائے گا۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا تھا کہ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں کہ میرے لیے وحی نازل کی جائے ہاں یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ کی نجات و برائت دکھا دے گا۔ خدا گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی جانے کا قصد بھی نہیں کیا تھا اور گھر کے دوسرے لوگ بھی سب اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی، پسینہ گرنے لگا اور وحی کی پوری کیفیت طاری ہو گئی اگرچہ سخت سردی کے دن تھے مگر وحی کی وجہ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے آپ کی پیشانی سے گر رہے تھے- جب وحی نازل ہو چکی تو آپ مسکرائے اور سب سے پہلے بات فرمائی کہ اے عائشہ! اللہ نے تم کو اس گناہ کے الزام سے بری کر دیا۔ میری والدہ نے کہا کہ جاؤ جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو اور ان کا شکریہ ادا کرو- میں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے اللہ ہی کا شکریہ ادا کروں گی-اس کے بعد آپؐ نے یہ آیات پڑھیں کہ (﴿ان الذين جاؤا بالافک عصبة منكم الخ سے رؤف رحيم تک﴾) یعنی دس آیات تک۔ پھر میرے والد ابو بکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں مسطح بن اثاثہ کی غربت اور قرابت کی وجہ سے اسے نفقہ دیا کرتا تھا مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس نے عائشہؓ کو بہت بدنام کیا ہے۔اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ (﴿ولا یاتل اولو الفضل سے غفور رحیم تک﴾) یعنی صاحب مال لوگوں کو نہ چاہیے کہ وہ کسی وجہ سے اس بات کی قسم کھالیں وہ غریب رشتہ داروں اور محتاجوں کو کوئی نان ونفقہ نہیں دیں گے بلکہ ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور ان کی خطا سے درگزر کریں کیا ان کو یہ پسند نہیں کہ اللہ انہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میں یہی چاہتا ہوں کہ خدا مجھ کو بخش دے۔ میں اب آئندہ نفقہ بند نہیں کروں گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پوچھا کرتے کہ عائشہ کیسی ہے؟ مگر وہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط رکھتی ہوں۔ میں نے تو عائشہؓ میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں حضرت زینبؓ ہی میرے برابر کی تھیں اور مجھ سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتی تھیں مگر اللہ نے انکی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں بچالیا اور انکی بہن حمنہ بن جحش اپنی بہن کے لیے جھگڑا کرنے لگی پھر جس طرح دوسرے بہتان باندھنے والے ہلاک ہوئے یہ بھی ہلاکت میں پڑی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ولولا اذسمعتموه قلتم مایکون لنا ...... هم الكذبون. (حديث :۴۷۵۰) ص، ۱۰۰۴

بیویوں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اس بات کا اہتمام فرماتے تھے کہ آپ کی کسی بات یا کسی طرزِ عمل سے کسی بیوی کو دکھ نہ پہنچے۔ آپؐ اپنی بیویوں کی بابت بھی یہ التزام فرماتے تھے کہ ان کی زبان اور کلام سے کسی بیوی کی دل شکنی نہ ہو۔

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا حماد عن ثابت البناني عن سمية ﴿عن عائشة رضى الله عنها انه اعتل بعير لصفية بنت حيى وعند زينب فضل ظهر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزينب اعطيها بعيراً فقالت: انا اعطى تلك اليهودية فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت

زینب کے پاس ایک سواری زائد از ضرورت تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے فرمایا کہ وہ اونٹ صفیہ کو دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس یہودیہ کو دیدوں۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ماہ تک ذوالحجہ، محرم اور صفر تک چھوڑے رکھا۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب السنة، باب ترک السلام علی أهل الاهواء (حدیث:۴۶۰۲) ص،۶۵۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۴۴۸۱)، ۷/۱۹۰

مساوات

معلمِ انسانیت نے قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے مثالی اور زرّیں اصول قائم فرمائے جس کی نظیر پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ آپؐ نے مساوات کا وہ معیار قائم کیا۔ جس پر مسلم و غیر مسلم انگشت بدنداں ہیں۔

حدثنا حبان بن موسیٰ اخبرنا عبدالله اخبرنا عاصم الاحول عن معاذة ﴿عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یستاذن فی یوم المراة منا بعد أن أنزلت هذه الاية "ترجی من تشای منهن وتووی الیک من تشای ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک" فقلت لها ما کنت تقولین؟ قالت: کنت اقول له ان کان ذاک الی فانی لا ارید یا رسول الله ان اوثر علیک احداً﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر باری والی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری بیوی کے یہاں جانا چاہتے تھے تو باری والی سے اجازت لیا کرتے تھے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد یعنی (ترجی من تشای منهن وتووی الیک من تشای الخ) معاذہؒ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے اجازت لیتے تھے تو آپ کیا جواب دیتی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو کہتی تھی کہ میں یہی چاہتی ہوں کہ آپ میرے ہی پاس قیام فرمائیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قوله، تخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشاه (حدیث:۴۷۸۹) ص، ۱۰۱۹

عدل بین الزوجین

انسانی نفسیات کے مطالعے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے مرد، ان میں سے کسی ایک کی طرف اس طرح مائل ہو جاتے ہیں کہ دوسری بیویاں معلقہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ عدل بین النساء یعنی متعدد بیویوں میں عدل و انصاف قائم رکھنا اور ان میں سے ہر ایک کی دلجوئی اور ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک میں ایسا توازن قائم کرنا کہ ہر بیوی اپنے شوہر کو آئیڈیل قرار دے۔ اور شوہر کی دوسری بیوی کو برداشت کرتے ہوئے کسی بھی صورت علیحدگی پسند نہ کرے ایک امر محال ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے انسان کی اسی سرشت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(﴿فان خفتم الاتعدلوا فواحدة﴾) (۱)

اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرو"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا یہ پہلو بھی حیرت انگیز طور پر مثالی ہے کہ اگر آپؐ نے ایک طرف "عدل بین النساء" کی ایک روشن مثال قائم فرمائی ہے دوسری طرف یہ کہ آپؐ جملہ ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے آئیڈیل ہیں۔ آپؐ ازواج مطہرات سے حسن معاشرت، حسنِ سلوک، دلجوئی اور عدل بین النساء کے معراج کمال پر نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے عملی طور پر تمام ازواج کے ساتھ یکساں رویہ اپنا کر یہ ثابت کر دیا کہ بیویوں میں عدل کیسے کیا جائے۔

حدثنا ابو نعیم حدثنا عبدالواحد بن ایمن قال حدثنی ابن ابی ملیکة عن القاسم ﴿عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا خرج اقرع بین نسائه فطارت القرعة لعائشة وحفصة وکان النبی صلی الله علیه وسلم اذ کان باللیل سار مع عائشة یتحدث فقالت حفصة: الا ترکبین اللیلة بعیری وارکب بعیرک تنظرین وانظر فقالت: بلی فرکبت فجای النبی صلی الله علیه وسلم الی جمل عائشة وعلیه حفصه فسلّم علیها ثم سار حتی نزلوا وافتقدته عائشه فلما نزلوا جعلت رجلیها بین الاذخر وتقول: یا رب سلط علیّ عقرباً او حیة تلدغنی ولا أستطیع ان اقول له شیئا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں باہر تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے۔ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہؓ کا نام نکل آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب رات کو چلتے تو عائشہؓ سے باتیں کرتے ہوئے چلتے، حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آج کی رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھوں، تمہارے اونٹ کو میں دیکھوں اور میرے

۱- الاحزاب، ۳۳:۶

اونٹ کو تم دیکھو، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اچھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے حالانکہ اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ آپؐ نے حفصہؓ کو سلام کیا، پھر روانہ ہو گئے اور جب منزل پر اترے تو عائشہؓ نے آپ کو نہ پایا، عائشہؓ نے اپنے دونوں پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈال دیئے اور کہنے لگیں اے اللہ! تو مجھ پر کوئی سانپ یا بچھو مسلط کر دے تا کہ وہ مجھ کو کاٹ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایات کرنے کی طاقت اور موقع مجھ کو نہ رہے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: القرعة بین النساء اذا اراد سفراً (حدیث:۵۲۱۱) ص، ۱۱۲۱، کتاب الشهادات، باب القرعة فی المشکلات (حدیث:۲۶۸۸) ص، ۴۳۸، الجامع للترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر (حدیث:۱۱۴۰) ص، ۲۷۶، السنن لابوداؤد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء (حدیث:۲۱۳۸) ص، ۳۰۹، مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فضل عائشه (حدیث:۱۵۲۹۸)، ۹/۳۷۲

آزادی اظہار رائے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ آفاقی اور قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے دائمی نمونہ کمال ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عیش وتنعم کی زندگی کو محض اس لیے اختیار نہ فرمایا کہ کہیں آنے والی نسلیں اسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تصور نہ کر لیں۔ ایک بار غنائم اور خوشحالی کے موقعہ پر ازواجِ مطہرات نے آپؐ سے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبے پر آپؐ نے ان سے علیحدگی اختیار فرمائی اور ایک ماہ گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے اس عمل کی تائید میں آیات نازل فرمائیں اور دینوی راحت پر اخروی نعمتوں کو ترجیح دینے کے رویے کو اپنے حبیب ﷺ کے لیے مستحسن قرار دیا۔ اس موقعہ پر آپؐ نے ازواج مطہرات پر اپنی مرضی مسلط نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کو آزادی دی کہ وہ چاہیں تو دینوی عیش وتنعم پسند کر لیں اور چاہیں تو اُخروی نعمتیں۔ تمام ازواج مطہرات نے بے ساختہ و بلا تردّد فقر وفاقہ کی زندگی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور خوشنودی حاصل ہو۔ اختیار فرمایا اور دینوی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔

وقال اللیث حدثنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی ابو سلمة بن عبدالرحمن ﴿ان عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم بتخیر ازواجه بدابی فقال انی ذاکر لک امرا فلاعلیک ان لاتعجلی حتی تستامری ابویک قالت: وقد علم ان ابوی لم یکونا یامر انی بفراقه قالت: ثم قال ان الله جل شانه قال: ﴿یایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوا ة الدنیا وزینتها الی اجر عظیما﴾ قالت: فقلت فی ای هذا استامر ابوی

فانی ارید اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ قالت: ثم فعل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما فعلت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے سب سے اول مجھ سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، جواب میں جلدی مت کرنا بلکہ اپنے والدین سے پوچھ کر جواب دینا۔ یہ بات آپؐ نے اس غرض سے فرمائی کہ کہیں میں مال کو پسند نہ کرلوں کیونکہ والدین تو آخرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو پسند کریں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا عائشہؓ! اگر تم دنیا کے مال و متاع کو پسند کرتی ہو تو پھر میں تم کو بہت سا مال دے کر خوشی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہو تو خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے بڑا اجر مقرر کیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم نیکی پر قائم رہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا: ''میں اس کو والدین سے کیا پوچھوں میں تو اللہ و رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں'' پھر یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ازواج سے فرمائی اور سب نے بھی یہی جواب دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ، وانا کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرہ .... (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹

بیویوں کے قرابتداروں سے حسنِ سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ ساتھ ان کے قرابتداروں سے بھی بے حد محبت فرماتے اور جہاں جہاں ان کو رہنمائی کی ضرورت پیش آتی۔ آپؐ ذاتی دلچسپی لیتے۔

حدثنی اسحق بن ابراھیم اخبرنا عیسیٰ بن یونس و حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامہ قالا حدثنا الولید بن کثیر حدثنی محمد بن عمرو بن عطای حدثنی محمد بن عمرو بن عطای ﴿حدثنی زینب بنت ام سلمۃ قالت: کان اسمی برۃ فسمّانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب قالت: ودخلت علیہ زینب بنت جحش واسمھا برۃ فسمّاھا زینب﴾

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ میرا نام برّہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا۔ آپؐ کے پاس زینب بنت جحش آئیں ان کا نام بھی برہ تھا تو آپؐ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استحباب تغیر الاسم القبیح الی حسن...... (حدیث:۲۱۴۲) ص، ۹۵۱

بیویوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو جہاں آپؐ نے فکر ونظر کا عظیم انقلاب برپا کیا اور انسانی زندگی کے ہر گوشے میں رہنما زریں اصول عطا فرمائے وہاں آپؐ کی منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اپنے فیضان تربیت سے صحابہ کرامؓ، صحابیاتؓ بشمول ازواج مطہرات کی ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو آپؐ کی ہدایت پر روشن ستاروں کی مانند چمکی۔ اس فیضانِ تربیت کا کثیر حصہ ازواج مطہرات کے حصے میں آیا۔ جنہوں نے شبانہ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت، زہد و عبادت، آپؐ کے معمولات، آپؐ کے شمائل و خصائل اور اخلاق حمیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور منزلی زندگی میں آپؐ کے ارشادات کو توجہ سے سنا۔ حالات کے پس منظر میں صحیح طور پر ان کا فہم وادراک کیا، ان پر عمل پیرا ہوئیں اور پھر ان تعلیمات کو صحابہ کرامؓ صحابیات اور بعد میں آنے والی مسلم خواتین تک پہنچایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت دیتے تو ازواج مطہرات بھی آپؐ کے علم سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔

حدثنا عبدالله حدثني ابى ثناء ابو عامر ثنا افلح بن سعيد قال: ثناء عبدالله بن رافع قال: ﴿كانت ام سلمة تحدث: انها سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول على المنبر وهى تمتشط: ايها الناس، فقالت لما شطتها: يعنى راسى، قالت: فقالت: مذتيک انما يقول: ايها الناس، قلت: ويحک أولسنا من الناس؟ فلفت راسها وقامت فى حجرتها فسمعته﴾ (۱)

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ نے منبر پر (ایہا الناس) سے خطاب کا آغاز کیا۔ وہ اس وقت مشاطہ سے کنگھی کروا رہی تھیں آپؓ نے مشاطہ سے کہا میرے بال جلدی سے سمیٹ دو۔ عورت نے کہا ابھی تو (ایہا الناس) ہی ارشاد فرمایا ہے۔ تو ام سلمہؓ کہنے لگیں کیا ہم انسانوں میں سے نہیں؟ پس مشاطہ نے ان کے بال سمیٹ دیئے وہ اپنے حجرے میں کھڑی ہو کر خطبہ سننے لگیں۔

اس طرح حضرت شفاء بنت عبداللہؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھانے کے لیے اپنی شاگردی میں لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پسند فرمایا۔

---

۱ المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث ام سلمہؓ (حدیث: ۲۶۰۰۶) ص، ۳۲۲/۷

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثناء ابراهیم بن مهدی قال ثنا علی بن مسهر عن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز عن صالح بن کسیان عن ابی بکر بن عبدالرحمن بن سلیمان بن ابی حثمة ﴿عن الشفاء بنت عبدالله قالت: لا دخل علینا النبی صلی الله علیه وسلم وانا عند حفصه فقال لی: الاتعلمین هذه رقیة النملة کما علمتیها الکتابة﴾

حضرت شفا بنت عبداللہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور میں اس وقت حضرت حفصہؓ کے پاس تھی۔ پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم حفصہؓ کو چیونٹے کے کاٹے کا دم نہیں سکھاؤ گی؟ جس طرح تم اسے پہلے کتابت سکھا چکی ہو۔

تخریج:

المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث الشفاء بنت عبدالله (حدیث :۲۶۵۵۵)، ۵۱۶/۷،
السنن لابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی (حدیث :۳۸۸۷) ص، ۵۵۲

شفیق باپ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ کاملہ ایک ''مشفق باپ'' کی حیثیت سے بھی اوجِ کمال پر نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ تھیں اور آپ ﷺ کی تمام اولاد اطہار (سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

﴿یروی عن نفیسه أخت یعلی بن منیة: تزوج النبی ﷺ خدیجة بنت خویلد مرجعه من الشام وهو ابن خمس و عشرین سنة فولدت القاسم والطاهر و زینب ورقیة و ام کلثوم و فاطمه﴾

حضرت یعلی بن منیہ کی بہن نفیسہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام سے واپس لوٹنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ برس تھی اور حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسمؓ، طاہرؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ (۱)

ان میں سے بیٹے شیر خوارگی میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ (۲) جبکہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ہر ایک نے اسلام کا زمانہ پایا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے علاوہ باقی سب بیٹیوں نے آپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ ﷺ نے مرض الموت میں ہی یہ فرمادیا تھا۔

﴿عن فاطمه رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ قال لها: انت اول أهلی بی لحوقا﴾ (۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔

چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات آپ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر بے حد مہربان تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

﴿مارایت احداً ارحم بالعیال من رسول الله صلی الله علیه وسلم﴾ (۴)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اپنے اہل عیال پر کسی کو مہربان نہیں دیکھا۔

جان گلب پاشا آپ ﷺ کی خوشگوار زندگی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

۱- التاریخ الاوسط، قصة خدیجة بنت خویلد (حدیث: ۴۶) ۱-۲/۱۰، التاریخ الصغیر، ۴۳/۱

۲- جمهرة انساب العرب، ص، ۱۶

۳- الآحادوالمثانی، ص ۵۸۴، الاستعیاب، ۴۵۲/۴

۴- ابنِ عساکر، تهذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۲۹۵/۱

''شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ خاموش اور تنہائی پسند تھے۔ اس کے باوجود ذاتِ اقدس ﷺ کو اپنے بچوں سے بڑا ہی پیار تھا۔ جب بھی وقت ملتا اپنے بچوں کے ساتھ گزارتے۔ ازدواجی زندگی بہت ہی خوشگوار اور کامیاب ترین رہی۔ اپنے بیوی بچوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ ان سے ہمیشہ خوش مزاجی سے پیش آتے تھے۔'' (۱)

آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب الکبریٰ تھیں۔ (۲) آپ ﷺ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں۔

﴿وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم محباً فيها﴾ (۳)

ہجرت کی جانگداز مشکلات کا سامنا کرنے اور مصائب برداشت کرنے کے بعد جب وہ دربار رسالت میں پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿هي افضل بناتي اصيبت في﴾ (۴)

یعنی یہ میری بیٹیوں میں سب سے اچھی بیٹی ہے جسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

جب ان کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کے غسل اور کفن دفن کا بطور خاص اہتمام فرمایا اور غسل دینے والی خواتین کو غسل کا طریقہ بتایا۔

حدثنا محمد حدثنا عبدالوهاب الثقفي عن ايوب عن محمد ﴿عن ام عطية رضي الله

۱- حیات وعہد نبوی ﷺ، مترجم حبیب حیدر آبادی، ص ۸۲

۲- **حضرت زینب الکبریٰ:** سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں- ان کا نسب: زینب بنت محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب...... تھا- (نسب قريش ۲۱/۱) دس سال کی عمر میں انکی شادی ابو العاص بن الربیع کے ساتھ ہوئی جو قریش بنی عبد شمس کے چشم و چراغ تھے- (جمهرة انساب العرب، ص ۱۶) آنحضور ﷺ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو حضرت زینبؓ نے بھی فوراً اسلام قبول کرلیا- مگر ابو العاص بن الربیع اپنے سابقہ دین پر ثابت قدم رہے- (الطبقات الکبریٰ، ۲۵۸/۸) قریش مکہ نے کوشش کی کہ حضرت زینبؓ کو طلاق دلوا دیں مگر ناکام رہے- (السيرة النبوية لابنِ هشام، ۲۶۳/۲)، غزوۂ بدر میں ابو العاص بن الربیع جب اسیر جنگ ہوئے تو انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوانے کا وعدہ کیا- دوران ہجرت حضرت زینبؓ کو زخم لگا- جس کا زہر اندر ہی اندر پھیلتا رہا- ۷ھ میں ابو العاص بن الربیع نے بھی اسلام قبول کرلیا- (الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸) حضرت زینب کے دو بچے تھے- ایک صاحبزادہ جسکا نام ''علی'' اور ایک صاحبزادی جسکا نام ''امامہؓ بنت ابی العاص'' تھا- (الاستیعاب ۴۱۰/۴): الروض الانف، ۱۰۳/۳) حضرت زینبؓ الکبریٰ نے ۸ھ میں وفات پائی- (الطبقات الکبریٰ، ۲۵۹/۸: المستدرک، ۳۶/۴)

۳- الاستیعاب، ۴۱۰/۴، سیر اعلام النبلاء، ۳۳۵/۱

۴- معرفة الصحابة، ۱۳۱/۵، محب الطبری، ذخائر العقبى، ۱۵۷

عنها قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها ثلاثا أو خمساً أو اكثر من ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافوراً فاذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا ادناه فالقى الينا حقوه فقال أشعرنها اياه فقال ايوب وحدثتني حفصه بمثل حديث محمد وكان في حديث حفصة اغسلنها وتراً وكان فيه ثلاثا أو خمسا أو سبعًا وكان فيه انه قال ابدئوا بما منها ومواضع الوضوء منها وكان فيه ان ام عطية قالت: ومشطناها ثلاثة قرون﴾

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم لوگ آپؐ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور آخر میں کافور ملاؤ جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں خبر کر دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع دی آپؐ نے ہم کو اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ اس کا اندر بنا دو اور ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حفصہؓ نے محمد کی حدیث کے مثل روایت کیا اور حفصہؓ کی حدیث میں تھا کہ اس کو طاق مرتبہ غسل دو اور اس میں یہ بھی تھا کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ غسل دو اور یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: داہنی طرف سے اور مقاماتِ وضو سے شروع کرو اور حضرت اُم عطیہؓ نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

تخریج:

الموطاء كتاب الجنائز، باب غسل الميت، (حديث:۵۱۸) ص، ۱۳۵، الجامع الصحيح للبخارى، كتاب الجنائز، باب مايستحب ان يغسل وتر (حديث:۱۲۵۴)ص، ۲۰۱، المسند لاسحاق بن راهوية (حديث: ۲۵۲) ص، ۲۷۲، السنن لابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت (حديث:۲۰۹) ص، ۲۰۹، الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الجنائز، باب في غسل الميت، ص، ۳۷۸، السنن النسائي (للسيوطي) كتاب الجنائز، باب غسل الميت اكثر من خمس، (حديث: ۱۸۸۵)، باب الكافور في غسل الميت، (حديث: ۱۸۸۹) ص، ۳۲۹، ۳۳۰، المسند للحميدى، (حديث:۳۶۰)، ۱/ ۱۷۳

حضرت رقیہؓ(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منجھلی صاحبزادی تھیں۔ جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔

۱- **حضرت رقیہؓ** حضرت زینبؓ کی ولادت کے تین سال بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارکہ سے پیدا ہوئیں اور انہیں کے پرشفقت دامن میں پرورش پائی۔ حضرت رقیہؓ بچپن ہی سے اپنی خوبصورتی اور ذھانت کی وجہ سے اپنی بیٹیوں اور دوستوں میں ممتاز تھیں۔ آپؓ کا نکاح پہلے عتیبہ بن ابی ابولہب سے ہوا مگر رخصتی سے پہلے ہی عتیبہ نے عداوت اسلام کی وجہ سے یہ رشتہ ختم کر دیا۔ پھر آپؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ سے ہوا اور ان کے ساتھ آپؓ نے بے حد اچھی ازدواجی زندگی بسر کی۔ ۲ھ میں وفات پائی۔ (المستدرک، ۴/ ۵۰، ذخائر العقبیٰ، ص، ۱۶۲، نسب قریش، ۱/ ۲۲: الاستیعاب، ۴/ ۳۹۹، اسد الغابة، ۵/ ۴۵۶، الاصابة، ۴/ ۳۰۵)

۲ھ میں غزوۂ بدر سے پہلے حضرت رقیہؓ کو خسرہ کی بیماری لاحق ہو گئی۔ (۱) تو رسول اللہ ﷺ بے حد پریشان ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو انکی تیمارداری کے لیے مدینہ میں مقیم رہنے کا حکم دیا۔ (۲)

حدثنی عبید، ثنا أبو اسامة، عن هشام، عن أبيه، ﴿عن عائشة: خرج النبی صلی الله عليه وسلم الی بدر و خلف عثمان علی ابنة رسول الله ﷺ و کانت مریضة وتخلف معه أسامة بن زيد، فماتت ليلاً فغدوا بها فدفنوها فسمعوا لجة التكبير فأرسل عثمان أسامة فاذا هو بأبيه، زيد جاء بشير علی ناقة النبی صلی الله عليه وسلم فما صدقوا حتی رأوهمْ اتی بهم﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کے لیے (مدینہ منورہ) سے روانہ ہوئے تو اپنے پیچھے حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھ اسامہ بن زیدؓ کو اس لیے چھوڑ گئے۔ کہ آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت رقیہؓ) بیمار تھیں۔ پس رات کو وہ انتقال فرما گئیں تو اگلے دن ان کو دفنایا گیا۔ پس اسی دوران انہوں (حضرت عثمانؓ وغیرہ) نے تکبیر کی آواز سنی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت اسامہؓ کو بھیجا پس وہ ان کے والد زید بن حارثہؓ تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر فتح کی بشارت دینے کے لیے آئے تھے۔ پس کسی نے اس (خبر) کو سچ نہ جانا جب تک کہ حضرت زید بن حارثہ کو اپنی نگاہوں سے نہ دیکھ لیا۔

تخریج:

التاریخ الاوسط للبخاری، ۱/۲.۱/۱۱

حضرت ام کلثومؓ (۳) جو رسول اللہ ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ سے ان کا نکاح ہوا۔ آپ ﷺ ان سے بھی بے حد پیار فرماتے تھے۔ غزوۂ تبوک کے بعد شعبان ۹ھ میں یہ بہت زیادہ علیل ہونے کے بعد وفات فرما گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے انکی وفات کے بعد ان کے غسل اور کفن کے انتظامات اپنی نگرانی میں کروائے۔

۱- شبة النمیری، تاریخ المدینة المنورة، ۱/۷۰، الاستیعاب، ۴/۴۰۰

۲- المستدرک، ۴/۵۱

۳- **حضرت ام کلثومؓ**، آپ ﷺ کی پیاری صاحبزادی تھیں- عہدِ شباب میں ادب، کردار، تربیت اور اخلاق کے اعتبار سے قریش کی بہترین لڑکیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا- (احمد خلیل جمعه، نساء اهل البیت، ص ۵۱۲) پہلے ان کا نکاح ابولہب کے چھوٹے بیٹے عتیبہ بن ابولہب سے ہوا- مگر رخصتی سے پہلے ہی ان کو عداوتِ اسلام کی بناء پر طلاق دے دی گئی- (الطبقات الکبری، ۸/۲۶۲، اسد الغابة، ۵/۴۵۶، الاصابة، ۴/۳۰۴) حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ میں حضرت عثمانؓ سے کر دیا گیا- (التاریخ الصغیر، ۱/۳۳، نسب قریش، ۳/۱۰۱)، ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی- (اسد الغابة، ۵/۱۱۲)

حدثنی فضل بن سهل، نا یعقوب بن ابراهیم، نا ابی عن ابن اسحاق، حدثنی نوح بن حکیم الثقفی وکان قارئاً للقرآن عن رجل من ولد عروة بن مسعود یقال له: داود وقد ولدته أم حبیب بنت أبی سفیان ﴿عن لیلی بنت قانف الثقفیة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: کنت فیمن غسل أم کلثوم بنت رسول الله ﷺ عند وفاتها، فکان أول ما أعطانا رسول الله ﷺ الحقو ثم الدرع ثم الخمار ثم الملحفة ثم أدرجت بعد فی الثوب الآخر قالت: ورسول الله ﷺ عند الباب معه کفنها یناولنا ثوباً ثوباً﴾

لیلی بنتِ قانفؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت ام کلثومؓ کی وفات کے وقت ان کو غسل دینے والوں کے ساتھ شریک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے ایک چادر پھر ایک قمیض اور پھر ایک اوڑھنی اور اس کے بعد ایک چادر دی اور پھر ایک بڑی چادر میں تمام جسم کو لپیٹ دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ مکان کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کفن کے یہ کپڑے تھے۔ جو آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے ہمیں دیئے۔

تخریج:

الآحاد والمثانی، ص، ۶۳۱، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۹۴)، ۵۲۴/۷، التاریخ الصغیر، ۴۴/۱، تاریخ الخمیس، ۲۷۷/۱، المعجم الکبیر، ۲۹/۲۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام بیٹیوں سے بے حد پیار تھا۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ(۱) (جو آپ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی تھیں) ہی آپ کی توجہ کا مرکز بن گئیں۔ وہ تشریف لاتیں تو آپ نہایت محبت سے ان کو خوش آمدید کہتے اور انؓ سے راز و نیاز فرماتے۔

حدثنا ابو نعیم حدثنا زکریای عن فراس عن عامر الشعبی عن مسروق ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: اقبلت فاطمة تمشی کان مشیتها مشی النبی صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم: مرحبا بابنتی ثم اجلسها عن یمینه او عن شماله ثم أسر الیها حدیثا فبکت فقلت لها: لم تبکین ثم أسر الیها حدیثا فضحکت فقلت: ما رأیت کالیوم فرحا أقرب من حزن فسألتها عما قال فقالت: ما کنت لافشی سر رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی قبض النبی صلی الله علیه وسلم فسالتها فقالت: اسرَّ الی ان جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنة مرة وانه عارضنی العام مرتین ولا اراه الا حضر اجلی وانک اول اهل بیتی لحاقاً بی فبکیت فقال: أما ترضین ان تکونی سیدة نسای اهل الجنة او نسای المومنین فضحکت لذلک﴾

۱- حضرت فاطمه رضی الله تعالیٰ عنها (دیکھیے صفحہ ۷۸،۷۷)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (ایک روز) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا آئیں اور انکی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی خوش آمدید۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انکو اپنی داہنی طرف یا اپنی بائیں طرف بٹھالیا پھر آہستہ آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا تم کیوں روتی ہو؟ پھر ایک بات ان سے آپ ﷺ نے آہستہ سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا: آج کی طرح میں نے خوشی کو رنج سے اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء کرنا پسند نہیں کرتی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دور کیا ہے، اس سے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا اور تم میرے تمام گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو یہ (سن کر) میں رونے لگی پھر (دوسری مرتبہ) فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جنتی عورتوں کی یا ساری مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ اس وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب: علامات النبوة فی الاسلام (حدیث:۳۶۲۳) ص، ۷۴۲، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الادب، باب قول الرجل مرحبا، (ص، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰)، الجامع للترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہؓ (حدیث:۳۸۷۲) ص، ۸۷۴

حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بے پناہ محبت تھی۔ نا صرف اولاد بلکہ انکی اولاد سے بھی بے پناہ قلبی لگاؤ تھا۔ اس قلبی لگاؤ کا اکثر آپ ﷺ اظہار تحائف کی صورت میں کرتے۔

حدثنا ابن نفیل حدثنا محمد بن سلمة عن محمد بن اسحق قال حدثنی یحیی بن عباد عن ابیه عباد بن عبدالله ﴿عن عائشة رضی الله عنها قالت: قدمت علی النبی صلی الله علیه وسلم حلیة من عند النجاشی اهداها له فیها خاتم من ذهب فیه فص حبشی قالت: فاخذه رسول الله ﷺ بعود معرضا عنه او ببعض اصابعه ثم دعا امامة ابنة ابی العاص ابنة ابنته زینب فقال تحلی بهذا یا بنیة﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نجاشی کی طرف سے زیورات جو اس نے ہدیہ کیے تھے، آئے۔ ان میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی تھی، جس میں حبشی پتھر کا نگینہ تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اسے ایک لکڑی سے چھوایا اپنی بعض انگلیوں سے چھوا اس سے منہ پھیرتے ہوئے پھر آپ ﷺ نے امامہ بنت ابو العاصؓ (۱) کو بلایا جو حضور ﷺ کی صاحبزادی زینب کی بیٹی تھیں اور فرمایا کہ اے میری بیٹی اس سے زینت اختیار کر۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الخاتم، باب: ماجاء فی الذهب النساء (حدیث:۴۲۳۵)ص، ۵۹۳، صحیح سنن لابو داؤد، ۷۹۷/۲، الاصابة، ۲۳۲/۴، المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۴۳۵۹)، ۱۷۲/۷

۱- **امامہ بنت ابی العاص**، نسب: ''امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس......'' جبکہ والدہ ''حضرت زینب بنت رسول ﷺ'' ہیں- انکی ولادت بعثت نبوی ﷺ کے بعد مکی دور میں ہوئی- حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح ہوا- اس کے بعد مغیرہ بن نوفل سے نکاح کیا- حضور ﷺ کو ان سے انتہائی محبت تھی- (الطبقات الکبری، ۲۶۲/۸، الاستیعاب، ۳۶۱/۴، الاصابة، ۱۱۰۲/۱۲۸، ۱۲۹، منتخب من کتاب ازواج النبی ﷺ، ص، ۲۹، ۳۰)

راویوں کے احوال

☆ ابن النفیل، عبداللہ بن النفیلی، ابوجعفر النفیلی، (م۲۳۴ھ) صاحب الحدیث تھے-''ثقہ مامون'' تھے- (تھذیب، ۴۲۶/۲)

☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی، (م۱۰۴ھ): ان کا نام'عبداللہ' یا ''اسماعیل'' بتایا جاتا ہے- والدہ کا نام ''تماضر بنت الاصبغ ابن عمرو بن ثعلبہ'' تھا-''عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۳۷۰/۳۳-۳۷۶، الکاشف، ۳۰۲/۳)

☆ ابوالاسود، محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود، ابوالاسود المدنی، یتیم عروہ، (م۱۰۳ھ) محدثین نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب الکمال، ۶۴۵/۲۵-۶۴۸، الکاشف، ۶۲/۳)

☆ اسحٰق بن ابراہیم، (م۲۳۸ھ) آپ کی کنیت ''ابو یعقوب'' ہے- مرو کے رہنے والے تھے- پھر نیشاپور میں رہائش پذیر ہوئے-''ابن راھویہ'' کے نام سے مشہور ہیں- خشیتِ الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی- یہ ''ثقہ، مامون اور امام'' تھے-

☆ اسماعیل بن ابی خالد، (م۱۴۵ھ) ان کا اصل نام سعید ابوعبداللہ البجلی تھا-''ثقہ'' ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۶۸/۱)

☆ ثابت بن اسلم البنانی، ابومحمد البصری، (م۱۲۳ھ) ''ثقہ'' عابد ہیں- (تقریب، ۱۱۵/۱، رجال صحیح البخاری، ۱۳۰/۱)

☆ حبان بن موسیٰ بن سوار السلمی، (م۲۳۳ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۷۸

☆ حسن بن صباح البزار: بغداد کے رہنے والے عابد اور فاضل ہیں ''صدوق'' ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تقریب، ۱۶۸/۱)

☆ حفص بن غیاث، نخعی الکوفی ابوعمر، (م۱۹۴ھ) ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے- کوفہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث ہیں- پہلے بغداد اور پھر کوفہ کے قاضی رہے- نخی تھے اور ''ثقہ'' ہیں- (الطبقات الکبری، ۵۴۶/۶)

☆ حماد بن زید بن درھم الامام، ابواسماعیل الازدی، (م۱۷۹ھ) احادیث کو پانی کی طرح یاد کرتے تھے- حافظہ بہت اچھا تھا- فقہ میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا- (الکاشف، ۱۸۷/۱-۱۸۸، تھذیب الکمال، ۲۳۹/۷-۲۵۲)

☆ خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت، (م۱۶۵ھ) امام احمد بن حنبل نے ان کو ضعیف، جبکہ ابن معین نے ''لیس بہ باس'' کہا ہے- (الکاشف، ۲۱۰/۱)

☆ زید بن وھب، ابوسلیمان الھمدانی، ''ثقہ'' ہیں- (رجال صحیح البخاری، ۱/۲۵۸)

☆ سعید بن ابی مریم حکم بن محمد، (م۲۲۴ھ) الحافظ ابومحمد الجمحی ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۱/۲۸۳)

☆ سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم بن یزید، ابوعثمان المصری، (م۲۲۶ھ) انساب، تاریخ وایام العرب کے بارے میں علم رکھتے تھے- فصیح اللسان تھے- محدثین نے ان کو ''صدوق'' ''لیس بالثبت'' کہا ہے- (تھذیب الکمال، ۱۱/۳۶-۴۱، الکاشف، ۱/۲۹۴)

☆ عاصم بن سلیمان الاحول، (م۱۴۲ھ) کنیت ''ابوعبدالرحمن البصری'' تھی- وہ انسؓ، عبداللہ بن سرجس، عمرو بن ابی سلمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ''حافظ حدیث'' اور ''ثقہ'' ہیں- ابی جعفر کے زمانے میں مدائن کے قاضی رہے ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۵/۴۲، ۴۳)

☆ عامر بن شراحیل، ابوعمرو الشعبی، (م۱۰۴ھ) بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے- عجلی کا کہنا ہے کہ ''مرسل الشعبی صحیح'' - ''ثقہ'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۲۴۴، الکاشف، ۲/۴۹)

☆ عبداللہ بن سرجس المزنی، بصرہ کے رہنے والے تھے- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے عاصم الاحول، قتادہ، عثمان بن حکیم وغیرہ روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب، ۵/۲۳۲، ۲۳۳)

☆ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ القرشی الاموی، ابوعلقمہ الفروی، (م۱۹۰ھ) آل عثمان بن عفان کے موالی ہیں ''ثقہ اور ''قلیل الحدیث'' ہیں- (تھذیب الکمال، ۱۶/۶۳-۶۵)

☆ عبدالواحد بن ایمن المکی، بنی مخزوم کے موالی ہیں اور ''ثقہ'' ہیں- (الکاشف، ۲/۱۹۱)

☆ عبدالوہاب الثقفی، (م۱۹۴ھ) ان کا مکمل نام ''عبدالوھاب بن عبدالمجید بن الصلت بن عبید اللہ بن حکم'' تھا- کنیت ''ابومحمد البصری'' تھی- ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے- یہ حمید الطویل، ایوب سختیانی اور داؤد بن ابی مقعد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے محمد بن عبداللہ بن شیث، محمد بن یحییٰ روایت کرتے ہیں محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب، ۶/۴۴۹-۴۵۰)

☆ عبدہ بن سلیمان الکلابی، (م۱۸۸ھ) انکی کنیت ''ابومحمد'' الکوفی تھی- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ''عبدالرحمن بن سلیمان بن حاجبن زرارۃ بن عبدالرحمن'' ہے- یہ اسماعیل بن ابی خالد، یحییٰ بن سعید الانصاری، عاصم الاحول، ھشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد، اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ، محمد بن العلاء، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ھناد السری وغیرہ روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرر دیا ہے- (الطبقات الکبری، ۶/۵۴۶، تھذیب، ۶/۴۵۸-۴۵۹)

☆ علی بن مسھر، (م۱۸۹ھ) دیکھیے صفحہ ۱۳۲

☆ عمارہ بنت غزیۃ بن الحارث بن عمرو بن غزیہ، (م ۱۴۰ھ) ''کثیر الحدیث'' اور ''ثقہ'' تھے- یہ انس بن مالک، اپنے والد غزیہ بن الحارث اور عباس بن سہل اور محمد بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- (تھذیب ۴۲۲/۲)

☆ عمر بن محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م ۲۵۰ھ) کنیت ''ابوحفص'' تھی- وہ اپنے والد وکیع، یحییٰ بن یمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری اور امام نسائی روایت کرتے ہیں- ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے- (تھذیب، ۴۹۵/۷)

☆ عمرو بن الحارث بن یعقوب، ابوامیہ الانصاری، (م ۱۴۸ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۹

☆ عیسیٰ بن یونس، بن ابی اسحاق، (م ۱۸۷ھ) کنیت ''ابوعمرو'' تھی- آپ کوفہ کے رہنے والے، محدثین کے پیشوا اور نامور حافظ حدیث ہیں- ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد میں مصروف رہتے تھے- ۴۵ جنگوں میں شرکت کی اور ۴۵ حج کیے- ''ثقہ'' اور پختہ کار تھے- (تقریب، ۴۲۶/۱، الکاشف، ۳۲۰،۳۱۹/۲)

☆ فراس بن یحییٰ الھمدانی الخارفی الکوفی، (م ۱۲۹ھ) ''ثقہ'' ہیں- (تاریخ الثقات، ص، ۳۸۲، الکاشف، ۳۲۶/۲)

☆ فروہ بن ابی المغراء، (م ۲۲۵ھ) دیکھیے صفحہ، ۱۳۲

☆ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن صخر، (م ۱۲۰ھ) ان کے دادا ''حارث'' اولین مہاجرین میں سے تھے- یہ ابی سعید خدریؓ جابر بن عبداللہؓ اور انس بن مالکؓ، ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- ابن سعد نے ان کو ''ثقہ اور کثیر الحدیث'' قرار دیا ہے- (تھذیب، ۶۱۵/۹)

☆ محمد بن حسن بن الزبیر الاسدی، (م ۲۰۰ھ) کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی- کوفہ کے رہنے والے ہیں- یہ اپنے والد فطر بن خلیفہ اور سلیمان بن المغیرہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابن شاہین نے انہیں ''ثقات'' میں شمار کیا ہے- (تھذیب، ۱۱۸،۱۱۷/۹)

☆ محمد بن سلمہ بن عبداللہ الباہلی، ابوعبداللہ الحرانی، (م ۱۹۲ھ) ''ثقہ عالم'' تھے- (الکاشف، ۴۳/۳، تھذیب الکمال، ۲۹۱-۲۸۹/۲۵)

☆ محمد بن عبداللہ بن حوشب، پہلے طائف میں رہے- پھر ''کوفہ'' میں چلے گئے- وہ عبدالوہاب الثقفی، ابراہیم بن سعد اور ابی بکر بن عباس سے روایت کرتے ہیں- ان سے امام بخاری اور محمد بن مسلم نے روایت کی ہے- ابن شاہین نے انہیں ''ثقات'' میں شمار کیا ہے- (تھذیب، ۲۵۳/۹)

☆ محمد بن عبداللہ بن نمیر، (م ۲۳۴ھ) کنیت ''ابو عبدالرحمٰن'' تھی- وہ اپنے والد، سفیان بن عیینہ، مروان بن معاویہ عبدہ بن سلیمان وغیرہ سے جبکہ ان سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی روایت کرتے ہیں ''کثیر الحدیث اور ثقہ'' ہیں- (تھذیب ، ۲۸۲/۹، ۲۸۳)

☆ محمد بن عمرو بن عطای بن عیاش بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس، کنیت ''ابو عبداللہ المدنی''، تھی- عامر بن لوئی سے نسبت ولا رکھتے تھے- ابوزرعہ، ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ''ثقہ'' کہا ہے- ھشام بن عبدالملک کے عہد میں وفات پائی- (تھذیب الکمال، ۱۱۱/۱۷، ۱۱۲، التاریخ، ۱۹۰/۱)

☆ محمد بن عوف بن سفیان الطائی، ابوجعفر الحمصی، (م ۲۷۲ھ) اپنے زمانے کے مشہور حافظ تھے- انہوں نے موسیٰ بن ایوب، یعقوب بن کعب، عثمان بن سعید بن ابی مریم وغیرہ سے روایت کی ہے- جبکہ ان سے ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ الرازی وغیرہ نے روایت کی ہے- محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب ، ۳۸۳/۹-۳۸۴)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل المصری الاسدی، (م ۲۲۸ھ) کنیت ''ابوالحسن''، تھی- وہ عبداللہ بن یحییٰ، ہیثم، یزید بن زریع، عیسیٰ بن یونس، عبدالواحد بن زیاد، وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- جبکہ ان سے امام بخاری اور امام ابوداؤد نے روایت کی ہے- ابن معین نے ان کو ''صدوق'' جبکہ باقی محدثین نے ان کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے- (تھذیب، ۱۰۷/۱۰، ۱۰۸، الکاشف، ۱۱۹/۳، ۱۲۰)

☆ موسیٰ بن اسماعیل، ابوسلمہ التبوذکی، (م ۲۳۲ھ) حافظ ہیں- ''ثقہ ثبت'' ہیں- (الکاشف، ۱۵۹/۳، ۱۶۰)

☆ ولید بن کثیر بن سفان المزنی الکوفی، انکی کنیت ''ابو سعید'' تھی- کوفہ کے رہنے والے تھے- محدثین نے ان کو ''مقبول'' کہا ہے- انہوں نے ضحاک بن عثمان سے سماعت کی اور عبداللہ بن سعید الاشج وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے- (التاریخ الکبیر، ۳۲/۸، تقریب، ۶۴۹/۲، الکاشف، ۲۱۲/۳)

☆ ھشام بن عمار، ابوالولید السلمی الدمشقی، الحافظ، (م ۲۴۵ھ) دمشق کے عالم اور خطیب ہیں- ابن معین نے ان کو ''ثقہ'' ابو حاتم نے ''صدوق قد تغیر'' جبکہ امام نسائی نے ان کو ''لا بأس بہ'' کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۹۰/۸، الکاشف، ۲۴۲/۳)

☆ یحییٰ بن ایوب الغافقی، ابوالعباس المصری، (م ۱۶۸ھ) نسائی نے ان کو ''لیس بالقوی'' جبکہ ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے- (تھذیب الکمال، ۲۳۳/۳۱-۲۳۶)

☆ یزید بن رومان، (م ۱۳۰ھ) دیکھیے صفحہ ۲۴۴

فصل دوم:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام الناس سے تعلقات

☆ بچوں اور خواتین سے حسنِ سلوک

☆ غلاموں سے برتاؤ

خواتین اور بچوں سے حسن سلوک

اسلام سے قبل دیگر تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت ابتر اور پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر آپؐ نے تاریخ میں پہلی دفعہ خواتین کو وہ حقوق عطا فرمائے جن سے انکی قدرو منزلت میں اضافہ ہوا۔

آپؐ نے عورتوں سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا اور ان کو نازک آبگینوں سے تشبیہ دی۔ (۱)

وحدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا يزيد بن زريع عن سليمان التيمى عن انس بن مالك و حدثنا ابو كامل حدثنا يزيد حدثنا التيمى ﴿عن انس بن مالك قال كانت ام سليم مع نساى النبى صلى الله عليه وسلم وهن يسوق بهن سواق فقال نبى الله صلى الله عليه وسلم: اى انجشة! رويداً سوقك بالقوارير﴾

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نبی کی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ تھیں اور ایک ہنکانے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ آہستہ آہستہ شیشوں کو لے کر چل۔

خواتین کو سلام کرنا

حدثنا الحميدى قال: سفيان قال: ابن ابى حسين عن شهر بن حوشب ﴿عن اسماء بنت يزيد بن سكن انه سمعها تقول: مربى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا فى نسوة فسلم علينا ......﴾

حضرت اسماءؓ بنتِ یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت خواتین میں (بیٹھی) تھی۔ آپؐ نے ہم سب کو سلام کیا۔

تخریج:

المسند للحميدى، احاديث اسماء بنت يزيد بن سكن، (حديث:۳۶۶) ۱/۱۷۹، سبل الهدى، فى سيرته صلى الله عليه وسلم مع النساء غير زوجاته، ۹/۳۷۰، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:۲۷۰۱۴)، ۷/۲۰۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریبی رشتہ دار خواتین کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عفان بن مسلم حدثنا وهيب حدثنا ايوب عن ابى قلابة عن انس ﴿عن ام سليم ان النبى صلى الله عليه وسلم كان ياتيها فيقيل عندها فتبسط له

۱- الجامع الصحيح للمسلم، كتاب الفضائل، باب رحمة النبى ﷺ للنساء وامر بالسواق مطايا هن بالرفق بهن (حديث:۲۳۲۳) ص، ۱۰۱۳

نطعا فیقیل علیه و کان کثیر العرق فکانت تجمع عرقه فتجعله فی الطیب والقواریر، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: یا ام سلیم! ما هذا؟ قالت: عرقک ادوف به طیبی ﴾

حضرت ام سلیمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے ام سلیمؓ آپؐ کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشوں میں ملا دیتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الفضائل باب: طیب عرق النبی ﷺ والتبرك به (حدیث:۲۳۳۲) ص، ۱۰۱۵، المسند للامام احمد بن حنبل، (حدیث: ۲۶۵۷۶)، ۵۲۱/۷

اپنی قربت اور محبت کا احساس دلانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابیاتؓ کی شادیوں میں بھی شرکت فرماتے۔

حدثنا مسدد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالد بن ذکوان قال: قالت: الربیع بنت معوذ بن عفرای جای النبی صلی الله علیه وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر اذ قالت احدا هن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال: دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین﴾

ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر آ کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے سامنے بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں، ایک ان میں پڑھنے لگی: ''ہم میں ایک نبی ﷺ ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں کہ کل کو کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: اس شعر کو چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ''۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب: ضرب الدف فی النکاح والولیمة (حدیث:۵۱۴۷) ص، ۱۱۱۷، المسند لامام احمد بن حنبل، (حدیث:۲۶۴۸۱)، ۵۰۱/۷

بچوں سے پیار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس بچوں کے لیے محبت وشفقت کا بحر بیکراں تھی۔ آپؐ کے پاس جب بچے آتے تو آپؐ ان سے اظہارِ محبت وشفقت کرنے کے ساتھ ساتھ تحائف دیتے۔ تعریف فرماتے اور بچوں سے ان کی سمجھ

بوجھ کے مطابق بات کرتے۔ جیسے اُمِ خالد بنتِ خالدؓ جب حبشہ (۱) سے آئیں اور آپؐ نے ان کو چادر دے کر اسی کی زبان میں "حسنہ" کی بجائے فرمایا۔ سناہ۔ سناہ۔

حدثنا الحميدى حدثنا سفيان حدثنا اسحاق بن سعيد السعيدى عن ابيه ﴿عن ام خالد بنت خالد قالت: قدمت من ارض الحبشة وانا جويرية فكسانى رسول الله صلى الله عليه وسلم خميصة لها أعلام فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح الأعلام بيده ويقول: "سناه سناه" قال الحميدى يعنى حسن حسن﴾

ام خالد بنت خالد فرماتی ہیں کہ میں چھوٹی بچی تھی جب حبشہ سے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک چادر اوڑھنے کے لیے دی جس میں درختوں وغیرہ کی تصویریں تھیں تو آنحضرت ﷺ ان پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے: "کیسے اچھے ہیں کیسے اچھے ہیں"؟ حمیدی کہتے ہیں سناہ بمعنی حسن (اچھے) ہیں۔

تخریج:

الجامع الصحيح للبخارى، كتاب مناقب الانصار، باب هجرة الحبشه (حديث:۳۸۷۴) ص، ۶۹۲، كتاب الجهاد والسير، باب من تكلم بالفارسية......، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:۲۶۵۱۷)، ۵۰۷/۷، اس میں امام احمد بن حنبل عبداللہ سے اور وہ ابوالنضر سے روایت کرتے ہیں: المسند للحميدى، (حديث:۳۳۷)، ۱۶۲/۱، سبل الهدى، فى سيرته صلى الله عليه وسلم فى الاطفال، ۳۶۹/۹

صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے بچے لاتے تھے۔ آپؐ ان بچوں سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو گود میں لیتے تھے۔

حدثنا يحيى بن يحيى التميمى وابوبكر بن أبى شيبة و عمروالناقد وزهير بن حرب وابن ابى عمر واللفظ لزهير قال يحيى اخبرنا وقال الآخرون حدثنا سفيان بن عينيه عن الزهرى عن عبيده الله بن عبد الله ﴿عن ام قيس بنت محصنؓ اخت عكاشة بن محصن(۲) قالت: بابن لى على رسول الله ﷺ لم ياكل الطعام، فبال عليه. فدعا بماء فرشه﴾

حضرت ام قیس بنت محصنؓ اخت عکاشہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محصن کی بہن سے روایت

۱۔ **حبشہ یمن** کے مغرب میں واقع ہے اور ان کے درمیان سمندر حائل ہے۔ اس کا دارالخلافہ "ادیس بابا" ہے۔ یہاں زیادہ تر عیسائی لوگ آباد ہیں۔ مسلمانوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی۔ (عاتق بن غيث، معجم المعالم الجغرافيه فى السيرة النبوية، ص، ۹۱، ۹۲)

۲۔ **عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کبیر**...... کنیت "ابومحصن" تھی۔ مدینہ ہجرت کی اور تمام غزوات میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔ (اسد الغابة، ۶۵/۴)

ہے کہ میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ کھانا نہ کھاتا تھا- اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا آپؐ نے پانی منگوا کر اس پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الہندی...... (حدیث:۲۸۷) ۱۶۳۳/۴: المسند لامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۶۴۵۶) ۴۹۶/۷: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الوضو، باب، بول الصبیان، (حدیث:۲۲۳) ص، ۵۱

گود میں لینے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بچوں کے لیے دعا فرماتے اور اگر کوئی بچہ آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیتا تو آپ کبیدہ خاطر نہ ہوتے بلکہ پانی منگوا کر کپڑے صاف فرما لیتے تھے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبدالله اخبرنا هشام بن عروة ﴿عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم يؤتى بالصبيان فيدعولهم فاتى بصبى فبال على ثوبه فدعا بماى فاتبعه اياه ولم يغسله ﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے اور آپ ان کے لیے دعا کرتے تھے، چنانچہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا، آپؐ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا، اور اس کو دھویا نہیں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعوات، باب الدعا للصبیان بالبرکة ومسح رؤسهم (حدیث:۲۳۵۵) ص، ۱۳۴۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر میں نومولود بچوں کے لیے گوشۂ خاص تھا۔ لوگ جب نومولود بچے آپؐ کے پاس گھٹی دینے کے لیے لائے جاتے تو آپؐ ان کو اٹھاتے پیار کرتے۔ خیر و برکت کی دعا فرماتے اور کھجور وغیرہ چبا کر ان کے منہ میں ڈالتے۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا عبدالله بن نمير حدثنا هشام يعنى ابن عروة عن ابيه ﴿عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتى بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے آپؐ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادته...... (حدیث:۲۱۴۷)ص، ۹۵۳، سبل الھدی، فی سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسماء، والکنی، ۳۶۱/۹

حضرت عبداللہ بن زبیر پہلے بچے تھے جو ہجرت مدینہ کے بعد مسلمان کے ہاں پیدا ہوئے آپؐ ان کی پیدائش پر بہت خوش ہوئے۔

﴿حدثنا ابو کریب محمد بن العلای حدثنا ابو اسامة عن ھشام عن ابیه ﴿عن اسمای انھا حملت بعبد اللہ بن الزبیر بمکة قالت: فخرجت و انا متم فأتیت المدینة فنزلت بقبای فولدته بقبای ثم اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فوضعه فی حجره ثم دعا بتمرة فمضغھا ثم تفل فی فمه فکان اول شی دخل جوفه ریق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم حنکه بالتمرة ثم دعا له وبرک علیه و کان اول مولود ولد فی الاسلام﴾

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں عبداللہ بن زبیر سے حاملہ تھی: جب میں مکہ سے نکلی تو میں نے اسے قباء میں جنم دیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر کھجوریں منگوائیں اور ان کو چبا کر بچہ کے منہ میں لعاب ڈالا اور سب سے پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا پھر آپؐ نے انہیں کھجور کی گھٹی دی پھر اس کے لیے برکت کی دعا کی اور یہ سب سے پہلے بچے تھے جو مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الآداب، باب: استجاب تحنیک المولود عند ولادته...... (حدیث:۲۱۴۶)، ۱۲۹۱/۳: الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الانبیاء، باب الھجرة النبی ﷺ واصحابه الی المدینة (حدیث:۳۹۰۹)، (زکریا بن یحییٰ سے مروی ہے اور اس میں "بمکة" کا لفظ نہیں ہے)۔

حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ سے حضور ﷺ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه: حدثنا شریک عن العباس بن ذریح، عن البھی﴿عن عائشة قالت: عثر أسامة بعتبة الباب، فشبح فی وجھه فقال: رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم "امیطی عنه الاذی" فتقذرته. فجعل یمص عنه الدم ویمجه عن وجھه ثم قال: لو کان اسامة جاریة لحلیة و کسوته حتی انفقه﴾

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے ان کے سر میں زخم لگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''زخم پر سے گرد و غبار دُور کر دو''۔ میں نے زخم صاف کر دیا۔ آپ ان کا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے منہ سے خون صاف کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا: ''اگر اسامہؓ لڑکی ہوتا تو میں اس کو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہاں تک کہ اس کا نکاح کر دیتا''۔

تخریج:

السنن لابن ماجه، كتاب النكاح، باب الشفاعة فى التزويج (حديث:١٩٧٦)ص،٢٨٣،
المسند لابن اسحاق بن راهويه (حديث:٢٣٢) ص، ٢٢٠

غلاموں سے برتاؤ

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں غلامی کا عام رواج تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے احکامات و ہدایات جاری فرمائیں کہ جن سے ان کو معاشرہ میں باوقار مقام ملا- آپ نے غلاموں کو ان کے جائز اور فطری حقوق عطا کیے جانے کی تبلیغ فرمائی۔ اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اسکو ثابت بھی کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی خادم سے انتقام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی سے ناراض ہوتے تھے۔

حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول اللـه صـلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده ولا امراة ولا خادماً الا أن يجاهد فى سبيل الله ومـا نيـل مـنـه شـنـى قـط فينتقم من صاحبه الا أن ينتهک شئى من محارم الله فينتقم لله عزوجل﴾

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو مارا سوائے اس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے اور جس نے بھی آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی تو آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ نے اللہ ہی کے لیے اس سے انتقام لیا۔

تخریج:

الجامع الصحيح للمسلم كتاب الفضائل، باب: مباعدته صلى الله عله وسلم لاثام......
(حديث:۲۳۲۸) ص، ۱۰۱۴، المسند لامام احمد بن حنبل (حديث:۲۵۳۹۲)، ۳۲۷/۷

منتقم مزاج نہ ہونے کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔

حـدثـنـا قتيبـه بـن سعيد عن مالک بن انس فيما قرى عليه وحدثنا يحيى قال قرات على مـالک عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير ﴿عن عائشة زوج النبى صلى الله عليه وسلم انهـا قـالـت: مـا خيـر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين الا أخذ أيسر هما ما لم يكـن انـمـا فـان كان اثماً كان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه الا ان تنتهک حرمه الله عزوجل﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے۔ شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب لوگوں سے

بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کے خلاف کرتا تو آپ ﷺ اسے سزا دیتے۔

تخریج:

الموطاء، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق (حدیث:۱۶۷۱)، الجامع الصحیح للمسلم کتاب الفضائل، باب: مباعدته صلی الله علیه وسلم لآثام...... (حدیث:۲۳۲۷) ص، ۱۰۱۴

غلاموں کے حق میں دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلاموں سے بے حد ہمدردی تھی۔ آپ ﷺ ان سے شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ ان کے جائز اور فطری حقوق کا خیال رکھتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے۔

حدثنی محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة قال سمعت قتادة عن انس ﴿عن ام سلیم انها قالت: یا رسول الله انس خادمک ادع الله له قال: اللهم اکثر ماله وولده وبارک له فیما أعطیته﴾

حضرت ام سلیمؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یا اللہ اس کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا اس میں برکت عطا فرما۔

تخریج:

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الدعا، باب الدعا بکثرة المال ...... (حدیث:۶۳۷۹) ص، ۱۳۴۹، الاحادو المثانی، ۳۴۹، (اس میں محمد بن المثنی، محمد بن جعفر، اور شعبہ سے روایت ہے)

خواتین وغلاموں پر ہاتھ نہ اٹھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز تھے کہ آپ ﷺ نے معاشرے کے کمزور طبقے یعنی خواتین اور غلام دونوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اور اپنے حسنِ سلوک سے یہ واضح کر دیا کہ ان محکوموں پر ہاتھ اٹھانا کم ظرفی ہے۔

حدثنا مسدد حدثنا یزید بن زریع حدثنا معمر عن الزهری عن عروة ﴿عن عائشة قالت: ما ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم خادماً ولا امراة قط﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ خادم کو مارا اور نہ ہی عورت کو مارا۔ (کیونکہ خادم اور عورت دونوں محکوم ہوتے ہیں اور محکوم پر ہاتھ اٹھانا بڑی ہی کم ظرفی کی

بات ہے)۔

تخریج:

السنن لابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی التجاوز فی الأمر (حدیث:۴۷۸۶) ص، ۶۷۸، سبل الھدی، ۹/۴۰۰، السنن لابن ماجه، کتاب النکاح، باب: ضرب النساء، (حدیث:۱۹۸۴) ص، ۲۸۴، (اس میں "ولا ضرب بیدہ شیا" کا اضافہ ہے۔ اس میں ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع سے اور وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں)۔

غیر مسلموں سے سلوک

عرب کے ساتھ یہود کے تعلقات حضرت سلیمانؑ کے زمانے سے تھے۔ مختصر تعداد میں یہ لوگ تیما، خیبر، مدینہ، طائف، یمن اور عمان وغیرہ میں آباد تھے۔ مدینہ منورہ میں انکی نصف آبادی تھی اور یہ تین قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریظہ میں منقسم تھے۔ یہاں علمی اور معاشی اعتبار سے ان کی جڑیں خاصی مضبوط تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس سچے مذہب کی وجہ سے ہمارا سارا اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا چنانچہ انکی ناراضگی بڑھ گئی اور اس ناراضگی کا اظہار وہ کئی طریقے سے کرتے مگر نبیؐ رحمت ﷺ پھر بھی نرمی کو ہی پسند فرماتے تھے۔

وحدثنی عمرو الناقد و زھیر بن حرب واللفظ لزھیر قالا حدثنا سفیان بن عینیه عن الزھری عن عروة ﴿عن عائشة قالتْ: استاذن رھط من الیھود علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا: السام علیکم فقالت: عائشة بل علیکم السام و اللعنة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عائشة! ان الله یحب الرفق فی الأمر کله قالت: الم تسمع ما قالوا قال قدقلت "وعلیکم"﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے "السام علیکم" کہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے عرض کیا، کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں "وعلیکم" کہہ چکا ہوں۔

تخریج:

الجامع الصحیح للمسلم، کتاب السّلام، باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام وکیف یردعلیھم (حدیث:۵۶۵۵) ص، ۹۶۳، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاستیذان، باب: کیف الردعلی اھل الذمة بالسلام، (حدیث:۶۲۵۶) ص، ۱۳۲۵: المسند للامام احمد بن حنبل (حدیث:۲۳۵۷۰)، ۷/۵۷

راویوں کے احوال

☆ ابن ابی حسین، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابن حجر نے ان کو "ثقہ، عالم یا بالمناسک" کہا ہے- (الکاشف، ۱۲۰/۲)

☆ ابی قلابہ (م۱۰۴ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۲۹

☆ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص، (م۱۷۶ھ) بنوامیہ سے ان کا تعلق تھا- یہ اپنے والد عکرمہ بن خالد، ابوداؤد الطیالسی وکیع وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- امام نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ بعض محدثین نے ان کے بارے میں "لیس بہ باس" کے الفاظ استعمال کیے ہیں- (تهذیب، ۲۳۳/۱۰، ۲۳۴)

☆ البهي، عبداللہ بن یسار مولی مصعب بن زبیر، "ابومحمد"، کوفہ میں رہے اور ان سے بہت سے کوفیوں نے روایت کی- (الطبقات الکبری، ۱۴۹/۵، کتاب الثقات، ۴۶/۱)

☆ الحمیدی، عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ، (م۲۱۹ھ) دیکھیے صفحہ، ۲۳۱

☆ بشر بن الفضل بصری، (م۱۸۶ھ) آپ کی کنیت "ابو اسماعیل" ہے- بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث قابل اعتماد اور عبادت گزار ہیں- ہر روز ۴۰۰ رکعت نماز پڑھتے- محدثین نے "ثقہ" کہا ہے- (رجال صحیح البخاری، ۱۱۲/۱، ذکر اسماء التابعین، ۷۹/۱)

☆ خالد بن ذکوان، ابوالحسن المدنی "ثقہ" ہیں- ابو حاتم نے ان کو "قلیل الحدیث" اور "صالح الحدیث" کہا ہے- (ذکر اسماء التابعین، ۱۲۶/۱، الکاشف، ۲۰۳/۱، رجال الصحیح البخاری، ۲۲۴/۱، ۲۲۵)

☆ زهیر بن حرب ابوخیثمۃ نسائی، (م۲۳۴ھ) بغداد کے رہنے والے ہیں "ثقہ" ثبت ہیں- (الکاشف، ۲۵۵/۱: کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، ۱۵۴/۱، رجال صحیح البخاری، ۲۷۳/۱)

☆ سعید السعیدی، ان کا نام سعید بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھا- ابوعنبسہ الاموی کے نام سے پکارے جاتے تھے- یہ اپنے والد، "ابی ھریرہؓ، عائشہؓ اور ام خالد بنت خالد" وغیرہ سے روایت کرتے ہیں- ابو زرعہ اور نسائی نے ان کو "ثقہ" جبکہ ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے- یہ کوفہ کے علماء قریش میں شمار کیے جاتے تھے- (تهذیب، ۶۸/۴)

☆ سلیمان التیمی ابوکامل، (م۱۴۳ھ) آپ کی کنیت "ابوالمعتمر" ہے- اور نام "سلیمان بن طرخان" ہے- بصرہ کے رہنے والے جلیل القدر "حافظِ حدیث" ہیں- بنوتیم میں رہنے کی وجہ سے "تیمی" مشہور ہو گئے- انتہائی عبادت گزار اور سخی تھے- تقریباً ۲۰۰ احادیث آپ سے مروی ہیں- (ذکر اسماء التابعین، ۱۵۸/۱)

☆ شریک بن عبداللہ، ابوعبداللہ النخعی القاضی، (م۱۷۷ھ) ابن معین نے ان کو "ثقہ" نسائی نے "لیس بہ باس" جبکہ ابن حجر نے ان کو "صدوق یخطی کثیراً" کہا ہے- (التاریخ الکبیر، ۱۹۹/۴، الکاشف، ۱۴/۲)

☆ شھر بن حوشب الشامی، (م۱۱۱ھ) امام نسائی نے ان کو "لیس بقوی" جبکہ ابن معین نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (الکاشف، ۲/۲۱)

☆ عباس بن ذریح الکلبی، "صدوق" ہیں۔ ابن حجر نے ان کو "ثقہ" کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر، ۶/۳۱۹، تقریب، ۱/۳۷۷)

☆ عبداللہ بن مبارک مروزی، (م۱۸۱ھ) آپ کی کنیت "ابو عبدالرحمٰن" ہے۔ مرو کے رہنے والے علم کے سمندر اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ والد "ترک" اور والدہ "خوارزمیہ" تھیں۔ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ "ثقہ اور ثبت" ہیں حدیث، فقہ، لغتِ عرب، جنگی امور کی معرفت، شجاعت اور سخاوت جیسی عظیم الشان صفات کے حامل تھے۔ (تھذیب، ۵/۳۸۲-۳۸۷)

☆ عبدان، (م۲۲۱ھ) کنیت "ابو عبدالرحمٰن" نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ عبدان اس کا لقب ہے۔ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بلند پایہ حافظِ حدیث اور ممتاز عالم اور "ثقہ" ہیں۔ (تھذیب، ۵/۳۱۳-۳۱۴)

☆ عفان بن مسلم بن عبداللہ، (م۲۲۰ھ) آپ کی کنیت "ابو عثمان" ہے۔ انصار سے نسبت ولا کی وجہ سے انصاری کہلاتے ہیں۔ بلند پایہ حافظِ حدیث، پختہ کار عالم اور بغداد کے مشہور محدث ہیں۔ ۱۲۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔ (الطبقات الکبری، ۷/۱۶۴)

☆ عمرو الناقد بغدادی، (م۲۳۲ھ) آپ کی کنیت "ابو عثمان" ہے۔ سلسلہ نسب، "ابو عثمان عمرو بن محمد بن بکیر بن شاپور البغدادی" - آپ بغداد کے رہنے والے ہیں۔ "ثقہ اور امین" ہیں۔ حافظِ حدیث ہیں۔ (الطبقات الکبری، ۷/۱۷۳، الکاشف، ۲/۲۹۴)

☆ محمد بن العلاء، ابو کریب، ھمدانی الکوفی، (م۲۴۸ھ) ان کو ابو حاتم نے "صدوق" نسائی نے "لا باس بہ" اور بہت سے لوگوں نے "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (رجال صحیح البخاری، ۲/۶۷۲، ۶۷۳)

☆ محمد بن بشار، بن عثمان، ابو بکر العبدی، (م۲۵۲ھ) ابو حاتم اور العجلی نے ان کو "ثقہ" نسائی نے صالح جبکہ بعض نے ان کو "ضعیف" کہا ہے۔ (الکاشف، ۳/۲۱)

☆ محمد بن جعفر غندر ہذلی، (م۱۹۳ھ) کنیت "ابو عبداللہ" ہے۔ بصرہ کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں۔ فن تجوید میں کمال رکھتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے۔ (الکاشف، ۳/۲۶)

☆ مسدد بن مسرھد بن مسربل الأسدی البصری، ابوالحسن، (م۲۲۸ھ) ابن معین اور ابو حاتم نے "ثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (الکاشف، ۳/۱۲۰)

☆ وھیب بن خالد بن عجلان البصری، (م۱۶۵ھ) دیکھیے صفحہ ۳۴۳

☆ یحییٰ بن یحییٰ، (م۲۲۶ھ) آپ کی کنیت "ابو زکریا" ہے۔ نامور حافظِ حدیث اور شیخ خراسان ہیں۔ ۱۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ محدثین نے انہیں صداقت و امانت میں "محدثین کا سردار" قرار دیا ہے۔ امام شافعی سے آٹھ

سال بڑے تھے-(رجال، صحیح البخاری، ۲/۸۰۲)

☆ یزید بن زریع، الحافظ، ابومعاویہ البصری، (م۱۸۲ھ) بنی عبس سے ان کا تعلق تھا- ان کو "ریحانة البصرہ" کہا جاتا تھا- "ثقہ امام" ہیں- (اکلاشف، ۳/۲۴۳، تہذیب الکمال، ۳۲/۱۲۴-۱۳۰)

خلاصہ بحث

خلاصۂ بحث

اللہ ربّ العزت نے اپنے جلیل القدر انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا (﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾) (البقرہ،۲:۱۲۹) کو قبول فرماتے ہوئے امتِ مسلمہ کو رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ایسی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کیا جو انکی دعا کی عملی تصویر تھا وہ رسولِ رحمت ﷺ معلم کتاب بھی تھا اور معلمِ حکمت بھی، قوم کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک بھی کرتا تھا اور شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں سسکتی انسانیت کو توحید کے نور سے منور بھی کرتا تھا- یہ روحانیت کا ایسا آفتاب تھا جس کی روشنی نے کفر کی تاریکیاں مٹا کر آسمانِ ہدایت کے لاکھوں ستاروں کو ماند کر دیا-

آپ کی روشنی سے منور مزین صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ بھی سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں- انہوں نے آپؐ کے کردار و جمالِ آراء سے اپنا وجود روشن کیا اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر اپنی زندگیاں اسی سانچے میں ڈھالیں جس میں ڈھلنے کا ان کے پیارے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا- اس عمل میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل تھیں انہوں نے خوشنودیٔ باری تعالیٰ اور اطاعت و اتباع اور عشقِ رسولؐ کی خاطر اپنے والدین اور اہل و عیال کی جدائی برداشت کی- وطن چھوڑا اور دینِ حق کی سربلندی کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے- انہیں ہستیوں سے باری تعالیٰ راضی ہوا اور انہیں جنت اور مغفرت کی خوشخبری دنیا میں ہی سنا دی-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾) (الاحزاب،۳۳:۳۵)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں- اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے-

انہیں صحابیاتؓ مکرمات کی اہمیت ''معلماتِ امت'' کے حوالے سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ آپؐ کی ذاتِ بابرکات کے بے شمار پہلو امتِ مسلمہ کے سامنے صحابیاتؓ کے بیان سے مستنیر ہوئے- انؓ کے بیان سے ہم بخوبی اندازہ لگا

سکتے ہیں- آپ کی پیدائش سے قبل اہل عرب کا تقریباً ہر گھر اور ہر دل بتوں کا مسکن تھا حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں بھی "۳۶۰" بت موجود تھے- اس شرک سے آلودہ معاشرے میں آپؐ نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جس کا ہر فرد عزت وحشمت اور عفت وعصمت میں اپنی مثال آپ تھا- بچپن اور اہلِ شباب میں یتیمی کے باوجود آپؐ شرک کی پرچھائیوں سے بھی دور رہے اور جب معاشی جدوجہد کی تو ایک صادق اور امین تاجر کی حیثیت سے عرب میں مشہور ہوئے- پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد اپنے بچوں کے ہمراہ ایک بھرپور ازدواجی زندگی بسر کی- وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ آہستہ آہستہ خلوت کی طرف مائل ہوتے گئے اور غارِ حرا میں تحنث فرماتے- غارِ حرا کی انہی تنہائیوں میں جب باری تعالیٰ نے آپ کو تحفۂ نبوت سے سرفراز کیا تو ساتھ ہی قوم کی ہدایت و رہنمائی کا اہم فریضہ بھی آپ کو سونپ دیا گیا- جیسے جیسے آپؐ اپنی قوم کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے گئے ویسے ویسے قوم آپ کی دشمن بنتی چلی گئی- اپنے بیگانے ہو گئے- بالآخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کو اذنِ ربی اپنا عزیز از جان وطن "مکہ" چھوڑ کر "مدینہ منورہ" کو اپنا وطن بنانا پڑا- اس دور میں بے شمار مشکلات و مصائب، غزوات و سرایا پیش آئے مگر اسلام کی خاطر آپؐ کے پایۂ استقلال میں لغزش تک نہ آئی حتیٰ کہ ۶۳ سال کی عمر میں آپؐ وصال فرما گئے- اس مکی و مدنی دور میں آپؐ رضائے الٰہی کی خاطر صبر، مستقل مزاجی، حوصلے اور برداشت کا ایک ایسا مینارۂ نور نظر آتے ہیں جس کی روشنی سے آئندہ آنے والے اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں-

زندگی کے ان دونوں ادوار (مکی و مدنی) میں آپؐ ایک طرف تو بہترین مبلغ اور سپہ سالار کی حیثیت سے تبلیغ و دفاعِ اسلام کرتے نظر آتے ہیں جبکہ دوسری طرف آپؐ کی زندگی کا لمحہ لمحہ ذکرِ الٰہی میں بسر ہو رہا ہے- فرضی ونفلی نمازوں کی سفر وحضر میں بروقت ادائیگی ہو رہی ہے- تلاوتِ قرآن پاک، فرضی ونفلی روزے، عمرہ، حج، قربانی ان سب کا اہتمام بھی ساتھ ساتھ جاری ہے اور ہر موقعہ پر تقربِ باری تعالیٰ کی خاطر کی جانے والی دعائیں امتِ مسلمہ کو یہ سبق دے رہی ہیں کہ ایک مسلمان اپنی زندگی کا ہر لحہ ذکرِ الٰہی میں گزارے تا کہ اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد پورا ہو سکے- اس دنیائے رنگ و بو میں آپ کا سادہ لباس، سادہ طعام اور بسترِ استراحت وغیرہ امتِ مسلمہ کے لیے ایک مثال ہیں کہ محبوبِ رب العالمینؐ ہونے کے باوجود کس طرح آپؐ نے زہد وتقویٰ کی زندگی بسر کی-

جہاں تک اخلاق کا تعلق ہے تو ایک طرف قرآن آپ کو خلقِ عظیم (﴿ن والقلم، ۶۸: ۴﴾) کے مرتبے پر فائز کرتا ہے تو دوسری طرف حضرت عائشہؓ آپ کو مجسمِ قرآن قرار دیتی ہیں-

اسی طرح ہم مثالی شخصیت میں آپ کا "بحیثیت سربراہ خاندان" (مثالی شوہر، مشفق باپ) ہونا فرزندانِ توحید کے لیے خصوصاً اور نوعِ انسانی کے لیے عموماً بے شمار دینی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی وتمدنی اور قومی وملی اسباق کی طرف ہمیں دعوتِ فکر وعمل دے رہا ہے- حضورﷺ نے ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک کا اہتمام فرمایا- ان کے لیے مثالی دینی ماحول مہیا کیا، ان کو فیضانِ تربیت سے مستنیر کیا- ان کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دلجوئی اور دلنوازی فرمائی اور عدل بین النساء کا وہ مثالی نمونہ پیش فرمایا کہ پوری تاریخِ عالم میں اسکی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی-

رحمت دو عالم کی سیرتِ طیبہ صرف مومنین کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوامِ عالم کے لیے بھی کامل نمونہ ہے موجودہ دور جو مسلسل تنزل کی طرف بڑھ رہا ہے-

اس دور پُر فتن میں اخلاقی و فکری انحطاط کی بدولت دینی، روحانی اقدار پامال ہو چکی ہیں- زندگی کے تمام شعبے معاشی، معاشرتی، سیاسی بگاڑ کا شکار ہیں- ہر شعبے میں ظلم و استبداد کا راج ہے- زندگی کے مختلف پہلو توازن کھو چکے ہیں-تبلیغی جماعتیں حصول نتائج میں مایوس ہو گئی ہیں- عالمِ اسلام زوال پذیر ہے- مستشرقین آپ ؐ کے متعلق زہر افشانی کر رہے ہیں- اس دورِ تنزل میں صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کا مطالعہ ہی تمام بنی نوع انسان کے تمام امراضِ قلوب اور عللِ ارواح کا علاج ہو سکتا ہے- کیونکہ قرآن متن ہے اور سیرۃ اسکی تشریح- قرآن علم ہے اور سیرۃ اسکا عمل- الغرض آج کی غیر اسلامی زندگی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ارشاداتِ الٰہیہ، ہدایت کا نسخہ اور مغفرت کا وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے شریعت مطہرہ کو فروغ دیں اور آپ ؐ کی سیرت و کردار کو مشعل راہ بنا کر اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالیں جس پر زمین و آسمان رہتی دنیا تک فخر کرتے رہیں-

فهارس

اشاریہ آیات

اشاریہ آیات

اشاریہ احادیث

اشاریہ احادیث

اشاریہ اعلام

اشاریہ اعلام

اشاریہ اماکن

اشاریہ اماکن

اشاریہ قبائل

اشاریہ قبائل

مصادر و مراجع

مصادر و مراجع

القرآن الحکیم

آلوسی، آفندی، ابی الفضل، شہاب الدین (م۱۲۷۰ھ)، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۷ء، داراحیاء التراث العربی بیروت، س ن-

ابن ابی حاتم الرازی، **کتاب الجرح والتعدیل**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۳ء، ۱۳۷۲ھ

ابن ابی عاصم (م۲۸۷ھ)، **الآحاد و المثانی**، دار الرایة، السعودیة، الریاض، ۱۹۹۱ء

ابن اثیر، عز الدین، ابی الحسن، علی ابی المکرم (م۶۳۰ھ) **اسد الغابة فی معرفة الصحابة**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن اثیر، **الکامل فی التاریخ**، دارالکتاب العربی، ۱۹۹۹ء

ابن اسحق، (محمد بن اسحاق) بن یسار (م۱۵۱ھ) **السیرة النبویة**، دارالکتب الاسلامیة، بیروت، لبنان، ۲۰۰۴ء

ابن الجوزی، **المنتظم فی التواریخ الملوک والامم**، دارالفکر، بیروت، لبنان ۱۹۹۵ء

ابن الجوزی، **الوفا باحوال المصطفیٰ**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن الجوزی، **تلقیح فهوم الاثر فی عیون التاریخ والسیر**، ادارة احیاء السنة گرجاکھ

ابن الجوزی، **صفة الصفوة**، مطبعة دار المعارف، مدینة منورة ۱۳۵۵ھ

ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن (م۶۴۲ھ) **المقدمة فی علوم الحدیث دارالکتب العلمیة**، بیروت لبنان، ۱۹۷۸ء، ۱۹۹۹ء

ابن العماد الحنبلی ابی الفلاح، عبدالحی، (م۱۰۸۹ھ) **شذرات الذهب فی اخبار من ذهب**، دارالمسیر، بیروت، ۱۹۷۹ء، دارابن کثیر دمشق بیروت، ۱۹۸۶ء

ابن الفارس بن زکریا، ابی الحسین (م۳۹۵ھ) **معجم مقاییس اللغه**، داراحیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن الوردی، علی بن مظفر، (م۷۴۹ھ) **تاریخ ابن الوردی**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

ابن حبان البستی، **کتاب المجروحین من المحدثین**، دار الصمیمی، ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

ابن حبان البستی، (م۳۵۴ھ) **تاریخ الصحابة الذین روی عنهم الاخبار**، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

ابن حبان البستی، (م۳۸۴ھ) **کتاب الثقات**، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱۴۱۹ھ

ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، شهاب الدین (م۸۵۲ھ)، **الاصابة فی تمییز الصحابة**، مکتبة الکلیات الازهریة، الازهر ۱۹۶۸ء، مکتبة المثنی، بغداد ۱۳۲۸ھ دار الکتب العلمیة ۱۹۹۵ء

ابن حجر العسقلانی، **تقریب التهذیب**، دار المعرفة، بیروت، لبنان ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

ابن حجر العسقلانی، **تهذیب التهذیب**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**، دار الفکر، ۱۹۹۶ء، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان، ۲۰۰۰ء

ابن حجر العسقلانی، **لسان المیزان**، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت لبنان، ۱۹۷۱

ابن حزم، ابی محمد، علی بن احمد بن سعید (م۴۵۶ھ) **الاحکام فی اصول الاحکام**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، س ن،

ابن حزم، **الفصل فی الملل والاهواء النحل**، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن حزم، **جمهرة انساب العرب**، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء

ابن سعد، محمد منیع الزهری (م۲۳۰ھ) **الطبقات الکبریٰ**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ، ۱۹۵۸ء، ۱۹۹۶ء

ابن سیّد الناس، فتح الدین ابو الفتح محمد، (م۷۳۴ھ) **عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**، دار احیا التراث العربی، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ، دار القلم، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

ابن عبد ربه الاندلسی، **العقد الفرید**، دار مکتبة الهلال، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹ء

ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبدالله (م۴۶۳ھ) **الدرر فی اختصار المغازی والسیر**، احیاء التراث الاسلامی، القاهره، ۱۹۹۴ء

ابن عبدالبر، **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب**، دار الجیل بیروت، ۱۹۹۲ء، دار الکتب

العلمية، بيروت، لبنان، ٥ف٩٩ ١ء

ابن عدی الجرجانی، ابی احمد، **الکامل فی ضعفا الرجال**، دار الفکر، بیروت، س ن

ابن عساکر، علی بن الحسن (م٥٧٣ھ)، **تهذیب تاریخ دمشق الکبیر**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س ن

ابن قتیبه الدینوری، عبدالله بن مسلم (م٢٧٦ھ) **الشعر والشعراء أوطبقات الشعراء**، دارالکتب العلمية بیروت لبنان، ٢٠٠٠ء، ١٤٢١ھ

ابن قدامه، **الاستبصار فی نسب الصحابة من الانصار**، دار الفکر بیروت، ١٩٧١ء، ١٣٩١ھ

ابن قدامه، المقدسی، موفق الدین ابی محمد عبدالله بن احمد (م٦٢٠ھ)، **التبیین فی انساب القرشیین**، عالم الکتب، مکتبة النهضة العربية، بیروت، ١٩٨٨ء

ابن کثیر، **السیرة النبویة**، دار الکتب العربی، ١٩٩٩ء

ابن کثیر، **الفصول فی سیرة الرسول**، دار ابن کثیر، دمشق، دار التراث، المدينة المنورة، ١٩٨٥ء

ابن کثیر، محمد بن اسماعیل (م٧٧٤ھ) **شمائل الرسول ودلائل النبوة وفضائله و خصائله**، دار المعرفة، بیروت، س ن

ابن کثیر، **البدایة والنهایة**، المطبعة العربية، ١٩٨٣ء، دار الفکر، ١٩٩٨ء، دار المعرفة، ١٩٩٧

ابن ماجه، ابو عبدالله، محمد بن یزید (م٢٧٣ھ)، **السنن**، دار السلام، الریاض، ١٩٩٩ء

ابن ملقن، عمر بن علی (م٨٠٤ھ) **مختصر استدراک الحافظ الذهبی علی مستدرک ابی عبدالله الحاکم** دار العاصمة، الریاض، ١٤١١ھ

ابن همام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد (م٨٦١ھ) **شرح فتح القدیر**، در الکتب العلمية بیروت لبنان، ٢٠٠٣ء

ابن هشام، عبدالملک (م٢١٨ھ)، **السیرة النبویة**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ١٩٣٦ء، ١٩٩٥ء

ابن خلکان، احمد بن محمد (م٦٨١ھ) **وفیات الاعیان وانباء الزمان**، دار صادر، بیروت، ١٩٧٨ء، ١٣٩٨ھ

ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان،

١٩٨٨ء، ١٩٩٥ء

ابو داؤد، سليمان بن الاشعث بن اسحاق الأزدی (م٢٧٥ھ)، **السنن**، دارالسلام للنشر والتوزيع، الرياض، ١٩٩٩ء

ابو زيد البلخی (م٣٢٢ھ)، **كتاب البدء والتاريخ**، دارالكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٩٩٧ء

ابو نعيم، الاصبهانی، **دلائل النبوة**، عالم الكتب، س ن

ابو نعيم، الاصبهانی، **كتاب تاريخ اصبهان**، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ١٩٩٠ء

ابو نعيم، الاصبهانی، **معرفة الصحابة**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ٢٠٠٢ء

ابو نعيم، الاصبهانی، احمد بن عبدالله بن احمد (م٤٣٠ھ) **حلية الاولياء وطبقات الاصفياء**، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٧ء

ابو نعيم، الاصبهانی، **كتاب الضعفاء**، دارالثقافة، ١٩٨٤ء، ١٤٠٥ھ

ابی البقاء، محمد بن احمد (م٨٥٤ھ) **تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفة**، دارالكتب العلمية بيروت، ٢٠٠٤ء

ابی عوانة، يعقوب بن اسحاق الاسفرائينی (م٣١٦ھ) **المسند**، دارالمعرفة، بيروت، لبنان، ١٩٩٨ء

ابی يعلى موصلی (م٣٠٧ھ)، **المسند**، دارالكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٩٩٨ء

الاجری، محمد بن الحسين (م٣٦٠ھ)، **الشريعة**، مؤسسة قرطبة، ١٩٩٦ء

احمد بن حنبل، ابی عبدالله، (م٢٤١ھ) **فضائل الصحابه**، مؤسسة الرسالة، مركز البحث العلمی واحياء التراث الاسلامی، ١٩٨٣ء

احمد بن حنبل، **العلل والمعرفة الرجال**، المكتب الاسلامی، بيروت، لبنان، ١٩٨٨ء، ١٤٠٨ھ

احمد بن حنبل، **المسند**، داراحياء التراث العربی، بيروت، لبنان ١٩٩٣ء اور دارالحديث، قاهرة، ٢٠٠٥ء

احمد خليل جمعه، **نساء اهل البيت فی ضوء القرآن والسنة**، اليمامة، دمشق، بيروت، ١٩٩٤ء

احمد خليل جمعه، **نساء من عصر النبوة**، دارابن كثير، دمشق، بيروت ٢٠٠٠ء

ادريس كاندهلوی، محمد، **سيرتِ المصطفیٰ**، مكتبه عثمانيه، ١٩٩٢ء، ١٤١٢ھ

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۸۰

الازرقی، ابی الولید، محمد بن عبداللہ بن احمد، (م ۲۲۰ھ) **اخبار مکہ**، مکتبۃ الثقافیۃ، مکۃ المکرمۃ، ۲۰۰۲ء، دارالاندلس، ۱۹۶۹ء

اسحق بن راھویہ، (م۲۳۸ھ) **المسند**، دارالکتاب العربی، ۲۰۰۰ء

اطہر مبارکپوری، **تدوین سیرومغازی**، قدسیہ اسلامک پریس لاہور، ۲۰۰۵ء

النووی، یحییٰ بن شرف، **شرح صحیح مسلم**، مترجم نعمانی کتب خانہ، ۱۹۸۱ء

بائبل — کلام مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، ۲۰۰۷ء

الباجی، سلیمان بن خلف، ابو الولید (م۴۷۴ھ)، **التعدیل والجرح**، دار اللواء للنشر والتوزیع ۱۹۸۶ء

الالبانی، **صحیح سنن ابی داؤد**، مکتبۃ التربیۃ العربی، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

الالبانی، محمد ناصر الدین، **صحیح سنن النسائی**، مکتب التربیۃ العربی، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، ۱۴۰۹ھ

البخاری، **الادب المفرد**، مکتبہ ابوہریرہ، تخریج احادیث (محمد فواد عبدالباقی) س ن

البخاری، **التاریخ الاوسط**، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۴ھ

البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، (م۲۵۶ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

البخاری، **التاریخ الصغیر**، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۹۸۶ء، ۱۴۰۶ھ

البخاری، **التاریخ الکبیر**، المکتبۃ الاسلامیہ، س ن

البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر (م۲۷۹ھ)، **انساب الاشراف**، دارالفکر، ۱۹۹۶ء، دارالمعارف، س ن

البیہقی، ابی بکر، احمد بن الحسین، (م۴۵۸ھ) **دلائل النبوۃ**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الامام (م۲۷۹ھ) **الجامع**، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء

الترمذی، **الشمائل النبویۃ والخصائل المصطفویۃ**، المکتبۃ التجاریہ، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ

التهانوی، محمد علی، **کشاف اصطلاحات الفنون**، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء

جان گلب پاشا، جنرل، **حیات وعہد النبی ﷺ**، پرنٹنگ پریس، لاہور ۲۰۰۳ء

جواد علی، الدکتور، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، دار العلم، بیروت، ۱۹۸۰ء

الجوزجانی، ابی اسحاق، ابراھیم بن یعقوب (م۲۵۹ھ) **احوال الرجال**، المکتبۃ سانگلہ ھل، شیخوپورہ، س ن

الجوھری، ابی الفراء، اسماعیل بن حماد، (م۳۹۶ھ) **الصحاح**، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۹۹ء

حاکم النیشابوری، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، (م۴۰۵ھ) **المستدرک علی الصحیحین**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۶ء، دارالفکر، ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۲ھ

حسین عبداللہ بالسلامۃ، **حیلۃ سید العرب و تاریخ النھضۃ الاسلامیۃ مع العلم و المدینۃ**، مؤسسۃ علوم القران، ۱۹۹۲ء

حماد بن الانصاری، **فتح الوھاب فیمن اشتھر من المحدثین بالألقاب**، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۵ء

الحمیدی، ابی بکر عبداللہ بن زبیر، **المسند**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

الخازن، عبداللہ بن محمد (م۷۲۵ھ) **لباب التاویل فی معانی التنزیل**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۵ء

الخرکوشی نیشاپوری، عبدالملک بن ابی عثمان، (م۴۰۶ھ) **مناحل الشفاء و مناھل الصفا بتحقیق کتاب شرف المصطفیٰ**، دارایشائر الاسلامیۃ، ۲۰۰۳ء، ۱۴۲۴ھ

الخطابی، حمد بن محمد (م۳۸۸ھ) **اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری**، مرکز احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۸ء، ۱۴۰۹ھ

الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی (۴۶۳ھ) **الکفایۃ فی علم الروایۃ دارالکتب العلمیۃ**، بیروت لبنان، ۲۰۰۶ء

خلیفہ بن خیاط (م۲۴۰ھ)، **کتاب التاریخ**، دارالقلم، دمشق بیروت، ۱۹۷۷ء، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء

خواجہ عبدالمجید، **جامع اللغات**، اردو سائنس بورڈ، اپر مال لاہور، س ن

الدار القطنی، علی بن عمر، (م۳۸۵ھ) **کتاب الضعفاء والمعروکین**، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ هل، شیخوپورہ پاکستان، رمضان، ۱۴۰۲ھ

الدارالقطنی، عمر بن احمد (م۳۸۵ھ) **ذکر اسماء التابعین ومن بعدهم**، مؤسسۃ الکتاب الثقافۃ، ۱۹۸۵ء

الدارمی، ابو محمد، عبدالله بن عبدالرحمن (م۲۵۵ھ)، **السنن**، داراحیاء السنۃ النبویۃ، س ن

الدیار بکری، حسین بن محمد بن الحسن (م۹۲۰ھ) **تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس**، مؤسسۃ شعبان، بیروت، س ن

ڈاکٹر شوقی عبدالخیل، **اٹلس سیرت نبوی ﷺ** (ترجمہ حافظ محمد امین) دارالفکر دمشق -س ن

الذهبی، ابو عبدالله شمس الدین (م۷۴۸ھ) **تذکرۃ الحفاظ**، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۷۴ھ، دارالفکر العربی، س ن

الذهبی، **العبر فی خبر من غبر**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

الذهبی، **الکاشف**، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۳، ۱۴۰۳ء، دارالحدیث، قاهرہ، ۲۰۰۸ء

الذهبی، **المستدرک مع التلخیص**، مکتبۃ المعارف، الریاض، س ن

الذهبی، **تاریخ اسلام ووفیات المشاهیر والاسلام**، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۹۹۹ء، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، ۱۹۹۰ء

الذهبی، **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**، المکتبۃ الاثریۃ، سانگلہ هل، پاکستان، س ن

الذهبی،، **سیر اعلام النبلاء**، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۹ء

الرازی، فخر الدین محمد بن ضیاء (م۶۰۶ھ) **تفسیر الکبیر**، الکتب العلمیۃ طهران، س ن

زبیر بن بکار (م۲۵۶ھ) **منتخب من کتاب ازواج النبی ﷺ لمحمد الحسن بن زبالہ** (م۱۹۹ھ) مطبعۃ الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منورہ، ۱۹۸۱ء

الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (۱۱۲۲ھ) **شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ**، دار المعرفۃ، ۱۹۹۲ء

الزمخشری، محمود بن عمر بن احمد (م۵۳۸ھ) **اساس البلاغۃ**، دارالکتب العلمیۃ بیروت،

لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱۴۱۹ھ

الزیات، احمد حسن واحبابہ، **المعجم الوسیط**، دار الدعوۃ – القاھرہ، ۱۹۷۲ء، ۱۹۸۹ء

السخاوی، محمد عبدالرحمن (م۹۰۲ھ) **التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ**،
دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ۱۹۹۳، ۱۴۱۴ھ

السعود بن عبداللہ، الدکتور، **مرویات ام المومنین فی التفسیر**، مکتبۃ التوبۃ، الریاض
۱۹۹۲ء

السمعانی، ابی سعد، عبدالکریم بن محمد ابن منصور التمیمی، (م۵۶۲ھ) **الانساب**،
دار الجنان، ۱۹۸۸ء

السمھودی، نور الدین (م۹۱۱ھ)، **وفاء الوفاء**، دار احیاء، التراث العربی، بیروت، لبنان،
۱۹۹۷ء

سمیع عباس، **اوصاف النبی ﷺ لامام الترمذی**، مکتبۃ دار الخیل القاھرہ، ۱۹۸۷ء، ۱۴۰۷ھ

السھیلی، ابی القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد (م۵۸۱ھ) **الروض الانف**، دار الکتب
العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

السیوطی، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی**، مطبعۃ حسان– س ن

السیوطی، **طبقات الحفاظ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،** ۱۹۸۳ء

السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر المأثور**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۰ء،
س ن

السیوطی، **السنن للنسائی**، دار احیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء

السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن ابی بکر (م۹۱۱ھ)، **الخصائص الکبری**، دار الکتب
العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، (م۱۳۳۲ھ)، **سیرۃ النبی ﷺ**، دار الاشاعت، لاھور
۱۹۸۵ء

شبۃ النمیری البصری ابوزید، (م۲۶۲ھ) **تاریخ المدینۃ المنورۃ**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،
لبنان، ۱۹۹۶ء

الشوکانی، **فتح القدیر**، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان ۱۹۹۷ء

الشوکانی، محمد بن علی (۱۲۵۰ھ) **در السحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ**، دار الفکر،

دمشق، ۱۹۸۳

الصالحی الشامی، محمد بن یوسف، (م۹۴۲ھ) **سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء

الصنعانی، حسن بن محمد، **العباب الزاخر واللباب الفاخر**، مطبعة نثار آرٹ پریش، ۱۹۹۴ء

طاہر القادری، **شمائل مصطفیٰ ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۹ء

طاہر القادری، محمد، **حسن سراپائے رسول ﷺ**، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ستمبر ۲۰۰۶ء

الطبرانی، ابی القاسم، سلیمان بن احمد (م۳۶۰ھ)، **المعجم الکبیر**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء

الطبری، **جامع البیان علی تاویل آی القرآن**، دارالفکر ۱۹۸۸ء، داراحیاء التراث العربی، س ن

الطبری، محمد بن جریر (م۳۱۰ھ) **تاریخ الامم والملوک**، مؤسسة العلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامه، **المسند**، مکتبة الحرمین ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

عاتق بن غیث البلادی، **معجم المعالم الجغرافیة فی السیرة النبویة**، دار مکه، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

عبدالباقی بن نافع البغدادی، **معجم الصحابة**، دارالفکر، ۲۰۰۴ء

عبدالحق محدث دهلوی، **مدارج النبوة**، مکتب نوریه رضویه پریس فالکن، ۱۹۷۷ء

عبدالحکیم محمود، الدکتور، **القرآن والنبی ﷺ**، دارالمعارف قاهره، س ن

عبدالرزاق بن همام الصنعانی، (م۲۱۱ھ) **المصنف**، منشورات المجلس العلمی، س ن

العجلی، احمد بن عبدالله (م۲۶۱ھ) **تاریخ الثقات**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۵ھ

العراقی، **التقیید والایضاح**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۹ء

العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، (م۸۰۶ھ) **فتح المغیث شرح الفیة الحدیث**، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء

علامہ اقبال، **بال جبریل**، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۹ء

علی بن بلبان الفارسی، (م۷۳۰ھ) **الاحسان صحیح ابن حبان**، المکتبة التجاریه دارالفکر،

مکة المکرمة، ۱۹۹۶ء

علی محمد البجاوی، محمد ابو الفضل، **ایام العرب فی الاسلام**، دار الفکر، ۱۹۷۳ء، ۱۳۹۳ھ

عمر بن احمد بن عثمان (م۳۸۵ھ) **تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم**، دار الباز مکة المکرمة، ۱۹۸۶ء

عمر رضا کحاله، **اعلام النساء**، مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۹۷۷ء

عمر رضا کحاله، **معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة**، الطبعة الهاشمیة دمشق، ۱۹۴۹ء، ۱۳۶۸ھ

العینی، بدر الدین، احمد علی بن احمد، (م۸۵۵ھ) **عمدة القاری شرح صحیح البخاری**، مکتبه رشیدیه کوئٹه بلوچستان، س ن

الفاسی المکی، تقی الدین، محمد بن احمد الحسنی (م۸۳۲ھ) **العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۹۸۶ء

فیروز الدین، مولوی، **فیروز اللغات**، فیروز سنز لاہور، س ن

القاضی عیاض بن موسیٰ، الاندلسی، (م۵۴۴ھ) **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ**، دار الکتبالعلمیة، س . ن

القزوینی، احمد بن خلیل الخلیلی، (م۴۴۶ھ) **الارشاد فی معرفة علماء الحدیث**، مکتبة الرشد، الریاض، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

القسطلانی، احمد بن محمد (م۹۲۳ھ)، **المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة**، المکتب الاسلامی، ۱۹۹۱ء

الکرمانی، محمد ابن یوسف، **شرح البخاری**، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۹۸۵ء

الکلاباذی، ابی نصر، احمد بن محمد، (م۳۹۸ھ) **رجال صحیح البخاری**، دار المعرفة بیروت لبنان، ۱۹۸۷ء، ۱۴۰۷ھ

الکلاعی الاندلسی، ابن الربیع سفیان بن موسیٰ، (م۶۳۴ھ) **الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول اللهؐ**، عالم الکتب ۱۹۹۷ء

مالک بن انس، (م۱۷۹ھ) الموطاء، **دار الفکر**، ۱۹۸۹ء، ۱۴۰۹ھ

المتقی الهندی، (۹۷۵ھ) **کنز العمال**، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

محب الطبری، **السمط الثمین فی مناقب امهات المؤمنین**، المکتبة النهضیة القاهره، س ن

محب الطبری، احمد بن عبدالله، (م۶۹۴ھ) **ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ**، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۲ء

محدث دهلوی، شاه عبدالعزیز، **عجالة نافعه اصول حدیث**، در مطبع مجتبائی، ۱۳۴۸ھ

محمد احمد جاد، علی محمد البجاوی، **ایام العرب فی الجاهلیة**، دار الفکر، ۱۹۴۲ء، ۱۹۶۱ء

محمد الامین بن محمد، **السیرة النبویة فی فتح الباری**، مکتبة دار البیان، کویت، ۲۰۰۱ء

محمد الغزالی، **فقه السیرة**، عالم المعرفة، س ن

محمد الیاس، عبدالغنی، **بیوت الصحابة رضی الله عنهم حول المسجد النبوی الشریف**، حرکة طیبة للطبعة فی المدینة النبویة، ۱۹۹۸ء

محمد بن جعفر بن حیان (م۳۶۹ھ) **طبقات المحدثین باصبهان والوردین علیها**، مؤسسة الرسالة بیروت، ۱۹۹۲ء، دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۹۸۹ء

محمد بن حبیب (م۲۴۵ھ) **کتاب المحبر**، دار النشر الکتب الاسلامیة، س ن

محمد راجی حسن کناس، **صحابیاتؓ حول الرسول**، دار المعرفة، ۲۰۰۵ء، ۱۴۲۶ھ

محمد سعید رمضان البوطی، **فقه السیرة النبویة**، المطبعة التعاونیة، دمشق، ۱۹۹۱ء

محمد صادق سیالکوٹی، **جمال مصطفیٰ**، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، لاہور، س ن

محمد طفیل (مدیر)، **نقوش رسولؐ نمبر**، اداره فروغ اسلام لاہور

محمد عبدالحکیم شرف قادری، مقالاتِ سیرتِ طیبہ ﷺ، امیر ملت پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء

محمد علی قطب، **زوجات النبی ﷺ**، دار الدعوة الاسکندریة، ۲۰۰۶ء

محمود احمد غازی، **محاضراتِ سیرت**، الفیصل ناشران، ۲۰۰۷ء

محمود طعمة حلبی، **المائة الاوائل من صحابیات الرسول**، دار المعرفة بیروت، لبنان ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۵ھ

محمود مغراوی، **منهج النقد عند الحافظ ابی نعیم الاصبهانی**، دار ابن حزم ۲۰۰۷ء، ۱۴۲۸ھ

المزی، جمال الدین، یوسف بن عبدالرحمن (م۷۴۲ھ) **تھذیب الکمال**، دارالفکر، ۱۹۹۴ء، مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۲ء، ۱۴۱۳ھ

المزی، عبدالرحمن بن یوسف، **تحفة الاشراف**، المکتب الاسلامی بیروت، لبنان، ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳ھ

مسلم بن حجاج القشیری (م۲۶۱ھ) **الجامع الصحیح**، دارالسلام، الریاض، ۲۰۰۰ء

مصطفیٰ محمد الطحان، **امھات المومنینؓ فی مدرسة النبوة**، دارالوفاء، ۲۰۰۶ء

مصعب الزبیری، ابی عبدالله المصعب بن عبدالله (م۲۳۶ھ)، **نسب قریش**، دارالمعارف، القاهرة، س ن

المقدسی، ابن القیسرانی، (م۵۰۷ھ) **کتاب الجمع بین رجال الصحیحین**، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ

المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، (م۸۴۵ھ) **امتاع الاسماع**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹ء

النسائی، ابی عبدالرحمن بن احمد بن شعیب (م۳۰۳ھ) **السنن**، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

النووی، یحییٰ الدین شرف النووی، (م۶۷۶ھ) **تھذیب الاسماء واللغات**، دارالفکر، ۱۹۹۶ء

وارث سرہندی، **علمی اردو لغات**، علمی کتاب خانہ، ۲۰۰۳ء

الهندی، محمد طاہر بن علی، (م۹۸۶ھ) **المغنی فی ضبط اسماء الرجال**، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۲ء، ۱۴۰۲ھ

الهیثمی، نور الدین، علی بن ابی بکر (م۸۰۷ھ)، **مجمع الزوائد و منبع الفوائد**، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء، دارالکتب، بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء، ۱۴۲۲ھ

الیافعی الیمنی، ابی محمد عبدالله بن اسعد بن علی بن سلیمان (م۷۶۸ھ) **مرآة الجنان وعبرة الیقظان**، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء

یاقوت الحموی، شہاب الدین ابی عبدالله (م۶۲۹ھ)، **معجم البلدان**، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، ۱۹۵۷ء، ۱۳۷۶ء، ۱۹۹۰ء، ۱۴۱۰ھ

انسائیکلوپیڈیاز

عبدالغفار سليمان البغدادی، **موسوعة رجال الکتب العسعة** ، دارالکتب العلمیة، بیروت

لبنان، ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ

محمد سعید بیض، **موسوعة حیاۃ الصحابیاتؓ**، مکتبة الغزالی، ۱۹۹۰ء،

English Book

Edward William Lane, مد القاموس An Arabic English Loxicon.

Beirute. 1968.